

پیش لفظ۔۔

لباس ایک بہت ہی سادی سی کہانی ہے۔ اس میں ناسیاسیات ہیں نہ ہی گھریلو جھگڑے اور نہ ہی زندگیوں سے مبرا باتیں ..

یہ ایک بہت ہی عام سی کہانی ہے، جسے لفظوں کا لبادہ اوڑھا کر چھوٹے چھوٹے ان احساسوں اور جذبوں سے سجایا گیا ہے جنہیں ہم اپنی روز کی زندگی میں کہیں کھودیتے ہیں۔ اس میں کچھ ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتوں کو اور احساسوں کو اجاگر کر کے ان کے ہونے کا احساس دلایا گیا ہے، جنہیں ہم اپنی الجھنوں میں الجھ کر محسوس تک نہیں کر

پاتے۔ خاص طور پر میاں بیوی کے رشتے میں۔ روئے زمین پر اترا جانے والا سب سے پہلا رشتہ میاں بیوی کا تھا، اور اسی سے ایک خاندان کی بنیاد پڑتی ہے۔

لباس سے مراد یہاں میاں بیوی کا رشتہ اور اس کی خوبصورتی ہے۔

جو اس کہانی کے مختلف موڑ پر ظاہر ہوتی ہوئی نظر آئے گی، جھوٹے
چھوٹے احساسوں اور ننھی ننھی باتوں کو گہرائی میں اتر کر لکھنے کی
جسارت کرتے ہوئے ان سے زندگی اور رشتے کو خوبصورت بنانے
کی کوشش کی گئی ہے۔
امید ہے آپ کو پسند آئے گی۔۔

اور اس کوشش میں میرا ساتھ ہر پل نبھانے والے میرے شوہر کی بے
انتہا مشکور اور مجھے لکھنے کے لیے مجبور کرنے والی میری پیاری دوست
کی بے حد شکر گزار.....

نومبر کا مہینہ ہے۔ ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی گھلی ہوئی ہے۔ رات کا تقریباً 12 بجے کا وقت ہے، کراچی کے ایک پوش علاقے کا بنگلہ برقی قہقہوں کی روشنی میں نہایا ہوا ہے۔ برقی قہقہوں کی گھر کی دیواروں پر لٹکتی ہوئی جھالریں گھر میں کسی کی شادی کی داستان سنارہی ہیں۔

گھر کے اندر لاؤنج میں مرد حضرات ٹی وی پر نیوز دیکھتے ہوئے تبصرے میں مصروف ہیں اور ساتھ ہی لاؤنج سے اوپر جاتی ہوئی سیڑیوں کے ساتھ اوپر دائیں طرف والے کمرے سے شور و غل کی مدھم آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ اندر ایک ادھیڑ عمر کی خاتون الماری میں کپڑے سیٹ کر رہی ہیں، جبکہ ایک نازک سی لڑکی۔۔ امی میں بھی جاؤں گی۔۔ کہ رٹ لگائے ان کے آگے پیچھے گھومتے ہوئے

انہیں منانے میں مشغول ہے۔

امی جانے دینا پلیز امی۔۔۔۔ امی پلیز۔۔۔ مجھے بھی جانا ہے۔

عائزہ خاموش ہو جاؤ، منع کر دینا ایک۔۔۔ بار نہیں جاؤ گی تم تو نہیں جاؤ گی۔۔۔ وہ الماری میں کپڑے رکھتے ہوئے کہتی ہیں۔

امی پلیز نا۔۔۔ تین سال بعد آرہے ہیں بھائی۔ یا ر پلیز جانے دیں نا۔۔۔ مجھے بھی ایئر پورٹ جانا ہے پلیز امی مان جائیں۔ عائزہ منانے کی کوشش کرتی ہے۔

تین سال بعد آرہا ہے تو گھر ہی آئے گا نا!! تمہارے لیے ہی آرہا ہے نا، تمہاری شادی پر۔۔۔ بس مل لینا گھر پر کوئی ضرورت نہیں ہے ایئر پورٹ جانے کی۔

وہ اب چلتے ہوئے بیڈ پر سے مزید کپڑے اٹھاتے ہوئے کہتی ہیں۔

امی۔۔!!

خالہ آپ بولیں نا پلیر امی سے،، وہ کمرے میں موجود دوسری خاتون کی طرف متوجہ ہو کر کہتی ہے۔

باجی جانے دیں۔۔

فاطمہ تم تو بالکل بھی سفارش مت کرنا اس کی۔۔ فائزہ خاتون ہلکے سے غصے میں کہتی ہیں کہ اتنے میں ایک دہلی پتلی نازک سی آنکھوں میں نظر کا چشمہ لگائے ہوئے لڑکی سلام کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوتی ہے۔

السلام علیکم۔۔۔ سب اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

آپی اتنی دیر سے آئی ہیں آپ، کب سے انتظار کر رہی تھی میں آپ

کا۔ کمرے میں موجود ایک 16 سال اب بچی جوان سب لوگوں کی باتوں سے بے نیاز اپنے موبائل پر مصروف تھی لڑکی کی آواز پر فوراً نظر اٹھا کر دیتی ہے۔

وعلیکم السلام! میری بچی آگئی فائزہ خاتون اپنی جانب بڑھتی ہوئی الہام کو گلے لگاتے ہوئے کہتی ہیں۔

بھابھی کہاں ہیں الہام؟؟ فاطمہ بھی اسے پیار کرتے ہوئے پوچھتی ہیں۔

آ رہی ہیں چھوٹی پھپھو۔ اتنے میں آسیہ خاتون کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سب سے ملتی ہیں۔

یار الہام آپ، پلیز امی کو بولیں نا۔ جانے دیں مجھے بھی ایئر پورٹ، کب سے منار ہی ہوں امی مان ہی نہیں رہیں۔ عائزہ اس سے سفارش کرواتی ہے۔

پھپھو جانے دینا پلیر پھر تو چلی جائے گی عائرہ۔ الہام، فائرہ خاتون سے کہتی ہے۔

تم بھی آگئی اس کی باتوں میں بتاؤ اچھی لگے گی یہ اس وقت گھر سے باہر جاتے ہوئے؟ کل مائیوں ہے اس کا۔ گھر پر رہو بس اب ایک لفظ اور نہیں۔ فائرہ خاتون آخر میں تھوڑا سختی سے کہتی ہیں عائرہ بیچاری سی شکل لے کر رہ جاتی ہے۔

چلو کوئی بات نہیں، ہم تینوں مل کر اپنی پارٹی گھر پر ہی منالیتے ہیں کیوں شزا؟ الہام عائرہ کو مناتے ہوئے موبائل میں مصروف شزا کو بھی ساتھ ملا لیتی ہے۔

یہ ہوئی نابات۔۔۔ دیکھا اسی لیے تو آپ ہمیشہ سے میری فیورٹ ہیں شزا دوڑ کر اس کے گلے لگ جاتی ہے۔

چلو پھر پیزا آرڈر کرتے ہیں ٹھیک ہے نا۔ وہ شزا کو پیار کرتے

ہوئے آخر میں عازرہ کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

ٹھیک ہے۔۔ پر میرے پیزا پر ایکسٹرا چیز ٹاپنگ ہوگی عازرہ نخرے دکھاتے ہوئے کہتی ہے۔

ڈن! الہام کہتے ہوئے اپنا موبائل نکالتی ہے اتنے میں فاطمہ اٹھتے ہوئے شزا سے کہتی ہیں۔

چلو شزا، دانیال سے کہو۔ گاڑی نکالے فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔ جی امی وہ کہتی کمرے سے نکل جاتی ہے۔

خالہ!! جلدی آئیے گا پلینز۔ عازرہ کمرے سے نکلتی ہوئی فاطمہ کو دیکھ کر کہتی ہے۔

ہاں میرے بچے بس ابھی گئے اور ابھی آئے تمہارے پیارے بھائی کو لے کر، وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہتی ہیں۔

فازرہ خاتون کی ایک چھوٹی بہن ہے فاطمہ اور ایک بھائی طالب

بڑے طالب صاحب کی اہلیہ آسیہ اور ان کی ایک لڑکی بیٹی الہام فاطمہ خاتون کے دو بچے ایک بیٹا دانیال اور پھر چھوٹی بیٹی شہزادہ کے شوہر سراج جو بیرون ملک ملازمت کرتے ہیں۔ پھر فائزہ خاتون اور ان کے شوہر علی صاحب اور ان کا بڑا بیٹا آہل اور چھوٹی بیٹی عائزہ کنز میں سب سے بڑی الہام پھر آہل اس کے بعد دانیال پھر عائزہ اور آخر میں سب کی لاڈلی شہزادہ۔

ایئرپورٹ پر بلوچینز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے کندھے پر بیک ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے ہینڈ کیری کھینچتے ہوئے باہر کی جانب بڑھتا ہوا ایک لڑکا جس سے اپنی دائیں جانب سے اپنے نام کی جانی پہچانی سے آواز سنائی دیتی ہے وہ پلٹ کر دیکھتا ہے اور مجھ کو مسکراتا ہوا ان کی جانب بڑھتا ہے۔

السلام علیکم بھائی! دانیال آگے بڑھ کر اس نے گلے ملتا ہے پھر اس سے بیگ لے کر تھام لیتا ہے۔

وعلیکم السلام! وہ جواب دیتا ہے پھر فاطمہ کی جانب قدم بڑھاتا ہے السلام علیکم خالہ۔۔۔

وعلیکم السلام خالہ کی جان وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے پیار سے کہتی ہیں۔

اچھا آپ لوگ پارکنگ کی طرف آجائیں میں گاڑی لے کر آتا ہوں۔۔۔ دانیال بول کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

خالہ بہت مس کیا میں نے آپ کو۔

ہاں ہاں اب قدر آگئی نا خالہ کی۔

ارے یا آپ خالہ سے زیادہ تو دوست ہیں میری وہ ان کو ساتھ

لگائے چلتے ہوئے محبت سے کہتا ہے۔

ہاں ہاں جی اتنے عرصے بعد آئے ہو شکل دکھانے اپنی۔۔ وہ مصنوعی
غصہ دکھاتی ہے۔

بس خالہ وہ ٹھنڈی آہ بھرتا ہے۔

مجھے تو چھوڑا اب تم تیار ہو جاؤ کے سوالوں کے لیے وہ مسکراتا ہے۔

عائزہ آپ پیزا ٹھنڈا ہو رہا ہے آجائیں شزا پیزا کا بائٹ لیتے ہوئے
کھڑکی سے جھانکتی ہوئی عائزہ کو دیکھتی ہوئی کہتی ہے۔

یار کب آئیں گے یہ لوگ۔۔؟؟ عائزہ گھڑی کی طرف نظر ڈالتی
ہے۔

اب تمہارے چکر کاٹنے یا بار بار گھڑی دیکھنے سے جلدی تو آ نہیں

جائیں گے تو اس لیے سکون سے آجاؤ ادھر اور یہ کھاؤ بیٹھ کر۔ الہام
خفگی دکھاتی ہے عائرہ خاموشی سے آکر بیٹھ جاتی ہے، کہ اتنے میں
گاڑی کا ہارن سنائی دیتا ہے۔

آگئے۔۔! عائرہ اچھل کر بیڈ پر سے اترتی ہے کھڑکی کی جانب
بھاگتی ہوئی باہر دیکھتی ہے پھر بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل جاتی
ہے شزا اور الہام مسکرا کر اسے دیکھتے ہیں اور اپنا پیزا انجوائے کرنے
لگتے ہیں۔

گاڑی رکتی ہے، گاڑی سے تینوں باہر نکلتے ہیں۔ آہل اور فاطمہ گھر
کے اندر کی طرف بڑھتے ہیں جبکہ دانیال گاڑی سے سامان نکالنے لگ
جاتا ہے۔

ارے ماشاء اللہ۔۔ ماشاء اللہ میرا پیارا بیٹا آگیا۔۔ فائرہ خاتون
دروازے سے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے آہل کو دیکھ کر اس کی

جانب بڑھتے ہوئے کہتی ہیں وہ بھی دوڑ کر ان کے گلے لگتا ہے پھر
باری باری وہاں موجود سب لوگوں سے ملتا ہے کہ عائزہ بھاگتی ہوئی
آتی ہے۔

بھائی۔۔ اور اس کے گلے لگ جاتی ہے۔

بھائی میں ناراض ہوں آپ سے، یہ کون سا طریقہ ہوا کہ اپنی سگی
چھوٹی اکلوتی پیاری بہن کی شادی پر اینڈ موقع پر آرہے ہیں۔۔ وہ
غصے سے نخرے دکھاتی ہوئی کہتی ہے۔

ارے چھوڑو یا عائزہ۔۔ جب سے تمہاری شادی فکس ہوئی ہے نا
تمہارے تو نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔ اگنور کریں بھائی اسے۔۔

دانیال سامان اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوتے ہوئے کہتا ہے۔

دیکھ رہی ہے خالہ آپ اسے۔۔ عائزہ غصے سے آنکھیں نکالتے

ہوئے فاطمہ کی جانب مڑتی ہے۔

ارے چلو بھئی۔۔ ان لوگوں کی تو تو میں میں چلتی ہی رہے گی آپ
لوگ بیٹھیں۔

چلو آ جاؤ تم دونوں بھی۔

فاطمہ ہری جھنڈی دکھاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ جاتی ہیں باقی سب
بھی اپنی اپنی جگہ سنبھالتے ہیں اتنے میں شزا اور الہام سیڑھیاں
اترتے ہوئے لاؤنج میں آتی ہیں۔
آہل بھائی۔۔

شزا دوڑ کر اس سے آ کر ملتی ہے۔

میری چاکلیٹس لائے ہیں نا۔۔ وہ مسکراتا ہے، اتنے میں الہام بھی
سب کے سامنے آتے ہوئے سلام کرتی ہے اور فاطمہ کے ساتھ بیٹھ
جاتی ہے۔

وعلیکم السلام سب جواب دیتے ہیں۔

بتائیں نالائے ہیں ناکہ نہیں۔۔ شزا اپنا سوال دہراتی ہے۔

ہاں ہاں بالکل لایا ہوں شزا۔ وہ مسکراتا ہوا کہتا ہے۔

ارے چائے پینے کی بڑی ہی کوئی طلب ہو رہی ہے اور ماشاء اللہ سے

الہام بھی سامنے موجود ہے تو بیٹا ذرا ہم سب کے لیے ایک اچھی سی

چائے تو بنا لاؤ۔ علی صاحب الہام کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

بھئی مرد حضرات تو سب ہی چائے پییں گے بیٹا خواتین سے تم خود

پوچھ لو۔۔ طالب صاحب الہام کو کہتے ہیں۔

الہام بنائے گی تو سب ہی پییں گے۔

آپی میں بھی پیوں گی شزا کہتی ہے۔

الہام مسکراتی ہوئی اٹھتی ہے اور کچن کی جانب بڑھتی ہے۔

بھائی آپ کو پتہ ہے۔۔ الہام آپ کی بہت زبردست قسم کی چائے بناتی

ہیں، مزہ ہی آجاتا ہے پی کر۔۔ عائرہ، آہل کی معلومات میں اضافہ

کرتی ہے۔

اچھا ایسا ہے تو آپ چائے کے ساتھ ساتھ میرے لیے ایک کپ کافی بھی بنا دیں۔ آہل الہام کو کچن کی جانب جاتا ہوا دیکھ کر کہتا ہے۔ اس کی بات پر سب کے چہروں پر بے ساختہ مسکراہٹ آ جاتی ہے، وہ بے ساختہ حیرانگی کے ساتھ پلٹتی ہے۔

کافی؟ وہ پریشانی سے شش و پنج میں مبتلا ہو کر کہتی ہے۔ آہل سب کو حیرت سے دیکھتا ہے۔

ایسا کیا کہہ دیا میں نے؟؟ وہ حیرانگی سے پوچھتا ہے۔

بھائی آپ آپ کو چائے بنانے جتنا مرضی بولیں پر کافی۔۔۔ عائرہ کہتے کہتے بات ادھوری چھوڑ کر مسکراتے ہوئے الہام کو دیکھتی ہے۔ مطلب؟ وہ حیران سا اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

مطلب یہ کہ الہام آپ جتنی اچھی چائے بناتی ہیں نا۔ اتنی ہی خراب

وہ کافی بناتی ہیں، آئی ایم سوسوری آپ، مانا کہ آپ میری فیورٹ ہیں
پر میں جھوٹ نہیں بول سکتی نا۔ شزا معصومیت سے الہام کو دیکھتے
ہوئے کہتی ہے اور الہام اسے آنکھیں دکھا کر چن میں چلی جاتی ہے۔
میں بنا دیتی ہوں، تمہیں کافی۔ آئیہ خاتون اٹھتے ہوئے کہتی ہیں۔
ارے مامی۔۔ آپ بیٹھیں، میں بنا کر لاتی ہوں۔ شزا اچن کی جانب
بڑھتے ہوئے کہتی ہے۔

سب کزن لاؤنچ میں بیٹھے ہیں۔ فاطمہ، فائزہ اور آسیہ بھی وہیں
موجود ہیں کہ آسیہ اٹھتے ہوئے کہتی ہیں۔

اچھا فائزہ! اب ہم نکلتے ہیں رات کافی ہو گئی ہے۔

ہیں مطلب۔۔ آپ آ رہی ہیں۔۔؟؟ شزا اداسی سے کہتی
ہے۔

آپی یہ کیا بات ہوئی؟ میری شادی ہے اور واپس جا رہی ہیں، آپ تو

رہنے آنے والی تھی نا۔۔ آپ نے وعدہ کیا تھا مجھ سے۔۔ عائرہ رونی
شکل بناتے ہوئے الہام سے کہتی ہے۔

نہیں نہیں بھئی،،، میں اور طالب صاحب گھر جا رہے ہیں، الہام
یہیں رہے گی آسیہ سب سے ملتے ہوئے کہتی ہیں۔

عائرہ پیار سے بیٹھے بیٹھے الہام کے گلے لگ جاتی ہے۔
یہ ہوئی نابات۔۔ وہ چہکتی ہے۔

اچھا چلو سب کل ملاقات ہوتی ہے پھر اب۔۔ کہتے ہوئے آسیہ
کمرے سے نکل جاتی ہیں۔ ساتھ میں فاطمہ اور فائرہ بھی سونے کا
کہہ کر کمرے سے نکل جاتی ہیں۔

کتنے دن کے لیے آیا ہے آہل؟ واپسی کب ہے اس کی؟ طالب
صاحب علی صاحب سے پوچھتے ہیں۔

ولیمے کے اگلے دن کی فلائٹ ہے واپسی کی۔ وہ بتاتے ہیں۔
بس اتنے سے دنوں کے لیے۔۔؟ وہ بھی اتنے دنوں بعد آیا ہے۔
طالب صاحب کہتے ہیں۔

ہاں کہہ رہا تھا بس دو تین مہینوں کی بات ہے پھر پڑھائی مکمل ہو جائے
گی تو لمبے وقت کے لیے آئے گا۔ علی صاحب وضاحت کرتے ہیں۔
ہاں یہ بھی صحیح ہے، پڑھائی ضروری ہے۔۔ طالب کہتے ہیں۔
اتنے میں آسیہ، فاطمہ اور فائزہ اندر داخل ہوتے ہیں۔

چلیں کافی ٹائم ہو گیا ہے، رات کافی ہو گئی ہے۔۔ آسیہ کہتی ہیں۔
ہاں ہاں صبح آفس بھی ہے۔۔ طالب اٹھتے ہوئے کہتے ہیں باقی سب
بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ انہیں الوداع کرتے ہیں

اور پھر اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ جاتے ہیں۔

ارے آپی۔۔ آپ کے اسکول کا کیا ہوگا؟ شہزاد چاکلیٹ سے انصاف کرتی ہوئی کہتی ہے۔

الہام موبائل سے سر نکالتی ہے۔

کل جانا ہے، پھر ایک ہفتے کی چھٹی لی ہے میں نے۔۔ وہ کہتی ہے۔ اسکول مطلب؟؟ آہل حیرانی سے پوچھنا ہے۔

ہماری پیاری آپی ٹیچر ہیں نا۔۔ شہزاد جوش سے بتاتی ہے۔

ٹیچر امپر یسو۔۔ وہ آئی برواچکا کر کہتا ہے۔

پہلے ہم پر رعب چلاتی تھی نا، اب اسکول کے بچوں پر چلاتی ہیں۔

دانیال ہنستا ہوا کہتا ہے۔

ویسے آپ غصے میں کیسی لگتی ہوں گی آپ؟ اسکول میں بچے کہتے ہوں
گے آپ کو کھڑوس ٹیچر۔۔ عائرہ نقشہ کھینچتی ہے۔ الہام اسے آنکھیں
دکھاتی ہے۔

ویسے کیا آپ واقعی کھڑوس ٹیچر ہیں؟؟ رعب جمانے والی جیسے ہم پر
جماتی تھیں۔؟ آہل پوچھتا ہے۔

ہاں ہاں اور نہیں تو کیا۔۔ جواب دانیال کی طرف سے آتا ہے۔
ہاں۔۔۔ اور نہیں تو کیا۔۔ بے انتہا غصہ اور بہت ہی کھڑوس۔۔ جو
اب بھی تم سب پر رعب جما سکتی ہے، کیونکہ تم سب سے بڑی ہے۔
۔۔ الہام کوشن اٹھا کر دانیال کو مارتے ہوئے کہتی ہے۔ سب کا زور دار
قہقہا بلند ہوتا ہے۔

طالب صاحب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں کہ آسیہ بھی چائے لے کر آ کر بیٹھ جاتی ہیں۔

سنیں! آسیہ طالب صاحب کو مخاطب کرتی ہیں۔

بولیں! وہ ناشتہ کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔

وہ آپ ذرا ساحل کے والد سے بات تو کریں شادی کے حوالے

سے۔ دیکھیں نا۔۔ اب تو ماشاء اللہ سے عازہ بھی اپنے گھر کی ہو

جائے گی، الہام سے پانچ سال چھوٹی ہے۔

ویسے بھی تقریباً تین سال ہو گئے ہیں منگنی کو، اب اور کتنا انتظار کریں؟

وہ کچھ پریشانی سے کہتی ہیں۔ طالب صاحب ہلکی ہلکی گردن ہلاتے

ہیں۔

میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ بات کرتا ہوں عازہ کی شادی کے بعد۔

وہ آسیہ کی بات سے متفق نظر آتے ہیں۔

ہاں نہ دیکھیں! جاب بھی اچھی ہے ساحل کی، اب سیٹ بھی ہو گیا ہے
کافی حد تک۔ اب تو انتظار کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی، ویسے بھی
بیٹیاں ماں باپ کو اپنے گھروں کی ہوتے ہوئے ہی سکون دے جاتی
ہیں۔ وہ آخر میں مسکرا کر طالب کو دیکھتی ہوئی کہتی ہیں۔

آپ فکر نہ کریں آسیہ۔۔ میں بات کرتا ہوں۔ وہ اٹھتے ہوئے کہتے
ہیں۔

آج ہاف ڈے لے کر آ جاؤں گا، آپ رات کو شادی کی تمام تیاریاں
مکمل کر لیجئے گا۔

آہل کچن میں کھڑا ہو کر کافی پھینٹ رہا ہے کہ الہام اپنے بالوں کا
جوڑا بناتی ہوئی کچن میں آتی ہے، وہ آہل کو وہاں دیکھ کر چند لمحوں کے
لیے ٹھٹک جاتی ہے پھر کاؤنٹر کے پاس آتی ہوئی کہتی ہے۔
تم اتنی جلدی کیسے اٹھ گئے؟
وہ پلٹتا ہے۔

سووں گا، تو اٹھوں گا نا۔۔۔ مجھے تو نیند ہی نہیں آئی۔۔۔ وہ کافی کو پھینٹتے
ہوئے کہتا ہے۔

یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے اس کے
ہاتھ میں پکڑے کپ کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

ناشتہ بنا رہا ہوں، ویسے آپ کیوں اٹھ گئی اتنی جلدی؟ او۔۔۔ اچھا
اسکول جانا ہو گا نا آپ کو۔۔۔ اچانک یاد آنے پر وہ خود ہی اپنے کیے
گئے سوال کا جواب دیتا ہے۔

آپ پیس گے کافی؟ وہ اس کی جانب دیکھتا ہوا کہتا ہے۔
وہ گلاس سے پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے کہتی ہے
نہیں!! میں کافی نہیں پیتی۔

اتنے میں فائزہ خاتون کچن میں داخل ہوتی ہیں۔
تم دونوں کیا کر رہے ہو یہاں وہ حیران سی آہل کو دیکھتی ہیں۔
ناشتہ بنانے لگا ہوں امی۔ آہل کہتا ہے اور دودھ گرم ہونے کے
لیے چولہے پر رکھتا ہے۔

تم؟ تم بناؤ گے ناشتہ؟؟ وہ حیرت سے کہتی ہیں۔
ہاں! آج میں بنا کر کراتا ہوں آپ کو ناشتہ بلکہ آپ دونوں کو۔ بس
دیکھتے جائیں آپ لوگ۔۔ وہ بڑے لاڈ سے فائدہ کے گلے لگتا ہوا
کہتا ہے۔

بیٹا تم بیٹھو، میں بناتی کو اسکول بھی جانا ہو گا دیر ہو جائے گی اسے۔۔

وہ اسے ایک طرف کرتی کاؤنٹر کی جانب بڑھتی ہوئی کہتی ہیں۔
ارے رکے نا امی۔۔ مجھے موقع تو دیں ایک بار۔۔ آپ بھی ذرا
سفارش کر دیں میری۔ وہ الہام کی جانب دیکھتا معصومیت سے کہتا
ہے۔

بڑی پھپھور بنے دیں نا۔۔ ہم بھی ذرا مزے لیتے ہیں آجائیں۔ کبھی
ہمیں بھی بنا بنایا ناشتہ کرنے کا موقع جو مل رہا ہے، اسے ضائع کیوں
کریں۔۔ وہ فائزہ کو کندھے سے پکڑ کر کہتی ہوئی ٹیبل تک لاتی ہے۔
اچھا بھئی بناؤ، لیکن جلدی کرنا دیر ہو جائے گی اسے، وہ کچن میں
رکھے چھوٹے سے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے کہتی ہیں۔

اوکے باس۔۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے اور کام میں لگ جاتا ہے، الہام بھی
فائزہ کے برابر میں کرسی سنبھالتی ہے۔ اسے تیزی سے ہاتھ چلاتے
دیکھ کر دونوں کو تھوڑی حیرانگی ہوتی ہے کہ اتنے میں وہ ان کی جانب

پلٹتا ہے۔

اگر مناسب لگے تو چائے آپ بنا دیں، ورنہ کافی کے لیے میری خدمات حاضر ہیں۔۔۔ وہ الہام کو کہتا ہے۔

الہام کرسی سے اٹھ کر چائے چڑھاتی ہے وہ 15 منٹ میں ٹوسٹ اور چیز املیٹ ریڈی کر کے کافی کے ساتھ ٹیبل پر رکھتا ہے۔ جب تک الہام بھی چائے نکال چکی ہوتی ہے، اب وہ تینوں مل کر ناشتہ کر رہے ہیں۔

مجھے تو یقین نہیں آ رہا الہام۔۔۔

یہ واقعی آہل نے بنایا ہے؟؟ فائزہ بیگم پہلا نوالا منہ میں ڈالتی ہوئی حیرانگی سے آہل اور الہام دونوں پر نظریں ڈالتی ہوئی کہتی ہیں۔
یقین تو واقعی، مجھے بھی نہیں آ رہا بڑی پھپھو۔۔۔

مگر کیا کریں آنکھوں دیکھا سچ یہی ہے۔ وہ بھی تعریف کرتی ہے۔

میرا بیٹا تو بڑا لائق ہو گیا ہے۔۔۔ وہ آہل کو دیکھتے ہوئے پیار سے کہتی ہیں۔

چلیں جی۔۔ اب آرہی ہے مجھے تو نیند۔۔ ناشتہ تو ہو گیا میرا، اب میں چلا سونے۔ وہ کرسی سے اٹھتا ہوا کہتا ہے۔

چلیں پھپھو، میں بھی نکلتی ہوں ورنہ لیٹ ہو جاؤں گی۔ وہ کہتے ہوئے کچن سے نکلتی ہے۔ فائزہ اپنے ناشتے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

فاطمہ کمرے میں داخل ہوتی ہیں شزا اور عاتزہ سو رہی ہیں۔
چلو اٹھو بھئی۔۔

لڑکیوں 12 بجنے والے ہیں مایوں ہے آج۔۔ چلو اٹھو جلدی کرو،
اتنے کام پڑے ہیں۔ وہ انہیں اٹھاتے ہوئے کہتی ہیں۔
سونے دینا امی،، میرا مائیوں تھوڑی ہے۔۔ شزا کروٹ بدلتے
ہوئے کہتی ہے۔

اٹھو شزا بہت کام ہے، چلو عائرہ۔۔ اٹھو بیٹا چلو شباش۔ وہ پیار سے
کہتی ہیں۔

کیوں۔۔ کیوں ہے۔۔؟ آخر ہر کوئی میری نیند کا دشمن؟ شزا چڑھ کر
اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولتی ہے۔

ڈرامے کم کرو۔۔ فاطمہ کہتی ہوئی کمرے سے نکلتی ہیں۔ عائرہ بھی اٹھ
کر اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگاتی ہے۔

مائیوں کا فنکشن ہال میں ہے، سب ہال میں موجود ہیں۔ ایک الگ ہی روشن سمجھ خوشیوں کا جہاں بندھا ہوا ہے، سب کے چہروں پر مسکراہٹ ہے۔ عائرہ اسٹیج پر یلوڈ ریس میں بیٹھی ہے شہزاد اور الہام بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اتنے میں فاطمہ آتی ہیں۔

الہام کہاں جا رہی ہو؟ وہ الہام کو اسٹیج سے نیچے اترتا ہوا دیکھ کر پوچھتی ہیں۔

ابھی آتی ہوں پھپھو۔۔ وہ اترتے ہوئے کہتی ہے۔

اچھا پھر ذرا آہل سے پوچھتی آنا کہ میں نے گجرے منگوائے تھے، وہ آگئے کیا؟ فاطمہ کہتی ہیں۔

جی اچھا۔۔ الہام بول کر تھوڑا آگے بڑھتی ہے، جب اس کے سامنے سے اہل آتا ہوا نظر آتا ہے، وہ آہل کی طرف بڑھتی ہے۔

آہل!! چھوٹی پھپھو گجروں کا پوچھ رہی ہے؟ لے آئے ہو کیا تم؟ وہ

آہل کے سامنے کھڑے ہو کر ہو کر اس سے پوچھتی ہے۔

ہاں وہی دینے آیا تھا۔ وہ ہاتھ میں پکڑے شاپر کی طرف دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

چلو ٹھیک ہے، جاؤ پھر دینے۔ وہ کہتے ہوئے آگے بڑھنے لگتی ہے۔

جب اس کی ہیل کارپٹ میں الجھ جاتی ہیں اور وہ بری طرح سے لڑکھڑاتے ہوئے آہل کا بازو پکڑ لیتی ہے آہل بھی اسے لڑکھڑاتا دیکھ کر ہاتھ سے پکڑتا ہے۔

ٹھیک ہے نا؟ وہ اس کی ہیل کی جانب دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

ہاں! یہ کارپٹ میں ہیل پھنس گئی تھی وہ بھی نیچے کارپٹ کا معائنہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔

ارے یہ دیکھیں کارپٹ مڑا ہوا ہے یہاں سے۔ کوئی بھی گر جائے

گا۔ میں صحیح کرواتا ہوں اسے۔ وہ کارپٹ کو دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

آپ ٹھیک ہے نا؟ وہ ایک بار پھر الہام کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو اپنی سینڈل ٹھیک کر رہی ہے۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔ جاؤ تم پھپھو انتظار کر رہی ہیں۔ وہ بولتی ہے پھر آگے بڑھ جاتی ہے۔ آہل بھی ویٹر کو کارپٹ ٹھیک کرنے کا کہتا ہے اور اسٹیج کی جانب بڑھتا ہے، اسٹیج پر سب موجود ہیں سیلفیاں لے رہے ہیں، ہلہ گلہ ہو رہا ہے، خوشیوں کا جہاں ہے۔

السلام علیکم! کیسی ہیں آپ؟ ساحل۔ الہام کو سلام کرتا ہوا اس سے پوچھتا ہے۔

وعلیکم السلام۔ آپ کیسے ہیں؟ وہ جوابا کہتی ہے۔
بہت اچھی لگ رہی ہیں۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے۔

تھینک یو۔۔ وہ نظریں جھکا لیتی ہے۔

جواب کیسی چل رہی ہے آپ کی؟ مزا آرہا ہے ٹیچنگ میں؟ وہ مزید کہتا ہے۔

اچھی چل رہی ہے۔ وہ جھکتے ہوئے کہتی ہے۔۔

اف یوڈونٹ مائنڈ۔۔

میں سیلفی لے لوں آپ کے ساتھ؟ وہ آہستگی سے موبائل نکالتے ہوئے کہتا ہے تو جواب میں الہام سر ہلاتی ہے، پھر وہ سیلفی لے لیتا ہے اور وہ وہاں سے مسکرا کر چلی جاتی ہے۔

وہ کھڑے ہو کر سیلفی دیکھ رہا ہوتا ہے، جب طالب صاحب آتے

ہیں، ان کے ساتھ ہی آہل بھی ہے ۔

ساحل! اس سے ملو، یہ آہل ہے ۔ وہ تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں ۔

یا آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا مجھے۔۔

دیکھیں، اب اتنے عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے جا کر۔ وہ مسکراتے ہوئے ہاتھ ملا کر کہتا ہے ۔

کافی سنا ہے آپ کے بارے میں۔۔ چلیں فائنلی ہو ہی گئی ملاقات۔۔ وہ بھی جواباً مسکراتا ہے ۔

بہن کی شادی مبارک ہو ویسے۔ ساحل کہتا ہے ۔

خیر مبارک .. خیر مبارک .. انجوائے کر رہے ہیں نا آپ

یہاں؟ آہل پوچھتا ہے، اتنے میں دانیال، آہل کو بلانے آجاتا ہے

اور علیک سلیک کے بعد آہل اس کے ساتھ چلا جاتا ہے ۔

ہال سے واپسی پر سارے کزن ایک گاڑی میں بیٹھ گئے ہیں آ حل
ڈرائیو کر رہا ہے۔ دانیال اس کے برابر میں، باقی عائرہ، الہام اور
شہزاد کچھلی سیٹ پر ۔

آہل بھائی ... مجھے آئس کریم کھانی ہے ۔ شہزاد، آہل کو مخاطب کرتی
ہے ۔

آئس کریم ... یا قسم سے۔۔ میرا بھی بڑا دل کر رہا ہے آئس کریم
کھانے کا .. عائرہ بھی ہاں میں ہاں ملاتی ہے ۔

اچھا چلو پھر .. آہل کہتا ہے کہ الہام اس کی بات نیچ میں کاٹ دیتی
ہے ۔

کوئی چلو و لو نہیں۔ سیدھا گھر چلو بس .. وہ ڈانٹ کر کہتی ہے ۔

یار آپی۔۔ کھانے دیں نا۔ بچے ہیں، دانیال کہتا ہے ۔

ہاں نا آپی۔۔

پھر تو میں بھی چلی جاؤں گی، بعد میں پتہ نہیں کب نہ کب موقع ملے

ایسے آپ لوگوں کے ساتھ مزے کرنے کا۔۔ عائرہ ایموشنل بلیک

میل کرتے ہوئے کہتی ہے ۔

عائرہ انسان بنو۔۔ گھر میں کسی کو اگر پتہ چل گیا نا کہ مایوں کی دلہن

باہر آئیں کریم کھا رہی تھی تو سب کو ڈانٹ پڑنی ہے۔ الہام غصے سے

اسے گھورتی ہوئی کہتی ہے ۔

تو آپ بتائیے گامت کسی کو اور باقی بھی کوئی نہیں بولے گا تو کسی کو کچھ

پتہ نہیں چلے گا۔ شہزاد عظمندی سے ٹکڑا لگاتی ہے ۔ الہام اسے گھورتی

ہے ۔

کھانے دیں۔۔ چھوڑیں، کبھی کبھی انسان کو چھوٹی چھوٹی یاد بنا کر
خوش ہو جانا چاہیے، تاکہ جب آپ بوڑھے ہو جائیں تو ان پیاری
پیاری شرارتوں کو یاد کر کے دل سے مسکرا سکیں۔ آہل گاڑی چلاتے
ہوئے کہتا ہے،

یہ وہ واحد ایسی چیز ہے، جو بنا کسی خرچے کے آپ دوسرے کو دے
سکتے ہیں۔۔ یادیں۔۔۔۔۔

تو کیوں نہ بنائیں ہم۔۔ یہ پیاری پیاری کھٹی میٹھی ہلکی پھلکی مزیدار
قسم کی یادیں ایک دوسرے کے ساتھ؟؟ وہ گہرائی میں جاتا کہتا ہے۔
الہام چونک کر اس کی جانب دیکھتی ہے، اتنے میں آئس کریم پالر کے
سامنے گاڑی روکتا ہے اور سب کے لیے آئس کریم منگواتا ہے۔
جس سے سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ جاتی ہے۔

صبح 11 بجے کا وقت ہے فائزہ بیگم، علی صاحب اور آہل لانچ میں
ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں ۔

آہل وہ تمہارے کپڑے پک کرنے ہیں آج رات کے لیے۔

11 بجے کا وقت دیا تھا اس نے، ذرا لے آؤ جا کر، ورنہ پھر بعد میں
ٹائم نہیں ملے گا تمہیں۔ فائزہ خاتون چائے کاسپ لیتے ہوئے آہل
کی طرف متوجہ ہو کر کہتی ہیں ۔

جی امی .. آہل بریڈ پر بٹر لگاتے ہوئے کہتا ہے ۔

آپ ذرا ایڈریس سینڈ کر دیں اس کو۔ اب وہ علی صاحب کی جانب
پلٹتی ہیں وہ جیب سے موبائل نکالتے ہیں۔ جب ان کی نظر سیڑھیوں
سے اترتی ہوئی الہام پر پڑتی ہے ۔

ارے الہام تم کہاں جا رہی ہو بیٹا؟ وہ الہام کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں
باقی سب بھی ان اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں ۔

پھوپھا جان اسکول جا رہی ہوں، ایک ضروری میٹنگ ہے ۔ وہ ٹیبل
تک آتے ہوئے کہتی ہے ۔

پر بیٹا۔۔ آج تو بارات ہے اور تم جا رہی ہو۔۔ کیسے مینج کروں گی
؟ تھک جاؤ گی بہت ۔ ناشتہ بھی نہیں کیا تم نے ابھی تک ۔۔ فائزہ فکر
مندی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہے ۔

بس آدھے گھنٹے کی بات ہے پھپھو۔۔ پریشان نہ ہوں، جلدی آجاؤں
گی میں ۔ وہ انہیں ساتھ لگاتے ہوئے پیار سے کہتی ہے ۔
پر ناشتہ تو کرو۔ آؤ بیٹھو چلو ۔

ناشتہ کرنے بیٹھی تو اور دیر ہو جائے گی ۔ بس جلدی سے جا کر واپس آتی
ہوں، آکر پکا ناشتہ کر لوں گی ۔ وہ ان سے کہتی ہے ۔

سنو ... آہل! علی صاحب اہل کو پکارتے ہیں آہل ان کی جانب نظر اٹھا کر دیکھتا ہے ۔

تم جا رہے ہونا باہر۔۔ الہام کو بھی ڈراپ کر دینا اسکول تک۔ راستے میں ہی پڑے گا اس کا اسکول۔ الہام تم آہل کے ساتھ چلی جاؤ۔۔ وہ آہل کو کہتے ہوئے آخر میں الہام کی جانب مڑتے ہیں ۔

آجائیں .. میں گاڑی نکال رہا ہوں۔ آہل اٹھتے ہوئے کہتا ہے اور باہر کی جانب بڑھ جاتا ہے ۔

اچھا چلیں اللہ حافظ۔۔ وہ فائزہ سے پیار سے خدا حافظ کرتی ہوئی باہر نکلتی ہیں ۔

آپ آرام سے فری ہو کر آجائیں۔ میں واپسی پر یہیں ویٹ کر رہا ہوں گا۔ اسکول کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے الہام سے کہتا ہے۔
میں آجاؤں گی واپس۔ تم اپنا کام ختم کرو، پتہ نہیں کتنی دیر لگے۔ وہ اپنا سامان اٹھاتی ہوئی آحل سے کہتی ہے۔

ٹھیک ہے۔۔ پھر میں واپسی پر پک کر لیتا ہوں آپ کو۔ وہ آرام سے کہتا ہے۔

دیکھ لو!! دیر بھی ہو سکتی ہے مجھے۔ وہ دروازہ کھولتے ہوئے اسے دیکھ کر کہتی ہے۔

اٹس او۔ کے۔ مجھے صرف کپڑے پک کرنے ہیں، واپسی پر آپ کو بھی پک کر لوں گا۔ جب تک آپ بھی فری ہو جائیں گی۔ وہ بہت سہولت سے کہتا ہے۔

وہ کندھے اچکا کر باہر نکل جاتی ہے، وہ بھی گاڑی سٹارٹ کر آگے بڑھ

جاتا ہے۔

.....

گھر میں ایک افراتفری مچی ہوئی ہے ۔

خالہ میری جیولری نہیں مل رہی .. عائرہ ٹینشن میں اپنا سامان ٹٹولتے ہوئے فاطمہ سے کہتی ہے ۔

یہی ہے میرے بچے رکومیں دیکھتی ہوں۔ فاطمہ بھی اس کے ساتھ سامان میں نظر دوڑاتی ہیں ۔

امی مجھے بھی پارلر سے تیار ہونا ہے، عائرہ اور آپی دونوں جارہے ہیں۔ مجھے بھی جانا ہے،۔ شزا بھی اپنا رونا رونا لے کر بیٹھ جاتی ہے ۔

بیٹا ابھی اتنی بڑی نہیں ہوئی آپ کے پارلر سے تیار ہوں۔ فاطمہ،
عائزہ کا سامان سمیٹتے ہوئے اسے دیکھ کر کہتی ہے ۔

امی۔۔ پلیز جانے دیں، عائزہ آپ بولیں نہ آپ امی کو۔۔ وہ عائزہ کو
بھی اپنے ساتھ شامل کرتی ہے ۔

خالہ جانے دیں پلیز۔۔ ایک ہی تو چھوٹی بہن ہے میری۔ وہ شہنا کی
سفارش کرتی ہے ۔

میں کب سے کہہ رہی تھی۔ عائزہ کہ اپنی چیزیں سمیٹ کر پیک کر لو۔
اب دیکھو آخری وقت پر افراتفری پھیلانی ہوئی ہے۔ فائزہ خاتون
کمرے میں داخل ہوتے ہوئے عائزہ کو کہتی ہیں ۔

سب ہو گیا ہے باجی، فکر نہ کریں آپ۔ فاطمہ سارا سامان بیگ میں
رکھتے ہوئے کہتی ہیں ۔

امی پلیز جانے دیں۔۔ شہنا پھر کہتی ہیں ۔

اچھا بھئی جاؤ۔۔ فاطمہ بھی مان جاتی ہیں ۔
یا اہو۔۔۔ وہ خوشی سے چہکتی ہے ۔

آہل گاڑی میں بیٹھا ویٹ کر رہا ہے۔ کچھ دیر بعد الہام آکر گاڑی میں
بیٹھی ہے، وہ گاڑی سٹارٹ کرتا ہے ۔

کیا ہوا؟ موڈ کیوں آف لگ رہا ہے تمہارا؟ الہام اس پر ایک نظر ڈال
کر کہتی ہے۔

امی نے شیروانی سلوادی میری یار .. وہ منہ بنا کر کہتا ہے ۔
تو؟ وہ کندھے اچکا کر پوچھتی ہے۔

بلیک کلر کی ... وہ مزید ادا سی سے کہتا ہے ۔

تو اس میں مسئلہ کیا ہے پھر؟ وہ اسے دیکھ کر پوچھتی ہے ۔
مجھے بلیک اپنی شادی پر پہننی تھی۔۔ وہ افسردگی سے چہرے کے
زاویے بگڑتا ہوا کہتا ہے، وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہے ۔
شرم نہیں آتی تم کو؟؟؟

اس طرح اپنی شادی بات کرتے ہوئے۔۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ
کر کہتی ہے ۔

لو... اب بندہ اپنی ادھوری خواہشات پر ادا اس بھی نہ ہو۔۔ وہ چڑھ
کر کہتا ہے ۔

توبہ ہے .. وہ سر ہلا کر بڑبڑانی ہے ۔

ہال میں شور و گل مچا ہوا ہے، فنکشن اپنے عروج پر ہے۔ ہر کوی
انجوائے کر رہا ہے۔ عائرہ اپنے دلھے کے ساتھ نکاح کے بعد اسٹیج پر
موجود ہے، تصویروں اور سیلفیوں کا اتنا ختم ہونے والا سلسلہ لگا ہوا
ہے ۔

ایسے میں طالب صاحب، ساحل کے والد سے ملاقات کرتے ہیں ۔
اللہ کا بڑا کرم ہے۔ ایک بیٹی کے فرض پورے ہوئے، اب آپ ہی
جلد ہی ہمیں اپنی پیاری بیٹی کے فرض پورے کرنے کا موقع دیں۔۔
وہ افضل صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر کہتے ہیں ۔
آپ فکر نہ کریں طالب بھائی۔۔ الہام بیٹی ہے ہماری ... بس جلد
ہی آپ کو اچھی خبر سناتے ہیں۔ وہ بھی ان کے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ
رکھتے ہوئے کہتے ہیں ۔

ضرور ضرور۔۔ ہمیں شدت سے انتظار ہے ، اب تو ماشاء اللہ سے

ساحل بھی کافی سیٹ ہو گیا ہے۔ طالب صاحب مزید کہتے ہیں ۔
بالکل بھائی۔۔ بس یہاں سے فارغ ہو جائیں، پھر دو تین مہینے میں
ہی کوئی تارتخ رکھ لیں گے ہم۔۔ افضل صاحب مسکراتے ہوئے کہتے
ہیں ۔

ضرور ضرور انشاء اللہ۔۔

پھر گھر پر ملاقات کر کے باقی تمام معاملات طے کر لیں گے۔ طالب
صاحب اپنی رائے دیتے ہیں ۔

جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ وہ مسکرا کر جواب دیتے ہیں ۔

بے انتہا شواوگل کے درمیان۔ خوشیوں بھرے ماحول میں عائرہ کی

رخصتی ہو جاتی ہے اور تقریب اپنے اختتام کو پہنچتی ہے۔ سب گھر آتے ہیں، گھر کی فضا ہلکی سی جو گوار ہے۔

سب عائرہ کی رخصتی کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں بند ہو جاتے ہیں۔ چینیج کرنے کے بعد الہام کچن میں چائے بنا رہی ہے جب آہل کے کچن میں آتا ہے۔

کیا کر رہی ہیں آپ؟ وہ اسے کیبنٹ سے کپ اور کافی نکالتے ہوئے کہتا ہے۔

چائے بنا رہی ہوں۔۔۔ وہ بنا اسے دیکھیں جواب دیتی ہیں۔ وہ کاؤنٹر پر بیٹھ کر اپنی کاپی بیٹ کرنے لگتا ہے جبکہ الہام خاموشی سے چائے بنانے میں مصروف ہے۔

میں ملا تھا ساحل بھائی سے۔ وہ ایک نظرا سے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔ الہام کے کام کرتے ہوئے ہاتھ لمحے بھر کورکتے ہیں۔

اچھا گڈ .. وہ بنا اسے دیکھے دودھ گرم کرنے کے لیے چولہے پر رکھ دیتی ہے ۔

اچھے ہیں .. فرسٹ امپریشن اچھا تھا ۔ وہ کہتا ہے، وہ جواب میں خاموش رہتی ہے ۔

خیر .. کب کر رہی ہیں آپ شادی؟ مجھے بلا نامت بھولیے گا۔۔ وہ اپنی ہی دھن میں بولے جاتا ہے اور اس کی باتوں پر حیرانگی سے اس کی جانب پلٹ کر دیتی ہے وہ اپنی نظریں اپنی بیٹ کرتی ہوئی کافی پر جماے ہوئے بنا اسے دیکھے بول رہا ہے۔ وہ حیرانگی سے سرفی میں ہلاتی ہوئی اپنی چائے ڈالتی ہے ۔

کم سے کم دو مہینے پہلے بتا دیجیے گا مجھے۔۔ تاکہ میں آسانی سے آ جاؤں شادی پر ۔ اب وہ باقاعدہ اس کی جانب نظر اٹھا کر کہتا ہے۔

تم آؤ گے؟ وہ بنا اس کی جانب مڑے اپنے کام میں مصروف کہتی

ہے۔

ہاں۔۔ بالکل آؤں گا .. کیوں نہیں آؤں گا , آپ کی شادی پر؟
بس پہلے سے بتا دیجیے گا .. اوکے؟ وہ ڈیل بناتے ہوئے اسے دیکھ کر
کہتا ہے ۔

اوکے ڈن۔ وہ اس کی جانب چائے کا کپ تھامتی ہوئی پلٹتی ہے ۔
توکل کی واپسی ہے تمہاری؟ وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے کاؤنٹر سے
ٹیک لگا کر پوچھتی ہے ۔

ہاں ... پھر وہی روٹین لائف اور ہم۔۔ وہ کرسی سے اٹھتا کاؤنٹر کے
پاس آکر اپنی کافی میں دودھ ڈالتے ہوئے کہتا ہے ۔

وقت کا کام ہے گزرنا۔ وقت پر لگا کر گزر رہی جاتا ہے، ولیمے کے بعد
آہل واپس چلا گیا۔ عائرہ اپنے شوہر جہانگیر کے ساتھ نارون ایریا
گھومنے چلی گئی ہے۔ سب اپنے اپنے گھروں میں واپس اپنی روٹیں
لائف میں بڑی ہو چکے ہیں۔ وقت کی یہ بات بہت عجیب ہے کہ
جب خوشی میں اتنی جلدی گزر جاتا ہے اور غم میں گزرنے کا نام ہی نہیں
لیتا۔ مگر دونوں ہی حالتوں میں یہ گزر رہی جاتا ہے۔ رکنے کا نام نہیں
لیتا ..

ایک دن طالب صاحب آفس سے تھکے ہارے گھر میں داخل ہوتے
ہیں، چینیج کرنے کے بعد اپنے معمول سے ہٹ کر کمرے میں لیٹ
جاتے ہیں۔ وہ کسی گہری سوچ میں پریشان ہیں، آسیدان کا چائے

پر انتظار کرنے کے بعد اندر کمرے میں آتی ہیں اور انہیں بستر پر لیٹا
ہو ادیکھ کر پریشان ہو جاتی ہے ۔

خیریت تو ہے کیا ہو؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ وہ فکر مندی سے
ان کی جانب بڑھتے ہوئے کہتی ہیں ۔

ہاں طبیعت ٹھیک ہے۔ وہ سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔
کیا ہوا ہے کوئی پریشانی ہے کیا؟ وہ قریب بیٹھتے ہوئے پوچھتی ہیں۔
وہ خاموش رہتے ہیں ۔

طالب کیا ہوا ہے؟ کوئی بات ہے کیا؟ آپ پریشان کیوں ہیں؟ وہ
چند لمحے ان کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد دوبارہ اپنا سوال
دہراتی ہیں ۔

وہ اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں، پھر لمبی سانس لیتے ہیں۔ آسیہ خاموشی سے
انہیں دیکھ رہی ہیں۔ ان کے چہرے پر پریشانی صاف جھلک رہی

ہے ۔

ساحل نے شادی سے انکار کر دیا ہے۔

وہ دکھ سے اپنے دونوں ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں ۔

کیا۔ کیا مطلب؟؟ انکار کر دیا ہے۔ آسید کو شک لگتا ہے ۔

وہ الہام سے شادی نہیں کرنا چاہتا اب۔ وہ کرب سے انہیں دیکھتے ہوئے غم آنکھوں کے ساتھ کہتے ہیں ۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے تین سال ہو گئے ہیں رشتے کو۔ اب وہ کیسے انکار کر سکتا ہے؟ اس طرح وہ پریشانی سے جو سمجھ آتا ہے کہہ دیتی ہیں ۔

وہ الہام کے بجائے اپنے باس کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ کہہ ہی رہے ہوتے ہیں جب الہام کمرے میں داخل ہوتی ہے، وہ الہام سے شادی کے لیے منع کر چکا ہے ۔ وہ مزید کہتے ہیں۔ الہام

اپنی جگہ ساکت ہو جاتی ہے ۔

مگر ایسے کیسے؟ آسیہ کو کچھ سمجھ نہیں آتا وہ کیا بولے جب بولتے بولتے
ان کی نظر الہام پر پڑتی ہے ۔

الہام...! الہام پر نظر پڑتے ہی ان کے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے ۔
الہام ایک نظر ان دونوں پر ڈال کر واپس پلٹ جاتی ہے ۔ طالب
صاحب ضبط سے اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور آسیہ کی آنکھوں سے
آنسو ٹپک پڑتے ہیں ۔

تم فاطمہ کو فون کر کے بلاؤ ۔ وہ سنبھالے گی الہام کو ۔ طالب صاحب
چند لمحوں کے بعد آسیہ سے کہتے ہیں وہ سر ہلاتی ہیں ۔

الہام اپنے کمرے میں آکر دروازہ لاک کر لیتی ہے، اس کے کانوں میں طالب صاحب کا کہا ہوا جملہ بار بار گونج رہا ہے۔ "وہ الہام سے شادی کے لیے منع کر چکا ہے"، "وہ الہام کے بجائے اپنے باس کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

اس کی آنکھیں بھینکتی جا رہی ہیں وہ بنا آواز کیے رو رہی ہے۔ کچھ لمحے اسی طرح گزارنے کے بعد وہ فون اٹھا کر ملاتی ہے، مگر دوسری طرف سے کوئی فون رسیو نہیں کرتا۔

وہ ایک۔ دو۔ تین۔۔ چار پھر بار بار۔۔ ٹرائی کرتی ہیں مگر کوئی جواب نہیں آتا۔ وہ نڈھال سی ہو کر بستر کے کنارے سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھ جاتی ہے۔ آنسو مسلسل اس کی آنکھوں سے نکل کر بے مول ہو رہے ہیں۔ آسیہ آکر دروازہ بجاتی ہیں اور الہام کو آواز دیتی ہیں، الہام کوئی جواب نہیں دیتی۔ وہ دو تین بار دروازہ بجا بجا کر الہام کو

آوازیں دیتی ہیں مگر الہام خاموش رہتی ہے، جب طالب صاحب وہاں آتے ہیں۔

چھوڑ دیں آسیہ۔۔ کچھ دیر اس کو اکیلا رہنے دیں۔ فاطمہ آکر دیکھ لے گی اس کو۔۔ کچھ باتیں لڑکیاں اپنے ماں باپ سے نہیں کر پاتی وہ بھی آپ کے سامنے کچھ نہیں کہہ پائے گی، فاطمہ کو آنے دیں وہ الہام کو ہینڈل کر لے گی۔ طالب صاحب آسیہ کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں۔ آسیہ ان کی بات سمجھ کر سر ہاں میں ہلاتی ہیں کہ اتنی دیر میں دروازے سے فاطمہ اندر آتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ کیا ہوا بھائی؟ بھابھی؟ اتنی جلدی میں بلایا خیریت تو ہے نا؟ وہ پہلے طالب صاحب اور پھر آسیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھتی ہیں۔

تم آؤ میرے ساتھ۔۔ طالب صاحب فاطمہ کو کہتے ہوئے اپنے

کمرے کی جانب بڑھتے ہیں۔ آسیہ بھی ان کے پیچھے جاتی ہیں۔

بیٹھو۔۔ طالب صاحب فاطمہ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی

بیٹھ جاتے ہیں۔ آسیہ بھی فاطمہ کے برابر میں بیٹھ جاتی ہیں فاطمہ

حیران پریشان سی باری باری دونوں پر نظر ڈالتی ہیں۔

بات کیا ہے بھائی۔ بھابھی؟ وہ بے چینی سے پوچھتی ہیں۔

ساحل نے الہام سے شادی سے انکار کر دیا ہے۔ وہ اپنی باس کی بیٹی

سے شادی کر رہا ہے۔ طالب صاحب بنا کسی تمہید کے نظریں جھکائے

کہتے ہیں فاطمہ کی آنکھوں میں پہلے حیرانگی اور پھر لمحوں بعد نمی اترتی

ہے، ان کی آنکھوں میں بھی نمی آ جاتی ہے۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ بھائی؟ وہ حیرانگی سے کہتی ہیں۔

کوئی مذاق ہے کیا شادی؟ جو اتنی آسانی سے تین سال کے طے شدہ

رشتے کو توڑ دیا جائے۔۔ وہ انہیں دیکھتی ہوئی پوچھتی ہیں۔

مذاق ہی ہے شاید فاطمہ ان لوگوں کے لیے۔۔ کسی کی بیٹی کے تین سال برباد کرنا۔ آسیہ تکلیف سے اپنی نم آنکھوں کو پوچھتے ہوئے کہتی ہیں ۔

الہام۔! الہام کہاں ہے بھابھی؟ انہیں اچانک الہام کا خیال آتا ہے۔

وہ اپنے کمرے میں ہے کمرہ بند کیے بیٹھی ہے۔ جاؤ دیکھو تم اسے ، بات کرو اس سے .. طالب فاطمہ کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں فاطمہ سر ہلاتی ہیں ۔

پریشان نہ ہوں بھابھی ، میں دیکھتی ہوں۔۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے آسیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہیں اور کمرے سے نکلتے ہوئے فائزہ خاتون کو وہاں آنے کا میسج کرتی ہے ۔

فائزہ کا موبائل بچتا ہے۔ وہ اٹھا کر فاطمہ کا میسج دیکھتی ہیں پھر علی صاحب کی جانب متوجہ ہوتی ہیں ۔

فاطمہ کا میسج آیا ہے، بھائی کے گھر جلدی پہنچنے کا کہہ رہی ہے ۔
پتہ نہیں کیا بات ہے؟

خدا خیر کرے ۔ وہ تھوڑا پریشان ہوتے ہوئے علی صاحب سے کہتی ہیں ۔

اچھا .. چلیں۔ پھر میں ذرا چیئنج کر لوں، جب تک اس کو فون ملا کر پتہ کریں کیا بات ہے؟ وہ اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھتے ہوئے کہتے ہیں ۔

الہام .. بیٹا دروازہ کھولو۔۔

فاطمہ الہام کے کمرے کا دروازہ بجاتے ہوئے کہتی ہیں ۔

الہام ..! وہ پھر سے بجھاتی ہیں ، تیسری بار میں الہام کے دروازہ کے لاک کھولنے کی آواز سنائی دیتی ہے پر دروازہ نہیں کھلتا ، وہ لاک پر ہاتھ رکھ کر اسے گھماتی ہیں اور پھر اندر داخل ہو جاتی ہیں ۔ الہام انہیں دیکھتے ہی ان کے گلے لگ رونا شروع کر رونے لگ جاتی ہے۔ وہ بنا کچھ کہے اسے رونے دیتی ہیں وہ وہ کافی دیر تک اسی طرح روتی رہتی ہے، پھر خود ہی خاموش ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت سے چہرے کو رگڑ کر اپنے آنسو صاف کرتی ہے۔

فاطمہ خاموشی سے الہام کو اپنے ساتھ بٹھا کر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتی ہیں ، پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس

سے کہتی ہیں ۔

بس میری جان، اب نہیں رونا .. اب بالکل بھی نہیں رونا، جو ہوا بہت
اچھا ہوا، اچھا ہوا سب کو سب کچھ پتہ چل گیا سب کی حقیقت
کیا ہے اور منافقت کھل کر سامنے آ گئی ۔ شاید اللہ کو ہماری کوئی نیکی
پسند آ گئی، جو اس نے ہماری بچی ایک کو ایسے کم ظرف لوگوں سے
بچا لیا ۔ وہ اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہتی ہیں ۔

پر تین ! تین سال پھپھو ! وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھتی ہوئی کہتی ہے ۔
خدا کی کوئی مصلحت ہوگی الہام ۔

وہ میرا رب وقتی کرب میں ڈال کر کبھی کبھی انسان کو آگے آنے والی
بڑی بڑی پریشانیوں سے بچا لیتا ہے ۔ اس پر یقین رکھو وہ جو کرتا ہے،
بہتر کرتا ہے میرے بچے ۔ وہ اسے پیار سے گلے لگاتے ہوئے کہتی
ہیں ۔

لیکن پھپھو۔۔ اس نے ایک بار بھی خیال نہیں آیا؟؟ وہ کہتے کہتے رک جاتی ہے۔

انسان کسی جانور کے ساتھ بھی کچھ دن رہ جائے تو انسیت ہو جاتی ہے، اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا لگتا ہے وہ اٹکتی ہے۔

اور میں ... میں تو پھر بھی تین سال اس کے نام سے منسوب رہی ہوں۔۔ اسے احساس تک نہ ہوا۔ وہ اب نظریں جھکا ہی کہتی ہیں ۔ اچھا ہی ہے نا الہام! جس سے آج تمہارا احساس نہ ہو، اسے کبھی بعد میں بھی تمہارا احساس نہیں ہوتا ۔ انسان کی فطرت نہیں بدلتی بیٹا۔ وہ ایسا ہی ہے شاید۔۔۔ وہ محبت سے اسے سمجھاتی ہیں۔

اتنے میں آسیہ بھی کمرے میں داخل ہوتی ہیں وہ الہام کے پاس آکر محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہیں ۔

ٹھیک ہیں نا میری الہام؟ وہ بہت مان سے کہتی ہیں، الہام ان کا ہاتھ

تھام کر اسے چومتی ہے پھر اپنا سر ہاں میں ہلا کر جواب دیتی ہے اس کا
ماتھا چوم کر اسے ساتھ لگاتی ہیں ۔

فائزہ ، فاطمہ، آسیہ، علی اور طالب صاحب بیٹھے ہیں، ماحول میں
سنجیدگی اور افسردگی گھلی ہوئی ہے ۔

بس بھائی، بھابھی۔۔۔ چھوڑیں اداسی۔ جو ہوا اچھا ہوا۔۔

اللہ نے کم ظرف اور منافقوں سے بچالیا ہماری بچی کو ۔ ابھی اس
لڑکے اور اس کے گھر والوں کو لحاظ نا آیا بعد میں پتہ نہیں کیا کیا کرتے۔
وہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔۔ عائزہ خاتون دلاسا دیتی ہوئی کہتی ہیں ۔

میری بیٹی کے تین سال برباد کر دیے فائزہ انہوں نے۔۔ آسیہ نم

آنکھوں سے کہتی ہیں ۔

اسی بات کا تو دکھ ہے بھابھی ۔ وہ بھی ہاں میں سر ہلاتی ہیں ۔
خیر اچھے کی امید رکھیں ۔۔ وہ ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہتی
ہیں ۔

بس جو ہوا مٹی ڈالے اس پر ۔۔

اس انداز سے اور دکھ بھرے ماحول میں الہام کو بھی مشکل ہوگی
۔ فاطمہ کہتی ہیں ۔

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے فاطمہ ۔۔ اب سب نارمل ہونے کی کوشش
کریں اللہ بہتر کرنے والا ہے ۔ علی ۔ فاطمہ کی بات سے متفق نظر آتے
ہیں ۔

میرا تو دل کر رہا ہے، ساحل بھائی کو فون کر کے خوب باتیں
سناؤں۔۔۔ عائرہ غصے سے کمرے میں ٹہلتی ہوئی کہتی ہے الہام
خاموش بیٹھی ہیں اور شزا اس کے برابر میں ۔

آپ کو انہیں فون کر کے کچھ سنانا تو چاہیے تھا یا ر۔۔۔ اپنے دل کی بھڑا
س ہی نکال لیتی آپی۔ اب وہ الہام کی جانب پلٹ کر کہتی ہے ۔
کیا تھا فون۔ اٹھایا نہیں انہوں نے۔۔۔ الہام افسوس سے نظریں
جھکائے کہتی ہیں۔

ویسے اچھا ہی ہوا کہ نہیں اٹھایا۔ اللہ نے مجھے بے قدر انسان کے
سامنے بے مول ہونے سے بچا لیا۔ وہ مزید کہتی ہے۔

ادھر دیں فون ان کی اتنی ہمت۔۔۔ الٹا چور کو تو وال کو ڈانٹے۔۔۔ وہ
چڑھ کر غصے سے کہتی ہے ۔

ارے یار چھوڑیں عائرہ آپی ویسے سچ کہوں تو مجھے ساحل بھائی۔۔۔
او۔۔ سوری!

نو بھائی وائی۔۔۔ مسٹر ساحل شروع سے پسند ہی نہیں آئے۔ فضول کا
ایٹیٹیوڈ تھا ان میں۔

پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتے تھے سیدھے منہ بات تک نہیں کرتے تھے۔ شہزادہ
کہتی ہے، عائرہ اور الہام اسے دیکھ کر رہ جاتی ہیں۔
سوری۔۔۔ پر میں نے سچ بولا ہے صرف۔۔۔ وہ ان دونوں کی نظروں کو
دیکھتے ہوئے اپنا دفاع کرتی ہے۔

دو مہینے بعد

فائزہ آہل سے ویڈیو کال پر بات کر رہی ہیں ۔

آہل اب کی بار میں لڑکی فائنل کرنے والی ہوں۔ ایک نہیں سنوں گی اب تمہاری۔۔ وہ آہل کو وارن کرتے ہوئے کہتی ہیں ۔

یار امی آزاد اچھا نہیں لگتا کیا میں، آپ؟ کو وہ ہنستا ہوا کہتا ہے ۔
اتنے میں فاطمہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرتی ہیں

وعلیکم السلام .. فائزہ جواب دیتی ہیں۔

لو .. آگئی تمہاری خالہ بھی۔ اب ان سے باتیں کرو میں آتی ہوں ذرا کہ کچن سے ہو کر .. لو۔۔ فاطمہ، آہل سے باتیں کرو ذرا۔۔ پہلے وہ آہل اور پھر فاطمہ کی جانب متوجہ ہو کر فون فاطمہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہتی ہیں ۔

ہاں لڑکے کیا حال ہے کب آرہے ہو؟ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے
پوچھتی ہیں ۔

جلد آؤں گا خالہ پر یہ امی کو تو سمجھائیں۔۔ میری شادی کے چکروں
میں کہاں پڑ رہی ہیں ۔ ابھی تو آپ سب الہام کی شادی کی تیاریاں
کریں ، ویسے کہا بھی تھا میں نے انہیں کے پہلے مجھے ڈیٹ بتا دیجئے
گاتا کہ میں آسکوں آسانی سے،، پر ابھی تک نہیں بتائی۔ کب ہے
ویسے ان کی شادی؟ اب وہ فاطمہ سے پوچھتا ہے ۔

تمہیں نہیں پتہ؟ وہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہیں ۔
نہیں۔۔ کسی نے مجھے ڈیٹ بتائی ہی نہیں۔ وہ کندھے اچکا کر کہتا
ہے ۔

الہام کا رشتہ ختم ہو گیا ہے آہل۔ وہ افسوس سے کہتی ہیں ۔
واٹ؟؟؟ اسے دھچکا لگتا ہے۔

پر ابھی عائرہ کی شادی تک تو۔۔ وہ شاک کے عالم میں کہتا ہے ۔
جو اللہ کی مرضی۔۔ فاطمہ کہتی ہیں ۔

ک مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا کچھ۔۔ میں تو ان سے کہہ کر آیا تھا کہ میں
آؤں گا آپ کی شادی پر اب ... وہ اپنی بات ادھوری چھوڑتا ہے ۔
خیر آہل بات ختم ہو گئی ہے۔ تم بھی زیادہ نہ سوچو اس بارے میں، اللہ
بہتر کرنے والا ہے۔ وہ کہتی ہیں ۔ وہ جوابن سر ہلاتا ہے پردماغ کہیں
اور ہی اٹک جاتا ہے ۔

چلو تم بتاؤ آکب رہے ہو؟ وہ بات بدلتے ہوئے کہتی ہیں ۔
بس انشاء اللہ اگلے مہینے تک کا ارادہ ہے، باقی دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ وہ
جواب دیتا ہے۔

چلو بس آ جاؤ پھر باقی باتیں بھی ہوتی رہیں گی۔ وہ مسکرا کر کہتی اسے خدا
حافظ کر کر فون بند کرتی ہیں ۔

طالب میز پر ناشتہ کر رہے ہیں۔ آسیہ بھی ساتھ ہی بیٹھی ہیں۔
الہام چلی گئی اسکول؟ وہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے آسیہ کو دیکھ کر
کہتے ہیں۔

ہاں آج ذرا جلدی جانا تھا اسے۔۔ آسیہ کہتی ہیں۔
سنے! آپ پھر بات کریں نا الہام سے اتنی خاموش سی ہو گئی ہے باہر
آنا جانا بھی کم کر دیا ہے اس نے۔ آپ سمجھائیں اسے۔۔ وہ فکر مند
دی سے کہتی ہیں۔

کرتا ہوں میں بات۔۔ پریشان نہ ہوں۔ وہ تسلی دیتے ہیں۔

آہل کچن میں کاؤنٹر پر کاپی کا کپ تھا مے ہوئے بیٹھا ہے اور سے
الہام سے کی گئی تمام باتیں یاد آرہی ہیں ۔

تم آؤ گے؟

ہاں بالکل آؤں گا ۔

کیوں نہیں آؤں گا؟ ۔ اسے یہ ساری چیزیں سوچتے سوچتے بار
بار الہام کا چہرہ نظروں کے سامنے دکھائی دے رہا ہے وہ ادا سی سے بار
بار سر کو جھٹکتا ہے ۔ پر اور اس کا دماغ فاطمہ کی باتوں میں اٹک گیا
ہے ۔

الہام کمرے میں اندر آتی ہے ۔

ابو۔۔ آپ نے بلایا مجھے؟ وہ پوچھتی ہے ۔

ہاں آؤ بیٹھو ذرا .. بات کرنی تھی کچھ۔ وہ اسے اپنے پاس اشارے سے بلاتے ہوئے کہتے ہیں ۔

بیٹا میں کوئی تمہید نہیں باندھوں گا صاف صاف بات کر رہا ہوں۔

میرے بچے کیوں اتنے خاموش ہو گئے ہو؟ جو ہوا گزر گیا اب؟ آگے

بڑھو خود کو نکالو ان پرانی باتوں سے۔ الہام ہم سب کا دل دکھتا ہے

تمہیں اس طرح دیکھ کر۔۔ ہم تم، ہمارا مسکراتا چہرہ دیکھنے کے

خواہشمند اور عادی ہیں۔ ہمیں الہام کی اداسی اچھی نہیں لگتی۔ وہ بڑے

مان سے اسے سمجھاتے ہوئے کہتے ہیں۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی ہے ان

کی بات سمجھتے ہوئے پھر وہ محبت سے اور سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں ۔

الہام اپنے کمرے میں خاموش کسی سوچ میں گم ہے۔ تب ہی شہزادہ
سلام کرتی ہوئی فاطمہ کے ساتھ اندر داخل ہوتی ہے۔
چلیں جلدی سے ریڈی ہو جائیں آپ۔ ہم پیزا پارٹی کرنے جا
رہے ہیں۔ وہ الہام کے پاس آتے ہوئے کہتی ہے۔
میرا بالکل بھی دل نہیں کر رہا ہے شہزادہ پلینز۔ پھر کبھی صحیح .. وہ شہزادہ
کہتی ہے۔

یہ یار ایسے نہیں کرے نا۔ وہ اداس ہوتی ہے۔
سوری شہزادہ پھر کبھی اور چلیں گے، آج بالکل دل نہیں ہے میرا۔ وہ اب
اس نے مناتے ہوئے کہتی ہے۔

اچھا... شزا کو اچانک کچھ سو جھتا ہے۔

باہر نہیں جانا نہ آپ کو؟ پر پیزا تو گھر آسکتا ہے نا۔۔

میں ابھی دانیال بھائی کے ساتھ جا کر لے آتی ہوں، بس ہو گیا ڈن
اب کوئی بہانہ نہیں۔۔ وہ جوش سے اٹھتے ہوئے کہتی کمرے سے نکل

جاتی ہے اس سے پہلے کہ الہام دوبارہ منانہ کر دے۔ الہام اسے
دیکھتی رہ جاتی ہے۔

الہام ادھر آؤ۔۔ فاطمہ اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کرتے ہوئے
کہتی ہیں، جواتنی دیر سے کمرے میں سائیڈ رکھے صوفے پر خاموشی
ان دونوں کی گفتگو سن رہی تھی، الہام خاموشی سے ان کے پاس جا کر
بیٹھ جاتی ہے۔

بیٹا کب تک چلے گا ایسا؟ کیوں خود کو ایک خول میں بند کر لیا ہے تم
نے؟ بیٹا باہر نکلو توڑ واس خول کو۔۔ وہ اسے پیار سے سمجھاتی ہیں

میرا دل نہیں کرتا اب کچھ کرنے کو پھپھو۔۔ وہ نظریں جھکائے کہتی ہے ۔

دل کا کیا ہے الہام۔۔

دل جہاں لگانا چاہو، وہاں لگ جاتا ہے۔

تم بھی کوشش کرو دل لگ جائے گا۔۔ بھول جاؤ سب آگے بڑھو۔ وہ مزید کہتی ہیں ۔

وہ صرف سر ہلاتی ہے۔

بھابھی بتا رہی تھی کہ تم کسی رشتے کے لیے بھی تیار نہیں ہو رہی ۔ بیٹا زندگی ایسے نہیں گزرتی ہے ، بھائی بھابھی بہت پریشان ہیں۔ ان کی بات سن لو۔۔ وہ بہت مان سے اسے سمجھاتی ہیں وہ خاموشی سے سر ہلانے پر اتفاق کرتی ہے۔

بس پھر اب میں تمہاری کوئی شکایت نہیں سنوں۔۔ اسے پیار سے کہتی

ہیں وہ سر ہلاتی ہے۔

سب فائزہ خاتون کے گھر میں لاؤنج میں محفل لگا کر بیٹھے ہیں۔ آہل
کچھ دیر پہلے ہی آیا ہے تب ہی طالب اور آسیہ بھی اندر آتے ہوئے
سلام کرتے ہیں۔

وعلیکم السلام .. سب ایک دوسرے سے ملتے ہوئے جواب دیتے
ہیں۔

بھابھی الہام نہیں آئی آپ لوگوں کے ساتھ؟ فائزہ آسیہ سے پوچھتی
ہیں۔

نہیں وہ ذرا تھک گئی تھی تو ہم خود آگئے ملنے تھوڑی دیر کے لیے
۔۔ بس کچھ دیر بیٹھ کر واپس نکلیں گے۔ وہ کہتی ہیں پھر سب باتوں میں

مصروف ہو جاتے ہیں ۔

دانیال، آہل کے کمرے میں اس کا سامان رکھ رہا ہے جب آہل
کمرے میں آتا ہے ۔

دانیال سنو .. آہل دانیال کو مخاطب کرتا ہے۔ دانیال اس کی جانب
پلٹتا ہے ۔

یہ الہام والا چکر کیا ہے؟ آئیں بھی نہیں وہ؟ وہ دانیال سے پوچھتا
ہے ۔

بھائی وہ ساحل والے قصے کے بعد سے خاموش سی ہو گئی ہیں آپ۔ وہ
صوفے پر بیٹھتے ہوئے افسردگی سے کہتا ہے۔

گھر سے بھی کم ہی نکلتی ہیں، زیادہ باہر آتی جاتی نہیں۔۔۔ اداس اداسی
رہتی ہیں، امی بتا رہی تھی کہ شادی کے لیے بھی رضا مند نہیں ہو رہی
ہے۔۔۔ اب وہ افسوس سے آہل کو دیکھ کر بتاتا ہے آہل تعجب سے اسے
دیکھ رہا ہے۔

لیکن اس نے شادی سے انکار کس لیے کیا؟؟ جب میں عائرہ کی
شادی پر ملا تھا ساحل سے تب تو سب ٹھیک لگا مجھے۔۔۔ وہ بھی بڑے
اچھے سے ملا تھا۔ آہل الجھتے ہوئے کہتا ہے۔

اس کم ظرف انسان کو اپنے باس کی بیٹی کا رشتہ جو مل گیا اور اتنی اچھی
اپور چوٹی وہ کیسے چھوڑ سکتا تھا؟؟ اس لیے اس نے بڑی آسانی سے
الہام آپی سے جان چھڑوا لی۔۔۔ وہ افسوس سے کہتا ہے۔

پراچھا ہی ہوا۔۔۔ آپی بچ گئی ہماری، ایسے انسان کے ساتھ کیا زندگی
ہوتی ان کی۔۔۔ جو نفع و نقصان کے ترازو میں رشتوں کو تولتا تھا۔ وہ

ایک لمبی سانس بھر کر مزید کہتا ہے ۔

بات تو ٹھیک کر رہے ہو تم ۔۔ وہ سر ہلاتے ہوئے کہتا ہے ۔

پر یہ کوئی اتنی معمولی بات بھی نہیں کہ کسی انسان کی زندگی کے کچھ سال کسی کی خود غرضی کی نظر ہو گئے ہیں ۔ وہ رنجیدہ ہوتا ہے ۔

اسی بات کا افسوس ہے بھائی سب کو ۔۔ دانیال بھی افسوس سے سر ہلاتا ہوں اس کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے ۔

الہام اپنے کمرے میں چائے کا کپ ہاتھوں میں تھا مے کسی گہری سوچ میں گم ہے جب اس کا موبائل بچتا ہے ۔ وہ اٹھا کر دیکھتی ہے شہزاد کا میسج ہے ۔

آپی آپ آئی کیوں نہیں؟ میں کب سے آپ سے ملنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔ وہ ناراضگی کا اظہار کر رہی ہے۔

الہام ایک پھکی سی مسکراہٹ ہستی ہے پھر ایک لفظی سوری کا میسج کرتی ہے اور واپس اپنی سوچ میں گم ہو جاتی ہے ..

آہل تیار ہو جاؤ۔ ہمیں ذرا بھائی کی طرف جانا ہے۔ فائزہ اس کے کمرے میں اندر آتے ہوئے کہتی ہیں۔

ماموں کی طرف؟ ابھی کل ہی تو ملے تھے امی .. وہ اپنا لپٹا پ ایک طرف رکھتے ہوئے فائزہ کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہتا ہے۔

ہاں ... الہام کے رشتے کے سلسلے میں کچھ لوگ آرہے ہیں، بھابھی

نے بلایا ہے ، ویسے ہی بڑی مشکل سے تیار ہوئی ہے الہام۔۔ وہ
آہل کا کمرہ سمیٹتے ہوئے کہتی ہیں ۔

کب جانا ہے؟ وہ اٹھتے ہوئے پوچھتا ہے۔

بس تم تیار ہو جاؤ تو پھر نکلتے ہیں۔۔ وہ جواب دیتی ہیں ۔

جی اچھا۔۔ وہ کہتے ہوئے اپنی وادرو ب کی جانب بڑھتا ہے ۔

الہام تیار ہو جاؤ بیٹا۔۔ وہ لوگ آتے ہی ہوں گے ، آسیہ اس کے
کمرے میں آکر اسے اپنے سکول کے کام میں مصروف دیکھ کر کہتی ہیں

الہام صرف سر ہلاتی ہے ، آسیہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر کمرے

سے باہر نکل جاتی ہیں۔۔ وہ ایک سرد آہ بھر کر سر بیڈ سے ٹکا دیتی

ہے ۔

چلو تیار ہو جاؤ الہام ! پھر اسے ایک نئی کہانی کے لیے ... وہ خود کلامی کرتے ہوئے خود کو تیار کرتی ہے ۔

کبھی کبھی انسان اپنوں کی خوشی کے آگے کتنا مجبور ہو جاتا ہے نا .. کہ اپنا درد بھی چھپانا پڑتا ہے ۔۔ وہ اپنے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے سوچتی ہے ۔

پتہ نہیں کیا لکھا ہے ان لکیروں میں کاش کہ مجھے پڑھ نہ آتا ۔۔ وہ حسرت سے سوچتی ہے ۔

جب انسان مایوسیوں کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے تو وہ صحیح اور غلط کا فرق بھی بھول جاتا ہے، پھر اسے صحیح اور غلط سے کوئی غرض نہیں رہتی ۔۔ اسے صرف ایک امید کی تلاش ہوتی ہے، پھر وہ چاہے جہاں سے بھی اور جس طرح بھی ملے ۔۔ اسے بس امید کی ایک کرن چاہیے ہوتی ہے ۔

آہل اور فائزہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے سلام کرتے ہیں۔ وہاں لوگ پہلے سے ہی موجود ہیں۔ طالب صاحب ان کا ایک دوسرے سے تعارف کرواتے ہیں کہ اتنے میں فاطمہ، الہام کے ساتھ اندر داخل ہوتی ہیں۔

خاموش سی الہام کا دوپٹے کے حوالے میں معصومیت بھرا چہرہ دیکھ کر آہل کچھ لمحے کے لیے اس پر سے نظریں نہیں ہٹا پاتا۔ اسے اپنے اندر کسی عجیب سی بے چینی کا احساس ہوتا ہے، وہ سمجھ نہیں پاتا پر اس کی نظر بار بار الہام کی طرف جاتی ہے۔ وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پا رہا۔۔ وہ اپنا سر جھٹکتا ہے، اسے اچانک سے وہاں بیٹھے سب لوگوں سے

چڑ محسوس ہوتی ہے۔ الہام کچھ دیر وہیں بیٹھ کر واپس چلی جاتی ہے۔
تمام لوگ دوبارہ باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں، وہ وہاں بیٹھا بیٹھا
ان کی باتوں کو سننے کے بجائے اپنے اندر اس الجھاؤ کو سلجھانے میں
مصروف تھا پھر وہ وہاں سے اٹھ کر باہر آ جاتا ہے۔ اس کے سامنے بار
بار الہام کا چہرہ ہی آرہا ہے، وہ باہر گاڑی سے ٹیک لگا کر جیب میں
ہاتھ ڈال کر سگریٹ کا ڈبہ نکالتا ہے پھر اس کے اندر سے سگریٹ نکال
کر اپنے منہ میں رکھتا ہوا جلاتا ہے اور تین چار گہرے کش لگاتا ہے۔
الہام کا چہرہ اس کی آنکھوں میں وہ سخت جھنجھلا جاتا ہے ۔

طالب کیا لگتا ہے آپ کو یہاں بات بن جائے گی؟ آسیہ کمرے میں

آتے ہوئے کتاب پڑھتے ہوئے طالب کو مخاطب کرتی ہیں۔
کچھ کہہ نہیں سکتا آسیہ بظاہر تو سب اچھا نظر آ رہا ہے، باقی اللہ سے
اچھے کی امید رکھیں۔۔ وہ کتاب سے نظر ہٹا کر انہیں دیکھتے ہوئے
کہتے ہیں ۔

بظاہر تو ساحل کا رشتہ بھی اچھا ہی لگا تھا۔ وہ ایک بار پھر دکھی ہوتی ہیں۔
جو باب بند ہو گیا ہے آسیہ اسے بند ہی رہنے دیں۔۔ اسے کھولیں گی
تو اسے اٹھتی ہوئی دھول آپ کو آنسو بہانے پر مجبور کر دے گی۔ وہ بنا
انہیں دیکھے اپنی کتاب دوبارہ کھولتے ہوئے اس پر نظریں جمائے
کہتے ہیں وہ جو ابن سر ہلاتی ہیں ۔

=====

آہل کارڈ رائیو کر رہا ہے فائزہ اس کے برابر میں بیٹھی ہیں۔

رہسپانس تو اچھا تھا ان لوگوں کا اللہ کرے بات بن جائے۔ وہ آہل سے کہتی ہیں وہ خاموشی سے سنتا ہے۔

سنو تمہیں بھی کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو۔۔ ورنہ میں رشتے والی خاتون سے بات کروں۔؟ اب میں بھی جلد تمہاری ذمہ داری سے سبک دوش ہونا چاہتی ہوں۔ اب وہ آہل کی طرف دیکھتے ہوئے کہتی ہیں وہ چہرے پر سنجیدگی لیے کارڈ رائیو کر رہا ہے۔

میں کہاں سے آگیا یا رami یہاں پر؟ وہ چڑھتا ہے۔

بس آہل اب نہیں سنوں گی تمہاری۔۔ سیٹ ہو گئے ہو جواب ہو گئی ہے تمہاری۔ واپس جانے سے پہلے تمہیں بھی کم از کم کسی کھوٹے سے باندھ کر بھیجوں گی۔ وہ حتمی انداز میں کہتی ہیں۔ وہ ایک نظر فائزہ پر ڈال کر سرد آہ بھرتا ہے۔

الہام خاموشی اپنے کمرے کی بالکنی سے آسمان کی طرف دیکھ رہی ہے۔ وہ بہت زیادہ خاموش ہے۔

آہل سڑکوں پر بلاوجہ اور گاڑی دوڑا رہا ہے۔ اس کے ذہن میں بار بار کبھی الہام اور کبھی فائزہ کی باتیں گونج رہی ہیں۔ آخر میں وہ سمندر کے کنارے آکر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے اندر کی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ سخت جھنجھلایا ہوا ہے۔ اسے ہر چیز پر غصہ اور چڑمھوس ہو رہی ہے۔ سمندر کی ڈھلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا اس کے دل و دماغ کو سکون پہنچا رہی ہے پھر وہ کسی گہری سوچ میں گم ہو جاتا ہے۔

الہام اپنے بستر پر لیٹی ہوئی سونے کی کوشش کر رہی ہے پر نیند اس کی

آنکھ سے کوسوں دور ہے۔ وہ بار بار کروٹیں بدل رہی ہے۔ مگر نیند کونہ اس پر مہربان ہونا ہے اور نہ ہوئی ہے۔

وہ ساحل کے کنارے رات کے پہر پریشان حال سا بیٹھا ہے، وہ بہت بے سکون سا ہے۔ اسے بار بار اپنا سانس رکنا ہوا اور دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔

کیا مصیبت ہے یار۔۔۔ آپ نکل کیوں نہیں کی رہی میرے دل و دماغ سے۔۔۔؟؟ وہ بری طرح سے چڑھتے ہوئے۔ خود سے کہتا ہے۔ شاید مجھے آپ سے کچھ زیادہ ہی ہمدردی ہو رہی ہے۔۔۔ پھر ایک ٹھنڈی آہ ہوا میں خارج کرتا ہے۔

واقعی!!

مجھے صرف ان سے ہمدردی ہو رہی ہے؟ اب وہ اپنا سراپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر خود سے سوال کرتا ہوا اپنا آپ ٹٹولتا ہے۔

اگر یہ ہمدردی ہے؟ تو پھر یہ بے چینی یہ بے سکونی کیسی؟ وہ سمجھنے کی
کوشش کرتا ہے۔

ہمدردی میں بے سکونی اور بے چینی تو نہیں ہوتی۔۔ یہ تو خالصتا محبت
کے تحفے ہیں۔ محبت کی خالص سوغات۔۔ اس کے دل کے کسی کونے
سے آواز آتی ہے۔ وہ کافی دیر اسی طرح خود سے لڑتے رہنے اور خود
کے سوالوں کے خود ہی جواب دینے کے بعد اچانک سے اٹھ کھڑا ہوتا
ہے۔ جیسے کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو اور واپس گاڑی تک آتا ہے اور اس
میں بیٹھ کر واپس گھر کی راہ لیتا ہے۔۔

علی صاحب ٹی وی پر نیوز دیکھ رہے ہیں۔ جبکہ فائزہ اپنے موبائل پر

کوئی ریسپی دیکھ رہی ہے اتنے میں آہل کمرے کا دروازہ نوک کر کر
اندر آتا ہے۔

امی .. بابا .. آپ دونوں سے بات کرنی تھی کچھ۔ وہ تمہید باندھتا
ہے دونوں نظریں اٹھا کر اسے دیکھتے ہیں ۔

بولو ..! علی صاحب ٹی وی بند کرتے ہوئے اس کی جانب مڑتے
ہیں۔ فائزہ بھی اپنا موبائل ایک طرف رکھتی ہیں ۔

امی۔۔ آپ نے شادی کے لیے لڑکی کا پوچھا تھا نا .. وہ ایک لمحے کو
رکتا ہے، دونوں کی نظر اس پر جمی ہے وہ باری باری ایک نظر دونوں پر
ڈالتا ہے ۔

میں اس کا نام بتانے آیا ہوں۔۔ وہ نظریں جھکا کر بنا نہیں دیکھے کہتا
ہے ان دونوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ آتی ہے۔

ہاں .. بتاؤ .. ہم سن رہے ہیں۔ فائزہ کہتی ہیں۔

وہ خود کو کمپوز کرتا ہوا ایک گہری سانس لیتا ہے۔

ال .. وہ لمحے کو جھجھکتا ہے۔

الہام ... وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے، بنا نظریں اٹھائے اپنے ہاتھوں پر نظر جمائے کہتا ہے۔ چند لمحے خاموشی سے جیسے سکتے کے عالم میں گزر جاتے ہیں۔ وہ نظریں اٹھانے کی ہمت نہیں کر پاتا۔

علی اور فائزہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

اپنی الہام؟؟

فائزہ اس سے تصدیق کرنے کے لیے پوچھتی ہیں۔

علی صاحب خاموشی سے اسے دیکھ رہے ہیں وہ بدستور نظریں جھکائے کھڑا ہے۔

جی .. آپ کی الہام .. وہ اسی طرح نیچے دیکھتے ہوئے کہتا ہے

تم واقعی؟؟ الہام سے شادی کرنے کا کہہ رہے ہو آہل؟ فائزہ خاتون
دوبارہ پوچھتی ہیں، جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہوں۔
اگر آپ لوگوں کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔۔۔ وہ ایک نظر اٹھا کر فائزہ کو
دیکھتا ہے۔

اعتراض؟ وہ سوالیہ انداز میں خم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہتی
ہیں۔ جب علی صاحب بیچ میں ہی ان کی بات کاٹ دیتے ہیں۔
ایک منٹ آہل ..

یہ بات تم کسی ہمدردی یا ترس کی بنا پر تو نہیں کہہ رہے؟؟ وہ سخت انداز
میں سوال کرتے ہیں۔

فائزہ کی آنکھوں میں لمحہ بھر کو حیرت ابھرتی ہے ۔

بالکل بھی نہیں .. وہ اٹل لہجے میں علی صاحب کو دیکھتے ہوئے جواب
دیتا ہے۔

تو ایک بار پھر سوچ لو ..

آہل کہیں بعد میں تمہیں کوئی رنج یا پچھتاوا ہوا، تو وہ بچی رل جائے گی۔
وہ لمحے کو رکھتے ہیں۔

میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں آہل جو اپنے بیٹے کی پسند یا عمروں
میں فرق کو بہانہ بنا کر اولاد کی خواہش اور خوشیوں کا احترام نہ
کرے۔۔۔ لیکن۔ وہ بستر سے اٹھ کر اس کے پاس چل کر آتے ہوئے
کہتے ہیں۔

پر میں یہ بھی ہرگز نہیں چاہوں گا کہ وقتی ہمدردی یا ترس کی وجہ سے کسی
بچی کی زندگی خراب ہو۔ اب وہ اس کے دونوں کندھے پر اپنے ہاتھ
رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

میں آپ کا ہی بیٹا ہوں بابا۔۔

میں رشتوں کو محبت سے تو لتا ہوں، ہمدردی اور ترس سے نہیں ... وہ

ان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر کہتا ہے۔

وہ مسکرا کر اسے دیکھتے ہیں پھر گلے لگا لیتے ہیں۔ فائزہ بھی اپنی آنکھوں کے کنارے صاف کرتی ہیں۔

آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے نہ امی؟ اب وہ ان کے پاس آ کر ان سے پوچھتا ہے۔

آئی ایم پراؤڈ آف یو آہل۔۔ اسے کہتے ہوئے گلے لگاتی ہیں وہ بھی مسکراتا ہے۔

فاطمہ ٹی وی دیکھ رہی ہیں جب ان کی میسج ٹیون بجتی ہے وہ اٹھا کر اپنا

موبائل دیکھتی ہیں وہاں فائزہ کا میسج ہے۔

فاطمہ کل میں اور علی بھائی کی طرف جارہے ہیں، تم بھی آجانا وہاں۔
ضروری بات کرنی ہے۔

وہ میسج پڑھ کر اوکے کا میسج سینڈ کرتی ہیں۔

آہل اپنے کمرے میں آکر بستر پر لیٹتا ہے۔ ایک عجیب سکون اور
اطمینان اسے اپنے اندر اترتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔ وہ اپنے آپ کو
بہت ہلکا پھلکا کرتا ہے، ایک خوبصورت سی مسکراہٹ نے اس کے
چہرے کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ بستر پر لیٹے ہی اس کی آنکھ لگ جاتی ہے
اور وہ پرسکون نیند سو جاتا ہے۔

صبح طالب آفس کے لیے نکل رہے ہیں جب ان کا موبائل بچتا ہے۔
فائزہ کامیج ہے وہ پڑھتے ہیں پھر موبائل جیب میں رکھتے ہوئے آسیہ
کی جانب پلٹ کر انہیں مخاطب کرتے ہیں۔

فائزہ کامیج آیا ہے، وہ شام میں آنے کا کہہ رہی ہے یہاں۔ کوئی کام
ہے اس کو شاید۔ آپ رات کے کھانے کا انتظام کروالیں گے گا فاطمہ
بھی آئیں شاید۔ وہ ڈریسنگ سے اپنا والٹ اور گاڑی کی چابیاں
اٹھاتے ہوئے آسیہ کو کہتے ہیں۔

جی بہتر ہے، آپ جلدی آجائے گا پھر۔۔ وہ بستر سمیٹتے ہوئے کہتی
ہیں وہ سر ہلاتے ہیں۔

چلیں خدا حافظ وہ کمرے سے خدا حافظ کرتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔

آہل سمندر کے کنارے چہل قدمی کر رہا ہے۔ ڈوبتا ہوا سورج،
سمندر کی ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا اسے الگ ہی خوشی سے سرشار کر رہی
ہے۔ اس کے چہرے پر خوشی ہے اطمینان ہے سکون ہے اور خالص
مسکراہٹ ہے۔ جب دل کے اندر کا موسم حسین ہو تو باہر کا ہر موسم ہی
خوشگوار لگتا ہے۔

وہ اپنے پیروں پر پانی کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے ٹھنڈی سانس
ہوا میں خارج کرتا ہے جیسے بہت ہلکا پھلکا پرسکون ہو۔ پھر زیر لب
الہام کا نام دو تین بار دہراتا ہے اور خود ہی مسکرا دیتا ہے... جیسے

یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔

طالب صاحب کے لاؤنج میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ہیں۔
فائزہ بیگم عائزہ کو بھی ساتھ ہی لے آئی ہیں۔ سوائے آہل کے سب
وہاں موجود ہیں ۔

فائزہ۔۔ آہل کو بھی ساتھ لے آتی صرف اسی کی کمی ہے۔ آسیہ، فاطمہ
۔ فائزہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہیں ۔

بس بھا بھی۔ میں جس ضروری کام سے آئی ہوں نا وہ اس کی موجودگی
میں اچھا نہیں لگتا۔ وہ مسکراتے ہوئے کہتی ہیں۔
سب انہیں تعجب سے دیکھتے ہیں۔

فائزہ۔ علی صاحب کی دیکھ طرف دیکھتی ہوئی آنکھوں کے اشارے سے ان سے اجازت طلب کرتی ہیں۔ وہ مسکرا کر ہاں ہمیں سر ہلاتے ہیں۔ سب دونوں کو تعجب اور حیرانگی سے دیکھ رہے ہیں۔
بھائی۔۔

مجھے جب بھی کبھی آپ کی ضرورت پڑی، آپ نے میرے ساتھ دیا۔
جب بھی آپ سے کچھ مانگا آپ نے کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا مجھے۔ وہ آہستہ آہستہ تمہید باندھتی ہوئی کہتی ہیں۔

آج بھی میں آپ سے کچھ مانگنے ہی آئی ہوں اور امید ہے مجھے۔۔
آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔ وہ بڑے مان سے کہتی ہیں۔ سب ان کی جانب سنجیدگی سے دیکھ رہے ہیں۔

بالکل فائزہ مجھ سے جو ہوگا میں کروں گا۔ طالب صاحب جواب کہتے ہیں۔

بھائی میں آج آپ سے آپ کی سب سے قیمتی شے مانگنے آئی ہوں۔
وہ ایک لمحے کو رکتی ہیں۔

میں آہل کے لیے الہام کو مانگنے آئی ہوں۔

وہ چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ سجا کر کہتی ہیں سب چونک کر
ایک دوسرے کی شکل دیکھتے ہیں۔

الہام ... آہل کے لیے ... مطلب؟ طالب صاحب کچھ نہ سمجھتے
ہوئے کہتے ہیں۔

طالب بھائی۔۔ مطلب ہم الہام کے لیے آہل کا رشتہ لے کر آئے
ہیں۔ علی صاحب مسکرا کر کہتے ہیں۔

چند لمحے سب کو سب کچھ سمجھنے میں ہی لگ جاتے ہیں۔

الہام سب سن کر جیسے سکتے میں چلی گئی ہے، وہ کوئی رسپانس نہیں دیتی
خاموشی سے ان کی شکلیں دیکھ رہی ہے۔

الہام۔۔۔ آسیہ حیرانگی سے فائزہ کو دیکھتے ہوئے کہتی ہیں، فاطمہ کے چہرے پر بے ساختہ ایک خوبصورت سی مسکراہٹ ابھرتی ہے۔
بھائی بھابھی اگر آپ دونوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو۔۔ الہام ہمیں دے دیں ہم بہت خیال اور محبت سے رکھیں گے اسے۔۔ علی صاحب الہام کو دیکھتے ہوئے محبت سے کہتے ہیں۔

اعتراض مجھے تو۔۔ کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا علی بھائی .. آپ لوگ .. یہ سب کیا؟؟ وہ کبھی اس کو کبھی ان کو اور کبھی علی کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں ۔

کیا؟ کیوں؟ کیسے؟ سب چھوڑیں۔۔ بس آپ یہ بتائیں کہ آپ کو یہ رشتہ منظور ہے؟ علی صاحب پوچھتے ہیں ۔

طالب صاحب آنکھوں میں سوال لیے آسیہ کی جانب دیکھتے ہیں وہ آنکھوں میں نمی لیے ہاں میں سر ہلاتی ہیں۔

طالب کچھ بولنے کے لیے زبان کھولتے ہیں کہ الہام کی آواز سنائی دیتی ہے سب اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

مجھے منظور نہیں ہے... وہ تیزی کے ساتھ کہتے ہوئے کمرے سے نکل جاتی ہے، طالب صاحب اس کو آواز دیتے ہیں۔

چند لمحے پہلے جہاں خوشیاں تھیں وہاں اچانک اداسی نے پر پھیلا لیے۔

میں دیکھتی ہوں۔۔ آسیہ کہتے ہوئے اس کے پیچھے جاتی ہیں۔

سب پریشان سے ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہے ہیں پر بولنے کی ہمت کسی میں بھی کچھ نہیں۔

الہام .. الہام .. میری بات سنو بیٹا۔۔

آسیہ اس کے پیچھے آتے ہوئے آواز لگاتی ہیں۔

مجھے منظور نہیں ہے امی۔۔ وہ پلٹ کر کہتی ہے پھر اپنے کمرے کی

جانب بڑھ جاتی ہے آسیہ بھی اس کے پیچھے کمرے میں آتی ہیں۔
مجھے یہ رشتہ نہیں کرنا۔ وہ غصے سے کہتی ہے۔

پر بیٹا کیوں؟ اچھا بھلا لڑکا ہے آہل .. تمہاری پھوپھو کتنی محبت سے
رشتہ لے کر آئی ہیں۔۔ وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں۔

آہل ہی تو مسئلہ ہے امی ... میں اور وہ .. کیسے؟

مطلب میں کچھ سوچنا ہی نہیں چاہتی۔۔

بس نہیں منظور مجھے۔ وہ چڑھتے ہوئے کہتی ہے۔

الہام تم ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچو تو صحیح۔۔ آہل سے اچھا اور
دیکھا بھالا رشتہ کہاں ملے گا تمہارے لیے۔۔ وہ سمجھانے کی کوشش
کرتی ہیں۔

میں سوچنا ہی نہیں چاہتی امی یہ سب۔۔ وہ چڑھ جاتی ہے۔

اتنے میں فاطمہ کمرے میں داخل ہوتی ہیں۔

مطلب میری اور آہل کی شادی۔۔۔؟؟ وہ سخت ذہنی تناؤ میں کہتی ہے۔

آپ لوگ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر

تھامتے ہوئے نڈھال سی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہتی ہیں۔

مجھے بے حد افسوس ہے آپ لوگ اس طرح سوچ بھی کیسے سکتے ہیں

؟؟؟ وہ افسوس سے کہتی ہے ۔

ہمیں بھی یہی افسوس ہے الہام۔۔

کہ ایسا ہم لوگ کیوں نہیں سوچ سکے؟ فاطمہ آرام سے اس سے کہتی

ہیں۔ وہ سراٹھا کر انہیں حیرت سے دیکھتی ہے۔

یہ آہل کی سوچ ہے الہام اور مجھے فخر ہے کہ وہ ہم سے بہت بہتر سوچتا

ہے۔ وہ مزید کہتی ہیں۔ وہ حیرانگی سے انہیں دیکھ رہی ہے۔

جو بھی ہے۔ پر مجھے یہ رشتہ کسی طور منظور نہیں ہے۔ وہ حتمی فیصلہ سناتی

ہے۔

ٹھیک ہے پر کوئی وجہ تو بتاؤ انکار کی۔۔ آس یہ کہتی ہیں۔

میں 31 کی ہوں وہ 27 کا ہے چار سال چار سال چھوٹا ہے مجھ سے .. الہام کہتی ہے۔

یہ کوئی وجہ نہ ہوئی الہام۔۔ انکار کی۔ آس یہ کہتی ہیں۔

ابھی وہ جذبات میں آکر ترس کھا کر شادی کر لے گا مجھ سے۔۔ پھر بعد میں اپنے کیے پر پچھتائے گا۔ وہ وضاحت کرتی ہے۔

بیٹا اس نے خود چاہت سے ساتھ مانگا ہے تمہارا۔ وہ اس سے کہتی ہیں۔

میں زندگی کسی کی چاہت کے بغیر تو گزار سکتی ہوں پھپھو۔۔ پر کسی کی زندگی کا پچھتاوا بننا۔۔ مجھے کسی صورت قبول نہیں ہے۔ وہ غصے سے کہتی واش روم میں بند ہو جاتی ہے ..

میں کیا کہوں علی اور فائزہ مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا کچھ الہام ... طالب
کہتے کہتے ہیں۔

کچھ نہ کہیں بھائی آپ کو کچھ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ہم سمجھتے
ہیں۔ فائزہ کہتی ہیں۔

آپ لوگ تھوڑا وقت دیں الہام کو سوچنے کے لیے۔ ابھی وہ شاک
میں ہیں تھوڑا حوصلہ رکھیں، سب اچھا ہوگا۔ علی ان کے کندھے پر
ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے ہیں طالب صاحب سر ہلاتے ہیں۔

الہام واش روم میں بند ہو کر واش بیسن پر کھڑے ہو کر بے آواز آنسو بہا رہی ہے۔ اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا۔۔

ایک آنسوؤں کا سیلاب ہے اس کے اندر شاید جیسے اب باہر نکلنے کا موقع مل گیا ہے اور وہ بنار کے بہے چلا جا رہا ہے۔

آہل لاونچ میں بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف ہے جب سب اندر داخل ہوتے ہیں وہ سب کو دیکھ کر اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

کیا ہوا امی؟ وہ ان کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر پوچھتا ہے۔ فائزہ، آہل کو دیکھتی ہیں پھر علی صاحب کی جانب نظر نظریں ڈالتی ہیں۔۔

بیٹا آہل.. علی۔ آہل کو مخاطب کرتے ہیں، وہ ان کی جانب پلٹتا

ہے۔

الہام ... رضا مند نہیں ہے اس شادی پر۔۔ وہ بڑے تحمل سے اس کے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔ وہ جب سے سنتا ہے پھر ہلکا سا سر ہلاتا ہے۔

اسے تھوڑا وقت دوسوچنے کا۔ وہ آہل کا کندھا تھپ تھپاتے ہیں۔ کیا وقت دو بابا۔۔ ان کے تو نخرے ہی ختم نہیں ہو رہے۔ ایک تو اتنی چاہت اور محبت سے آہل بھائی کا رشتہ لے کر گئے ہم پر یہاں تو مزاج ہی نہیں مل رہے آپ کے۔۔ عائزہ چڑھ کر غصے سے کہتی ہیں۔

عائزہ اب ایک لفظ نہ نکلے تمہاری زبان سے۔۔ خیال لہذا سب بھول گئی ہو کیا؟؟ عائزہ غصے سے کہتی ہیں۔ عائزہ خاموش ہو جاتی ہے۔

فکر نہ کرو کچھ دنوں بعد دوبارہ بات کریں گے الہام سے۔۔ فائزہ
آہل سے کہتی ہیں وہ خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ جاتا
ہے۔

امی کیا واقعی آپنی نہیں مانیں گی آہل بھائی سے شادی کے لیے؟ شیراز
پریشانی سے گاڑی میں آگے بیٹھی ہوئی فاطمہ سے پوچھتی ہے دانیال
بھی گاڑی چلاتے ہوئے ایک نظر فاطمہ کو دیکھتا ہے۔
مان جائے گی۔۔ مجھے پوری امید ہے۔ وہ بڑے مان اور اطمینان
سے کہتی ہیں۔

اللہ کرے مان جائیں۔۔ کتنا مزہ آئے گا نا۔۔ مجھے تو سوچ سوچ کر

ہی بڑی خوشی ہو رہی ہے آپ بھابھی بن جائیں گی میری۔ وہ جوش سے کہتی ہے۔ اس کی باتوں پر تینوں زیر لب مسکراتے ہیں۔

آہل اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا کسی گہری سوچ میں گم ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں سے سگریٹ ہے جس کے وہ وقفے وقفے کے بعد کش لگاتا ہے۔

الہام ہر چیز سے بیزاری اپنے بستر پر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ آج ہوئے تمام معاملات کے بارے میں سوچ رہی ہے، اس کا سر درد سے جھنجھنارہا ہے وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہے۔

آہل بہت بے چین سا کمرے میں ٹہل رہا ہے، اسے کسی پل سکون
میسر نہیں آرہا وہ اپنے اندر کی بے چینی اور اسطربہ کیفیت کو کسی طور کم
نہیں کر پا رہا۔ آخر کار وہ کچھ سوچتے ہوئے اپنا موبائل اٹھا کر فاطمہ
کو کال کرتا ہے۔

خالہ .. دوسری طرف سے فاطمہ کے کال اٹھاتے ہی وہ وہ بنا کسی
سلام دعا کے سیدھے مدھے پر آتا ہے۔
میں ملنا چاہتا ہوں الہام سے۔۔ کہیں باہر۔ وہ انتہائی سنجیدگی سے کہتا
ہے پھر فاطمہ کی بات سن کر موبائل بند کر دیتا ہے۔

الہام پوری رات بے سکونی اور پریشانی میں گزارنے کے باوجود آج

اسکول آگئی ہے شاید وہ کسی سے کوئی سی قسم کی اس معاملے پر کوئی بات
یا بحث نہیں کرنا چاہتی، اس لیے وہ فرار ڈھونڈتے ہوئے اسکول آگئی
ہے۔ وہ کلاس لے کر فارغ ہوتی ہے، جب بیگ میں رکھا ہوا اس کا
موبائل بچتا ہے۔ وہ موبائل کی اسکرین پر فاطمہ کا نام لکھ کر چند لمحے
کے لیے سوچتی ہے پھر تیسری چوتھی بیل پر فون اٹھا لیتی ہے۔
کہاں ہوا الہام؟ وہ بھی بنا کسی سلام دعا کے سیدھا اس سے سوال
پوچھتی ہیں۔

اسکول میں پھپھو۔۔ وہ جواب دیتی ہے۔

اچھا ہے.. واپسی پر تمہیں آہل پک کرنے آئے گا۔۔ وہ بات کرنا
چاہتا ہے تم سے۔ وہ لمحے بھر کورکتی ہوئی انتہائی سنجیدگی سے کہتی ہیں۔
لیکن پھپھو۔۔ وہ کچھ کہنے کی کوشش کرتی ہیں جب ہی فاطمہ درمیان
میں اس کی بات کاٹ دیتی ہیں۔

الہام اگر تمہارے دل میں میری ذرا سی بھی اہمیت اور محبت ہے نا۔۔
تو تم منامت کرنا مجھے۔۔ وہ اس کے کچھ بھی وضاحت یا دلیل دینے
سے پہلے ہی بول پڑتی ہیں، جیسے انہیں الہام کے انکار کا اندازہ ہو۔
ویسے بھی الہام۔۔

میں تم سے پوچھ نہیں رہی ہوں، میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ واپسی پر گھر
آہل کے ساتھ ہی آنا۔

اتنا تو حق بنتا ہے میرا تم پر کہ میں تمہیں کچھ حکم دے سکوں۔۔ وہ
سنجیدگی سے کہتی ہیں وہ ضبط سے انکھیں بند کرتی ہے۔

جی پھپھو۔ وہ کہتی فون رکھتی ہے پھر اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے آنکھیں
میچ لیتی ہے۔

وہ اسکول کے چھٹی کے بعد باہر نکلتی ہے تو سامنے ہی اسے آہل گاڑی
میں بیٹھا ہوا نظر آ جاتا ہے، وہ خاموشی سے اس کی گاڑی کی جانب
بڑھتی ہے آہل اسے آتا ہوا دیکھ کر گاڑی گاڑی سے اتر کر اپنے برابر
والی سیٹ کا دروازہ کھولتا ہے۔ وہ خاموشی سے آکر بنا اسے دیکھے یا
کچھ کہے گاڑی میں بیٹھ جاتی ہے ۔

السلام علیکم !!

آہل ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا ہوا اس سے کہتا ہے۔

وعلیکم السلام۔۔

وہ بنا اسے دیکھے ہوئے ونڈ اسکرین سے باہر دیکھتے ہوئے سختی سے
جواب دیتی ہے ۔

وہ گاڑی سٹارٹ کرتا ہے گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں ہے دونوں

نفوس کی موجودگی کے باوجود گاڑی میں خاموشی کا راج ہے۔
کچھ کھائیں گی آپ؟ وہ ڈرائیو کرتے ہوئے ایک نظر اس پر ڈالتے
ہوئے پوچھتا ہے۔

نہیں۔۔ وہ بنا اسے دیکھیں غصے سے جواب دیتی ہیں۔
کچھ پینا ہے؟ وہ مزید پوچھتا ہے۔
نہیں۔۔

وہ اسی طرح چڑھ کر جواب دیتی ہے۔ وہ ایک لمحے کے لیے اسے
دیکھتا ہے اور پھر ایک لمبی سانس لے کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرتا
ہے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے مسلسل ڈرائیو کر رہا ہے وہ اس کی طرف
بالکل بھی متوجہ نہیں ہے۔ جیسے اس کا وہاں اس گاڑی میں ہونا نہ ہونا
الہام کے لیے برابر ہے۔۔ شاید یہ الہام کا ناراضگی دکھانے کا طریقہ
ہے۔

میں ایک مہینے کے لیے پاکستان ہوں۔۔ وہ بھی اب ڈرائیونگ پر توجہ
مہر کو زرخشتے ہوئے ونڈسکرین سے سامنے دیکھتے ہوئے آرام سے
بات شروع کرتا ہے۔ وہ بھی بدستور میں ونڈسکرین سے سامنے دیکھ
رہی ہیں۔

جس میں سے تین چار دن تو نکل گئے مجھے آئے ہوئے۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر
کہنا شروع کرتا ہے۔

اور واپسی جانے سے پہلے میں شادی کر کے جانا چاہتا ہوں تا کہ بعد
میں آپ کے ڈاکو منٹیشن میں زیادہ وقت نہ لگے۔ وہ بہت ہی سہولت
سے ڈرائیو کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اس کی بات مکمل ہونے پر وہ طنزیہ
ہستی ہے۔ وہ ایک نظر پلٹ کر تعجب سے اسے دیکھتا ہے۔

میں شادی سے انکار کر چکی ہوں اور تم مجھے اپنے آگے کی پلاننگ بتا
رہے ہو۔۔؟؟؟

وہ ایک بار پھر سے اپنی گود میں رکھے گئے اپنے ہاتھوں کو طنزیہ مسکراتی ہوئی دیکھتے ہوئے کہتی ہیں ۔

بالکل بتا رہا ہوں ... وہ بہت آرام سے کہتا ہے۔

کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میں آپ کو قائل کر لوں گا۔ وہ گردن سامنے کی طرف موڑتے ہوئے بہت آرام اور سہولت سے کہتا ہے۔

تم کیوں کر ناچاہتے ہو مجھ سے شادی؟ اب وہ ذرا سا اس کی جانب مڑتے ہوئے سیدھا مدے پر آتی ہے۔ چہرے پر ہزار قسم کے سوال اور پریشانیاں ہیں ۔

میں کیوں نہ کروں آپ سے شادی؟ وہ بھی اس کی جانب مڑتا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آرام سے پوچھتا ہے۔

ترس کھا رہے ہو یا ہمدردی کرنے کا کوئی بھوت سوار ہوا ہے تم پر؟ وہ چڑھ کر کہتی ہے۔

نہ ہی ترس کھارہا ہوں اور نہ ہی ہمدردی کرنے کا کوئی بھوت سوار ہوا
ہے مجھ پر۔۔۔ وہ کبھی الہام کو تو کبھی سامنے ونڈ سکرین سے باہر روڈ کو
دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

ہاں البتہ چاہت کا سمندر بڑی شدتوں سے ٹھائے مار رہا ہے میرے
اندر۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتا آخر میں لبوں پر آئی مسکراہٹ کو روکتا
ہے۔ الہام کا چہرہ غصے سے لال ہو جاتا ہے۔

یہ اچانک کہاں سے محبت جاگ اٹھی ہے تمہارے اندر؟؟
وہ انتہائی غصے سے کہتی ہے اپنا رخ پھیر لیتی ہے۔

وہ الہام کو دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکراتا ہے۔

آپ کو کیا لگتا ہے الہام۔۔؟ محبت کے لیے کوئی لمبا عرصہ درکار ہوتا
ہے کیا؟ وہ بہت آرام سے اس سے پوچھنا ہے الہام اپنی جانب کے
دروازے کی کھڑکی سے باہر کی جانب دیکھتی ہوئی مٹھیاں بیچ کر اپنا

غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی ہے اسے اس قسم کی باتوں کی بالکل
امید اور توقع نہیں تھی۔

نہیں .. محبت تو ایک لمحے کا کھیل ہے۔ جب مہربان ہونے ہونی
ہوتی ہے تو لمحے کے ہزار ویں حصے میں بھی بڑی شدت سے ہو جاتی
ہے۔ وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں کہتا جاتا ہے۔
بس کر دو۔۔۔

یہ محبت نامہ۔۔ بالکل بھی شرم نہیں آرہی تمہیں؟؟ مجھ سے اس قسم کی
باتیں کرتے ہوئے۔۔ وہ غصے سے اس کی جانب پلٹتی ہوئی اونچی
آواز میں جھنجھلا کر کہتی ہے۔

تمہیں۔۔ وہ کہنے لگتی ہیں جب آہل اس کی بات درمیان میں ہی
کاٹ دیتا ہے۔

او کے او کے ریلیکس۔۔

وہ اس کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

پہلے مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔۔ وہ چند لمحے کی خاموشی کے بعد اس سے کہتا ہے۔

دیکھیں الہام بی پریکٹیکل۔۔ وہ آرام سے سامنے دیکھتے ہوئے کہنا شروع کرنا ہے، وہ بھی سیدھی ہو کر خود پر کنٹرول کرتے ہوئے بیٹھ جاتی ہے۔

دیکھیں! میں آپ سے کسی بے حد جنونی قسم کی محبت کا دعویٰ تو نہیں کرتا، جو نہ ملے تو میں مرجاؤں گا۔۔ وہ ایک بار غصے کی نظر سے اسے دیکھتی ہے۔

ہاں پر البتہ ہو گئی ہے، آپ سے محبت۔۔

پتہ نہیں کب؟؟ لیکن چاہت بن گئی ہیں آپ میری ۔

تم ہم حد سے زیادہ۔۔ آہل کی بات درمیان میں روکتے ہوئے کہتی

ہیں۔ جب ہی وہ اس کی بات سنتا اسے بھی درمیان میں روک دیتا ہے۔

مجھے کہنے دیں الہام پلیر۔۔ وہ ضبط کرتی خاموش ہو جاتی ہے۔
امی نے جب شادی کا کہا تو آپ کے علاوہ کوئی اور چہرہ آیا ہی نہیں
دل و دماغ میں۔۔ پہلے تو مجھے بھی یہی لگا کہ میں ہمدردی ہو رہی ہے
مجھے۔ وہ لمحے بھر کورکتا ہے پھر ایک نظر الہام کو دیکھتا ہے برسر جھکائے
نیچے کی جانب اپنی انگلیوں کو دیکھ رہی ہے۔

پر ہمدردی میں یہ بے چینیاں نہیں ہوتی۔۔ ہمدردی میں بے سکونی
نہیں ہوتی۔۔ کچھ کھودینے کا ڈر نہیں ہوتا۔ یہ سب تو محبت کی
مہربانیاں ہیں۔ وہ ہلکا سا ہنستا کہتا ہے جیسے اپنی ہی بات پر خوش ہوا ہو
وہ بالکل خاموشی سے اسے سن رہی ہے۔

پتہ ہے جس دن میں نے آپ کے بارے میں امی بات کی نا اور دن

کتنی راتوں کے بعد میں سکون کی نیند سویا تھا۔ وہ مزید کہتا ہے اس کے چہرے پر عجیب سی سرشاری اور خوشی ہے۔

شادی تو کرنی ہے نا الہام۔۔ آپ کو،

تو مجھ سے ہی کر لیں۔۔ وہ اس کی جانب دیکھتا ہوا التجایا انداز میں کہتا ہے۔ وہ بدستور نیچے دیکھ رہی ہے وہ واپس اپنی گردن میں ونڈسکرین کی جانب موڑتا ہے۔

ہاں اگر آپ ہماری عمر کے فرق کو جواز بنا کر انکار کر رہی ہیں تو یہ قابل قبول نہیں ہے۔ وہ جیسے اپنا فیصلہ اسے سناتا ہے وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

جب لڑکی کم عمر ہو اور لڑکا بڑا ہو تب کوئی مسئلہ نہیں ہوتا تو پھر لڑکے کے کم عمر اور لڑکی کی بڑا ہونے پر ہم رشتوں کی خوبصورتی کو کیوں بگاڑ لیتے ہیں؟؟ وہ سوالیہ انداز میں پوچھتا ہے۔

یہ مسئلے ہمارے خود کے پیدا کردہ ہیں الہام۔۔ ان میں پڑ کر ہم کیوں
اپنی خوشیاں خود پر حرام کریں؟ وہ کہتا ہے جیسے اسے قائل کرنے کی
کوشش کر رہا ہو۔

تم بعد میں پچھتاؤ گے آہل۔۔ وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نہ اس
کی جانب دیکھے آہستگی سے کہتی ہے۔

پچھتایا تو غلطیوں پر جاتا ہے الہام۔ محبت میں تو صرف چاہا جاتا ہے۔
وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ نظر اٹھا کر اسے حیرت سے
دیکھتی ہے پھر نظریں ہٹا لیتی ہیں۔

ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے پرفیکٹ نہیں ہیں آہل۔ ہم ایک
ساتھ ایک پرفیکٹ کیل بن کر زندگی نہیں گزار پائیں گے۔۔ وہ اب
اپنے خدشات بیان کرنے لگتی ہیں۔

پرفیکٹ کیل کیا ہوتا ہے الہام؟ اور اس دنیا میں کون پرفیکٹ ہے؟

کوئی بھی نہیں .. وہ بہت آرام آرام سے گاڑی چلاتے ہوئے گا ہے
بگا ہیں پر نظر ڈالتے ہوئے کہتا جا رہا ہے۔

انسان اپنے رشتے کو پرفیکٹ خود بناتا ہے۔ محبت سے دوستی سے
احساس سے قربانی سے۔۔

دو لوگ ان سب کے ساتھ ایک خوبصورت زندگی گزار سکتے ہیں،
چاہے وہ بظاہری طور پر پرفیکٹ ہونہ ہو۔۔ دنیا انہیں کچھ بھی کہے، پر
ایک دوسرے کے لیے ان کے احساس اور جذبات انہیں ایک
دوسرے کے لیے پرفیکٹ کیل بناتے ہیں۔ وہ اپنی بات مکمل کرتا ہے
الہام خاموش رہتی ہے۔

فضول کے اندیشوں کو اپنے دل میں جگہ دے کر خود کی خوشیوں پر
پہرے مت بٹھائیں۔ ورنہ یہ اندیشے اور وسوسے آپ کو جینے نہیں
دیں گے الہام۔ وہ محبت سے بولتے ہوئے میں میکڈونلڈ ٹائپ تھرو

پر گاڑی روکتا ہے۔

کیا پیسے گی آپ؟ وہ اس سے پوچھ رہا ہے۔

ہاں؟ وہ حیرانگی سے کہتی اور چہرہ اٹھا کر کہتی ہے پھر ادھر ادھر نظر ڈالتی ہے۔

چاکلیٹ؟ اس کو وہ سوال کرتا ہے۔

کچھ بھی نہیں وہ منا کرتی ہیں۔

وہ دو چاکلیٹ شیک کا آرڈر بنا اس کی بات سن کر کرتا ہے اور پھر آرڈر ریسیو کر کے اس کی طرف بڑھاتا ہے۔

میں نے کہا تھا مجھے نہیں چاہیے۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

لے لیں یار.. ورنہ سب کیا کہیں گے کہ آہل نے اپنی ہونے والی

بیوی کو بنا کہلائے پلائے ہی واپس بھیج دیا۔ وہ ہلکے پھلکے انداز میں

شرارت سے کہتا ہے الہام کو شیک پکڑاتا ہے۔

الہام حیرت سے منہ کھولے اسے تک رہی ہے۔

میں نے ابھی تک رضا مندی نہیں دی ہے۔ وہ چڑتی ہے۔

میں شاید دنیا کا پہلا عجیب بندہ ہوں جو گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اپنی

بیگم ٹوبی کو پروپوز کر رہا ہوں۔۔۔ وہ شیک کاسپ لیتے ہوئے گاڑی

آگے کی جانب بڑھاتا ہوا کہتا ہے۔

تم کچھ زیادہ تیز نہیں جا رہے۔۔۔ وہ حیرت سے چڑ کر اسے دیکھتے

ہوئے کہتی ہے۔

بالکل بھی نہیں۔ ابھی تو گاڑی سٹارٹ کی ہے، اسپید پکڑتے پکڑتے

ٹائم تو لگے گا۔۔۔ وہ بنا اسے دیکھے گاڑی کا موٹر مڑتے ہوئے کہتا ہے۔

وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے ایک بار پھر گاڑی میں مکمل خاموشی ہے۔ وہ

اپنی بات مکمل کر چکا ہے اب الہام کو سوچنے کا موقع دینا چاہتا ہے۔ وہ

گھر کے سامنے گاڑی روکتا ہے، الہام اترنے لگتی ہے وہ بھی خاموشی

سے صرف خدا حافظ کہہ کر گاڑی آگے بڑھا لیتا ہے۔

فائزہ کچن میں سبزی کاٹ رہی ہیں، تب بھی عائزہ ان کے پاس آکر بیٹھ جاتی ہے۔

امی .. کیا بھائی واقعی،، الہام آپ سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟ وہ سنجیدگی سے پوچھتی ہے۔

ہم رشتہ لے کر جا چکے ہیں عائزہ۔ تم اب یہ سوال کر رہی ہو؟ وہ نفی میں سر ہلاتی ہوئی افسوس سے کہتی ہیں۔

مگر امی .. الہام آپ ہی کیوں؟؟

مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا۔ وہ کہنا شروع کرتی ہے، جیسے اسے یہ بات

ہضم نہ ہوئی ہو۔

ایک تو۔۔ وہ بھائی سے بڑی ہیں۔ اوپر سے وہ تین سال تک کسی سے منسوب رہی ہیں۔۔ پھر کوئی اور نہیں مل رہا تو، بھائی سے کرا دیں ہم ان کی شادی۔ وہ اپنی بات مکمل کرتے ہوئے چڑ کر کہتی ہیں۔ اس کی باتوں کے دوران ہی آہل وہاں آتا ہے اور خاموشی سے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے اس کی تمام باتیں سنتا ہے۔

عائزہ!!

مجھے تم سے اس قسم کی فضول بات کی ہرگز توقع نہیں تھی۔۔ فائزہ مایوسی سے اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہیں۔

جو بھی ہوا، اس کا قصور وار ہم الہام کو کیوں سمجھیں؟؟

اور اگر کوئی محبت اور چاہت سے اس کا ساتھ مانگ رہا ہے تو تمہیں تو خوش ہونا چاہیے، چاہے وہ تمہارا بھائی ہی کیوں نہ ہو اور میں یاد

کروادوں تمہیں۔۔ کہ وہ بھی کچھ لگتی ہے تمہاری۔۔

وہ غصے میں کہتی ہیں، عائرہ نظریں جھکالیتی ہے۔

میں جانتا ہوں عائرہ۔۔

تمہیں مجھ سے بہت محبت ہے اور تم ہر چیز بہترین دیکھنا چاہتی ہو،

میرے لیے۔۔ آحل اس کے پاس آکر بیٹھتا ہوا اسے مخاطب کرتا

ہے۔

فائرہ اور عائرہ جواب تک اس کی آمد سے انجان تھیں، دونوں نظریں

اٹھا کر اسے دیکھتی ہیں۔

اگر میں تمہیں آپشن دوں کہ میرے لیے خوشیاں یا خوبصورتی میں سے

کوئی ایک چیز چنو۔۔ تو کیا چنوں گی تم؟ وہ نہایت آرام سے اس سے

سوال پوچھتا ہے۔

ظاہر ہے بھائی!!

میں آپ کے لیے خوشیاں ہی چنوں گی۔۔ وہ بنا کچھ سوچے جھٹ
سے جواب دیتی ہے۔

تو الہام میری خوشی ہے عائزہ۔۔

وہ مختصر لفظوں میں اسے اپنی مکمل بات سمجھا دیتا ہے، فائزہ فخر سے اپنے
بیٹے کو دیکھتی ہیں کہ وہ کتنی آسانی سے انہیں الہام کی اہمیت کا احساس
کروا گیا گیا ہے۔ عائزہ ندامت سے سر جھکاتی ہے۔

آء ایم سوری بھائی ... عائزہ کہتی ہے۔

حالات کچھ بھی ہو جائیں۔۔ انسان کھڑا رہتا ہے۔

پر انسان وہاں ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے، جس لمحے اس کے اپنے اس پر
آواز اٹھانے لگیں۔۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا اور اپنا دل الہام کی
جانب سے صاف کرلو۔

کیونکہ تمہارا بھائی ان سے شادی کا خواہش مند ہے وہ نہیں۔۔ وہ کہتا

اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتا ہے، عائزہ اسے دیکھ کر اقرار میں سر
ہلاتی ہے، وہ بھی مسکراتا ہے۔ اتنے میں اس کا فون بجتا ہے وہ کال
سننے کے لیے وہاں سے اٹھ جاتا ہے۔

الہام اپنے کمرے میں بیٹھی ہے تب ہی طالب صاحب، آسیہ کے
ساتھ وہاں آتے ہیں۔

الہام کچھ بات کرنی تھی بیٹا تم سے۔۔ وہ بیٹھے ہوئے کہتے ہیں۔
جی بابا۔۔

وہ کہتی باری باری دونوں کو ایک نظر دیکھتی ہے۔

الہام !!

تم میرا مان ہو بیٹا اور مجھے یقین ہے تم میرا مان کبھی ٹوٹنے نہیں دو گی۔
بیٹا ماں باپ کے لیے اس کی اولاد کی شادی، ان کا سب سے بڑا فرض
اور خوشی ہے اور جو کچھ بھی ماضی میں ہوا، ان سب کے بعد ہم ڈر گئے
ہیں اندر سے تمہارے لیے۔۔۔ بے حد اور بہت فکر مند ہیں کہ پتہ نہیں
پھر کہیں دوبارہ۔۔۔ کم ظرف اور دو غلے قسم کے لوگوں سے تمہارا واسطہ
نہ پڑ جائے، پتہ نہیں۔۔۔ کون کتنے پردوں میں چھپا نکلے۔
ہم ڈرنے لگے ہیں الہام۔۔۔

وہ الہام کو دیکھتے ہوئے محبت سے کہتے ہیں۔

اور ان سب باتوں کے درمیان اچانک سے آہل کے رشتے آنا۔۔۔ ما
نو ہمارے زخموں پر مرہم جیسا لگ رہا ہے۔ وہ لمحے بھر کورکتے ہیں، وہ
نظریں جھکائیں ان کی باتیں سن رہی ہیں۔

آہل اچھا لڑکا ہے الہام۔

جس پر ہم دونوں آنکھیں بند کر کر بھروسہ کر سکتے ہیں تمہارے حوالے سے۔ اس کے بعد ہمیں کسی چیز کا ڈر اور خوف نہیں رہے گا تمہارے لیے۔۔ وہ ٹھہر کر اپنی بات مکمل کر رہے ہیں۔

تم جانتی ہو۔۔؟

اپنی بیٹی کی رخصتی کرتے وقت ماں باپ دنیا کے سب سے بہادر انسان بن جاتے ہیں، جو اپنے جگر کا ٹکڑا کسی اور کے حوالے کر دیتے ہیں۔۔ لیکن اسی لمحے، وہ دنیا کے سب سے ڈر پوک انسان بھی ہوتے ہیں جو اندر سے اپنی اولاد اور اس کے مستقبل کے لیے اس کی نئی زندگی کے لیے ڈر رہے ہوتے ہیں۔۔

وہ آرام آرام سے کہتے جا رہے ہیں۔

آہل سے شادی کے بعد شاید۔۔ ہم دونوں۔۔۔ وہ آسیہ کی جانب دیکھتے ہیں۔

اس خوف اور ڈر سے آزاد ہو جائیں گے، جس کے کھنور میں پچھلے کچھ
مہینوں سے پھنسے ہیں۔ وہ چند لمحوں کو خاموش ہوتے ہیں۔
لیکن تم پر بھی کوئی زبردستی نہیں ہے بیٹا۔ تم سوچ لو۔ وقت لے لو آرام
سے۔۔ وہ کھڑے ہوتے ہوئے کہتے ہیں وہ بھی کھڑی ہو جاتی ہے۔
جس میں تم خوش رہو۔

وہ اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہتے ہیں، پھر کمرے سے باہر نکل جاتے
ہیں آسیدہ بھی ایک اور امید نظر میں الھام پر ڈال کر باہر چلی جاتی ہیں۔۔

آہل فون سن نے کمرے میں آتا ہے۔ فاطمہ کی کال ہے، وہ فون
اٹھا کر کان سے لگاتا ہے۔

ہاں بھئی ... کیا حال احوال رہا پھر؟ فاطمہ سیدھا سوال داغتی ہیں۔
میں اپنا مقدمہ خود لڑایا ہوں خالہ .. اب فیصلے کا انتظار ہے۔۔
وہ مختصراً کہتا ہے۔

اور مجھے امید ہے کہ جلد یادیر۔۔ فیصلہ تمہارے حق میں ہی آئے گا۔
وہ پر امید لہجے میں کہتی ہیں۔ وہ مسکراتا ہوا فون بند کرتا ہے ۔

آدھی رات کا وقت ہے۔ سب اپنی اپنی تھکاوٹ سے چور ہو کر نیند کی
واد یوں میں گم ہو چکے ہیں، پر الہام کی آنکھوں سے نیند کو سوں دور
ہے۔

آدھر، یہی حال آہل کا بھی ہے، وہ واش روم سے شرٹ اور ٹراؤزر
میں باہر آتا ہے پھر سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کا ڈبہ اٹھا کر بالکونی میں آ
جاتا ہے اور سگریٹ جلا کر پھونکنے لگتا ہے۔

شادی تو کرنی ہے نہ الہام آپ کو؟ تو مجھ سے ہی کر لیں۔۔

بستر پر لیٹے لیٹے الہام کو آہل کی بات یاد آتی ہے۔

تم بعد میں پچھتاؤ گے آہل .. آہل کو الہام کا جملہ اپنے کانوں میں
سنائی دیتا ہے۔ وہ نفی میں سر ہلاتا ہوا مسکراتا ہے۔

پچھتایا غلطیوں پر جاتا ہے، محبت میں تو صرف چاہا جاتا ہے۔۔۔

الہام کو آہل کا اگلا کہا ہوا جملہ سنائی دیتا ہے، وہ بے چینی سے کروٹ
بدلتی ہے۔

ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے پرفیکٹ نہیں ہیں آہل۔۔ ہم ایک
دوسرے کے ساتھ پرفیکٹ کیل بن کر زندگی نہیں گزار پائیں گے۔ وہ

سگریٹ کا کش لگاتا ہوا اس کا اگلا جملہ سوچتا ہے۔

محبت سب کچھ پرفیکٹ کر دیتی ہے لڑکی۔۔ وہ زیر لب کہتا ہوا مسکراتا ہے۔

پرفیکٹ کیل کیا ہوتا ہے الہام؟ انسان اپنے رشتے کو پرفیکٹ خود بناتا ہے۔ وہ سوچتے ہوئے آہل کی باتیں، اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے۔

فضول کے اندیشوں کو اپنے دل میں جگہ دے کر خود کی خوشیوں پر
پہرے مت بٹھائیں۔۔

وہ بے چینی تھے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے، آنکھیں موندے ہوئے
مسلسل آہل کی باتوں کو سوچ رہی ہے۔

آہل پر ہم دونوں آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر سکتے ہیں تمہارے
حوالے سے۔ اس سے شادی کے بعد ہم ہر قسم کے ڈر اور خوف سے
آزاد ہو جائیں گے۔۔ اب وہ طالب صاحب کی کہیں ہوئی بات

سوچتے ہوئے بے چینی سے پہلو بدلتی ہے ۔

ہوگئی ہے آپ سے محبت ۔۔ پتہ نہیں کب، لیکن چاہت بن گئی ہیں
آپ میری ۔۔ وہ اپنا سر ہلکے ہلکے بیڈ کراؤن پر مارتی ہے، جیسے اپنی
الجھنوں کو دور کرنا چاہ رہی ہوں ۔

اسے کیسے ہو سکتی ہے مجھ سے محبت؟؟ وہ سوچتی ہے ۔

آہل واپس کمرے میں آ کر اپنا موبائل اٹھاتا ہے اور میسج لکھ کر سینڈ کرتا
ہے ہوا مسکراتا ہے ۔

وہ سوچ ہی رہی ہے کہ درمیان میں اس کا موبائل بچتا ہے، وہ ہاتھ
بڑھا کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر دیکھتی ہے ۔ اسکرین پر آہل کا
میسج جگمگا رہا ہے، وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے میسج کھول کر پڑتی ہے ۔

وہ ایک شخص جو کم کم میسر ہے ہم کو

آرزو ہے کسی روز وہ سارا مل جائے

وہاں پر یہ شعر جگمگا رہا ہے۔ وہ پڑھ کر موبائل واپس رکھ دیتی ہے اور دوبارہ بیڈ کراؤن سے ٹکا کر آنکھیں موند لیتی ہے۔

صبح ناشتے کی ٹیبل پر آسیہ اور طالب بیٹھے ہیں، جب ہی الہام بھی آتی ہے۔ وہ ان کے ساتھ خاموشی سے ناشتہ کرنے لگتی ہے طالب اپنا ناشتہ ختم کر کر اٹھ رہے ہوتے ہیں، جب الہام انہیں مخاطب کرتی ہے۔

ابو۔۔

وہ پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے واپس بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ اپنی پلیٹ پر نظریں جھکائے ہوئے ہیں۔

آپ بڑی پھپھو کو ہاں کر دیں۔۔ میں تیار ہوں، آہل سے شادی کے لیے .. وہ نہایت ہی آرام سے اپنے لیے نوالہ بناتے ہوئے کہتی ہے۔

وہ حیرت سے اسے اور پھر اس کے ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

آر۔ یو۔ شور؟؟؟

جیسے یقین کرنا چاہ رہے ہوں، وہ صرف سر ہلانے پر اتفاق کرتی ہے۔ آسیہ بیگم اٹھ کر اسے خود سے لگا لیتی ہیں۔ طالب صاحب بھی مسکرا کر اسے دیکھتے ہیں۔

الہام کی رضا مندی کی خبر تینوں گھروں میں جنگل کی آگ کی طرح

پھیل گئی۔ وہ سب اسی شام طالب صاحب کے گھر پر موجود تھے،
فائزہ بیگم نے الہام کو وہیں پر رسمن اپنے کنگن پہنائے۔ سب نے
مشورے کے بعد آنے والے جمعہ کو نکاح اور ہفتے کے دن رخصتی طے
کی تھی۔

سب ہی بڑے اپنی ذمہ داریوں اور تیاریوں میں مصروف ہو گئے جبکہ
تمام کزن ہلہ گلہ اور تفری میں۔۔ جب کہ شور شرابے میں کتنی جلدی
نکاح کا وقت آن پہنچا کسی کو احساس تک نہ ہوا ..

آف وائٹ فرائڈ اور لال دوپٹے میں تیار الہام۔ تمام بڑوں کے
درمیان بیٹھی ہے۔ جب مولوی صاحب اس کے عجب و قبول کروانے
کے بعد وائٹ ہی کرتے پا جامے میں ملبوس آہل کی جانب متوجہ
ہوتے ہیں اور نکاح کو پائے تکمیل تک پہنچا کر دعا کے لیے ہاتھ بلند
کرتے ہیں۔ دعا کے بعد وہ ایک دوسرے کے گلے لگ کر ان کو

مبارکبادیں دیتے ہیں ..

اگلے دن صبح سے ہر طرف گہما گہمی مچھی ہوئی ہے، سب اپنی تیاریوں
میں مصروف ہیں سب کے چہروں سے خوشیاں جھلک رہی ہیں،
الہام لال رنگ کے شرارے میں ملبوس دلہن کے روپ میں بے تحاشہ
حسین لگ رہی ہے .

آہل ایک لمحے کو عائزہ اور شہزاد کے ساتھ سامنے سے انچ کی جانب
آتی ہوئی الہام کو دیکھ کر ساکت ہو جاتا ہے۔ وہ بھی بلیک کلر کی
شیروانی میں کسی ہیرو کم نہیں لگ رہا۔

پانچ فٹ 11 انچ کے قد کا آہل ۵ فٹ ۵ انچ کی الہام کے ساتھ ایک

خوبصورت جوڑی کا منظر پیش کر رہا ہے۔ وہ چند لمحے اپنے برابر میں بیٹھی الہام کی موجودگی پر یقین کرنے میں ہی گزار دیتا ہے۔

کھانا کھل چکا ہے، اسٹیج سے رش کم ہو گیا ہے۔ سب مہمان کھانے کی طرف متوجہ ہیں اور میزبان انہیں کھلانے کی فکر میں۔۔ تب ہی موقع سے فائدہ اٹھا کر آہل ہلکا سا الہام کی جانب جھکتا ہے ..

آپ الہام ہی ہیں نا؟ وہ پوچھتا ہے۔

کیا .. مطلب؟ وہ بنا اسے دیکھے تعجب سے بولتی ہے۔

یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، کہ آپ ہی ہیں۔۔ وہ بے یقینی سے

کہتا ہے، جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔۔ وہ اس کے لہجے کی حرارت

اور لفظوں پر بھی ساختہ اس کی جانب دیکھتی ہے۔ دونوں کی نظریں ملتی

ہیں، وہ فوراً نظریں ہٹا لیتی ہے، چند لمحے خاموشی کی نظر ہوتے ہیں۔

تمہیں لگتا ہے، تم میرے ساتھ ایک خوشگوار زندگی گزار لو گے؟ وہ

نہایت آہستگی سے کہتی ہیں۔

بالکل 100 پرسنٹ۔ وہ اطمینان سے کہتا ہے۔

تم کچھ زیادہ اوور کانفیڈنس کا شکار نہیں ہو رہے؟ وہ پھر کہتی ہے۔

میں محبت کا شکار ہو رہا ہوں۔۔

وہ محبت سے اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔ وہ لمحے بھر کو نظر اٹھا کر اسے دیکھتی

ہے پھر خاموش ہو جاتی ہے، جیسے کچھ کہنے کی اب ہمت نہ بچی ہو۔

میں شاید دنیا کا پہلا دلہا ہوں، جو اسٹیج پر بیٹھ کر اپنی نئی نویلی دلہن کے

خدشات دور کر رہا ہے۔۔ وہ مسکراتا ہوا کہتا ہے، وہ اس کی بات پر سر

جھکا لیتی ہے۔

عائزہ اور فاطمہ رخصتی کے بعد الہام کو آہل کے کمرے میں چھوڑ گئی
ہیں۔ وہ کافی عرصے بعد اس کے کمرے میں آئی ہے۔ ایک بھر پور نظر
پورے کمرے پر دوڑاتی ہے۔ پورا کمرہ پھولوں سے سجا ہوا ہے،
کمرے کی دیواریں آف وائٹ رنگ کی ہیں اور کمرے میں موجود
فرنیچر بھی اس کی میچنگ کی مناسبت سے وائٹ اور گولڈن رنگ کا
ہے۔ فرش پر مہرون کارپٹ اور دروازے کھڑکیوں پر مہرون کلر کے
ہی پردے لٹک کر کمرے کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے ہیں۔
کمرے کی دیواروں پر جابجا آہل کی تصویریں لگی ہوئی ہیں، جن میں
وہ زندگی کی رونقوں سے بھرپور زندگی جیتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ وہ اس کی
تصویروں کو دیکھ کر مسکراتی ہے۔ شاید یہ نکاح کے بولوں کا ہی اثر ہے،
جو دلوں میں محبت ڈال دیتا ہے۔ وہ آج پہلی بار اسے اس تصویر میں
اپنے شوہر کی حیثیت سے دیکھتی ہے، ورنہ سب کچھ اتنا جلدی میں

ہوا تھا کہ اسے ابھی تک کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ وہ بلا
شبہ ایک خوبصورت شخص ہے، وہ اپنے اندر اعتراف کرتی ہے۔ اس
کے دل و دماغ میں ہزار طرح کے اندیشے اور وسوسے اپنے نچے
گاڑے بیٹھے ہیں۔ جن کے زیر اثر وہ ابھی تک کشمکش کا شکار ہے۔
آہل اور الہام سے وہ الہام آہل بن چکی ہے۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے خود
زیر لب اپنا نام بار بار آہل کے نام کے ساتھ دہراتی ہے۔
الہام آہل۔۔۔

جیسے اس بات پر یقین لانا چاہ رہی ہو۔۔۔
تب ہی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر وہ الرٹ ہو کر بیٹھ جاتی
ہے۔ آہل اندر داخل ہوتا ہے، پھر دروازہ لاک کر کے جیسے ہی الہام
کی جانب پلٹتا ہے۔ وہ نظریں ہٹانا بھول جاتا ہے، وہ کتنی ہی دیر ایک
سٹیچو کی مانند کھڑا ہو کر بنا بلکہ جھکائیں اسے اپنے کمرے میں دلہن

کے روپ میں موجود بیٹھے دیکھتا رہتا ہے۔ تو وہ کچھ دیر اس کے انتظار کرنے کے بعد ہلکا سا چہرہ اس کی جانب موڑ کر اسے دیکھتی ہے۔ وہ بنا حرکت کیے اسی طرح کھڑا اس لمحے کو محسوس کر رہا ہے۔ وہ چند لمحے اس کو دیکھتے ہوئے گزار دیتی ہے، مگر وہ اسی طرح کھڑا رہتا ہے۔ آہل ... آخر اسے آہستگی سے پکارتی ہے۔ وہ چونکتا ہوا کسی ٹرانس کی کیفیت سے باہر آتا ہے۔

ہاں .. ہاں۔۔۔ خود کی حرکت پر خود ہی مسکرا کر جیب سے موبائل نکال کر اس پورے منظر کو کیمرے میں قید کر لیتا ہے۔ وہ حیرت سے اس کی حرکت کو دیکھتی ہے۔

وہ آہستگی سے چلتا ہوا سائیڈ ٹیبل تک آتا ہے، وہاں پر موبائل رکھتا ہے پھر دراز کھول کر ایک باکس نکالتا ہے اور آہستگی سے الہام کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ سر جھکائے گود میں موجود اپنے ہاتھوں پر نظریں

جمائے ہوئے ہیں۔

یہ آپ کے لیے .. وہ باکس گھول کر اس کی جانب بڑھاتا ہے وہ نظر اٹھا کر باکس میں موجود چین اور پینڈن کو دیکھتی ہے پھر ایک نظر اسے دیکھتی ہے اور باکس تھام لیتی ہے۔

یہ واقعی آپ ہی ہیں نا؟ وہ پھر سے اپنا کیا ہوا سوال دہراتا ہے، وہ نظر اٹھا کر ایک بار پھر اسے دیکھتی ہیں۔

میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہا نا۔؟

وہ آہل کو تعجب سے دیکھ رہی ہے، آہل کی آنکھوں میں نمی اترتی ہے۔

وہ خاموش رہتی ہے۔ اس کی آنکھیں دیکھ کر اسے کچھ ہوتا ہے، چند

لمحے ایک دوسرے کو ایسے ہی دیکھتے خاموشی سے گزر جاتے ہیں پھر وہ نظریں جھکا لیتی ہے۔

مجھے تم سے کچھ کہنا تھا۔۔۔ وہ نرمی سے نظریں جھکائے کہتی ہے۔

میں جانتا ہوں۔

وہ اسے دیکھتے ہوئے کہتا ہے وہ نظر اٹھا کر سوالی نظروں سے اسے دیکھتی ہے۔

آپ پریشان نہ ہوں۔۔ وہ اٹھ کر کہتا ہوا اپنا موبائل اٹھاتا ہے۔
میں سیلفی لے لوں آپ کے ساتھ؟ وہ بے حد نارمل انداز میں پوچھتا
ہے وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہے جیسے اسے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو
۔ وہ موبائل کا کیمرہ آن کرتا ہے اور اس کے برابر میں آکر بیٹھ جاتا
ہے۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہی ہے۔

الہام ...

وہ اسے کھویا ہوا محسوس کر کہ آواز لگاتا ہے وہ ہوش میں آتی ہے پھر وہ
اپنی اور الہام کی دو تین تصویریں لیتا ہوا مسکرا کر تصویروں کو دیکھ رہا
ہے، جب اسے الہام کی آواز سنائی دیتی ہے۔

تمہیں ... واقعی کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

وہ اس سے اپنے برابر میں بیٹھے آہل کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔ وہ بھی اس کی جانب اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہے، دونوں ایک دوسرے کے بالکل سامنے بیٹھے ایک دوسرے کو تک رہے ہیں۔ ایک یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو دوسرا یقین دلانے کی۔

میں چاہتا ہوں۔ آپ کو بھی محبت ہو جائے مجھ سے۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں بے یقینی کو پڑھتے ہوئے کہتا ہے۔

جتنی مجھے ہونے لگی ہے اتنی نہیں تو،، کم سے کم تھوڑی ہی سہی۔۔ وہ

محبت سے کہتا ہے وہ اس کی آخری بات پر نظریں جھکا لیتی ہیں۔

بھوک لگ رہی ہے یا مجھے۔۔

وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد سنجیدگی سے کہتا ہے۔ وہ

بے ساختہ پلکیں اٹھا کر اسے دیکھتی ہے جیسے اس نے کچھ غلط سن لیا۔

کتنی عجیب بات ہے نا۔ انسان خود اپنی ہی شادی پر صبح سے کھانا
نہیں کھا پاتا۔ وہ سر ہلائے کہتا ہے جیسے بے انتہا افسوس ہوا سے کھانا نہ
کھانے کا۔

آپ نے بھی تو نہیں کھایا ہو گا نا صبح سے کچھ؟
چلیں آرڈر کرتے ہیں کچھ نہ کچھ۔ وہ موبائل نکال کر مطلوبہ چیزیں
ڈھونڈنا شروع کرتا ہے۔

تمہیں۔۔ سچ میں کھانا کھانا ہے؟ وہ آج شاید اسے حیران کرنے کی
پوری پلاننگ کیے بیٹھا تھا۔

ہاں!!

وہ کندھے اچکائے آرام سے کہتا ہے۔ اس کی انگلیاں موبائل پر تیزی
سے کام کر رہی ہیں۔ الہام حیرت سے کبھی اسے اور کبھی اس کے ہاتھ
میں پکڑے موبائل کو دیکھتی ہے۔

ہو گیا آرڈر۔ وہ اپنا موبائل سائیڈ پر رکھتے ہوئے کہتا ہے۔

ایسا کریں۔ آپ بھی چینج کر لیں، میں بھی ایزی ہو جاتا ہوں۔ تب

تک کھانا بھی آ جائے گا۔ پھر سکون سے کھائیں گے۔ وہ اٹھتا ہوا

نارٹل انداز میں اسے کہتا ہے وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی ہے۔ وہ

اب ورڈروب سے اپنے کپڑے نکال رہا ہے۔

الہام۔۔۔! وہ اس کی غیر موجودگی کو محسوس کر کے کپڑے نکالتے ہوئے

اسے آواز دیتا ہے۔

ہاں۔۔۔ وہ چوکتی ہے پھر اپنے کپڑے لیے واش روم میں بند ہو جاتا

ہے۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ تک آتی ہے، خود کوشیشے میں دیکھتی

ہے مسکراہٹ اس کے چہرے کا احاطہ کرتی ہے، پھر وہ اپنی جیولری

اتارنے لگتی ہے۔ وہ شاور لے کر شرٹ اور ٹراؤزر میں باہر آتا ہے۔

جب الہام اپنا سوٹ کیس کھولنے کی کوشش کر رہی ہے، وہ اس کی

جانب بڑھ کر اس کی مدد کرتا ہے پھر اپنے بال خشک کرتا وہ موبائل
چیک کرتا ہے۔ وہ اپنے کپڑے نکالنے لگتی ہے۔

میں رائنڈر سے کھانا لے کر آتا ہوں۔ وہ تولیہ رکھتے ہوئے کہتا ہے اور
باہر نکل جاتا ہے۔ وہ بھی کپڑے اٹھائے واش روم کا رخ کرتی ہے۔
وہ کھانا لے کر واپس آتا ہے تو کمرے میں کوئی نہیں ہوتا، وہ آرام سے
کمرہ لا کر صوفے پر بیٹھ کر کھانا نکال کر لگاتا ہے، اتنے میں الہام بھی
چینج کر کے فرشتی باہر نکلتی ہے۔

جلدی آجائیں بھوک سے مرجاؤں گا میں۔۔ وہ اسے دیکھ کر کہتا ہے۔
وہ بھی تولیہ سائیڈ پر اپنی خاموشی سے آ کر بیٹھ جاتی ہے تو وہ اسے برگر
نکال کر دیتا ہے اور خود بھی کھانے لگتا ہے۔

کھالیں! ٹھنڈا ہو رہا ہے۔۔ وہ اسے خاموشی سے بیٹھا ہوا دیکھ کر کہتا
ہے، وہ کھانا شروع کرتی ہے۔۔

الہام ..!!

ہم دوستی کر لیتے ہیں۔۔ وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کولڈ رنگ کا
سپ لیتے ہوئے کہتا ہے۔

میاں بیوی دوست ہو سکتے ہیں کیا؟ وہ پوچھتی ہیں۔

میاں بیوی کو ہی تو دوست ہونا چاہیے۔۔

وہ ایک دوسرے کے بہترین دوست ثابت ہوں گے۔ وہ فرائز کا
ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔

دوست کون ہوتا ہے۔۔ جس سے انسان اپنا دکھ درد بانٹ سکیں۔ جیسے
اپنے دل کا حال سنا سکیں رائٹ؟ وہ سوالیہ نظروں سے اس سے دیکھتے
ہوئے پوچھنا ہے۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی ہے۔

تو میاں بیوی سے بڑھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے والا کون ہوگا؟ وہ اسے
لا جواب کرتا ہے اور جب میاں بیوی ایک دوسرے کو بنا ہچکچائے

اپنے دل کا حال بتانے لگے تو سمجھیں آپ کا رشتہ ایک پرفیکٹ رشتہ ہے اور وہ ایک پرفیکٹ کیل ہے۔

وہ کہتا جاتا ہے۔ وہ اس کی باتیں سنتی اسے دیکھتی رہ جاتی ہے۔ اس اینگل سے تو اس نے آج تک کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔
چلیں پھر دوستی کی ناہماری؟

وہ الہام کی جانب ہاتھ بڑھاتا ہوا کہتا ہے۔ وہ ایک نظر اس سے پھر اس کے بڑے ہوئے ہاتھ کو دیکھتی ہیں ہوئی ہاں میں سر ہلاتی اس سے ہاتھ ملا دیتی ہے وہ جواباً کھل کے مسکراتا ہے۔

اگلی صبح سب لاؤنج میں بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں۔ جب فاطمہ ایک
لفافہ آہل کی طرف بڑھاتی ہیں۔
یہ لو آہل۔۔

یہ ہماری طرف سے تم دونوں کے لیے شادی کا گفٹ ہے۔ وہ کہتی ہیں
سب ان کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

یہ کیا ہے خالہ؟؟ وہ لفافہ لیتے ہوئے دلچسپی سے پوچھتا ہے۔
کل ولیمے کے بعد کی ٹکٹس ہیں، تم دونوں کے لیے نارڈن ایریاز کی۔
وہ کہتی ہیں، وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔

بس اب فوراً سے تیاری پکڑو۔ وہ مزید کہتی ہیں۔ آہل مسکراتا ہے جبکہ
الہام اس پوری گفتگو میں خاموش رہتی ہے۔

آسیہ اور الہام۔۔

الہام کے گھر میں اس کے کمرے میں بیٹھے ہیں۔ آہل ناشتے کے بعد فائزہ کے کہنے پر الہام کو اس کے گھر لے آیا ہے اور خود باہر بیٹھا طالب سے باتوں میں مصروف ہے۔ الہام اپنی چیزیں سمیٹ رہی ہے۔

الہام!

تمہیں پتہ ہے، میں نے آج تک تمہارے بابا کو اتنا خوش اور مطمئن نہیں دیکھا۔ جتنا میں تمہارے نکاح کے بعد سے دیکھ رہی ہوں۔ وہ الہام کو متوجہ کرتی ہیں۔ وہ پلٹتی ہے، پھر سر ہلاتی اپنے کام میں مصروف ہو جاتی ہے، وہ اپنی ضروری چیزیں پیک کر رہی ہیں۔

لوگ اپنی بیٹی رخصت کرنے کے بعد بے چینی اور گھبراہٹ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ہمیں دیکھو۔۔

ہمارے ساتھ تو الٹا ہو گیا ہے۔ ہم مطمئن ہو گئے ہیں۔۔ وہ مسکراتی ہوئی خوشی سے کہتی ہیں۔

ادھر آؤ، میرے پاس۔۔ وہ الہام کو اپنے پاس بلاتی ہیں الہام خاموشی سے ان کے پاس آ کر برابر میں بیٹھ جاتی ہے۔
تمہیں پتہ ہے الہام۔۔

تمہارے نکاح کے بعد آہل آیا تھا، میرے اور تمہارے بابا کے پاس۔
الہام ان کی بات سن کر چونکتی ہے۔

نکاح کے بعد لڑکے اپنی دلہن سے ملنے جاتے ہیں اور اسے دیکھو
، اپنے ساس سر کو ملنے چلا آیا... پاگل .. وہ اطمینان سے ہنستی ہیں

پتہ ہے اس نے ہم سے کیا کہا؟ وہ الہام کے چہرے کو دیکھتے ہوئے
رکتی ہیں۔ الہام بدستور خاموشی سے انہیں دیکھ رہی ہے۔
اس نے کہا۔ آپ الہام کی طرف سے بے فکر ہو جائیں اور یہ بات
میں، آپ سے آپ کے داماد ہونے کی حیثیت سے خود پر بھروسہ
رکھنے کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔۔۔ بلکہ یہ بات میں آپ کو آپ کے
بیٹے کی حیثیت سے اس پر یقین رکھنے کو کہہ رہا ہوں۔ وہ بتاتی ہیں۔
تم بہت خوش قسمت ہو الہام۔۔۔

میری دعا ہے کہ تم دونوں ہمیشہ خوش رہو۔ وہ اب اس کا ماتھا چومتی
ہوئی کہتی ہیں وہ خاموشی سے انہیں دیکھ رہی ہے۔

تم واقعی جانا چاہتے ہو؟ وہ فرائیڈ رائس کا چمچہ اپنے منہ میں ڈالتے ہوئے کہتی ہے۔

الہام کے گھر سے واپسی پر وہ اسے ڈنر کروانے باہر لے آیا ہے اور اب وہ دونوں ساتھ بیٹھے سمندر کے ڈنر کر رہے ہیں۔ جب وہ کھانے کے دوران اس سے پوچھتی ہے۔

ہاں۔ میں تو کہنے ہی والا تھا آپ سے کہ گھر چل کر پیکنگ کر لیتے ہیں۔ ورنہ کل ولیمہ ہے، بالکل بھی ٹائم نہیں ملے گا۔ وہ بھی کھانے میں مصروف کھانے سے مکمل انصاف کرتے ہوئے آرام سے کہتا ہے۔ وہ بھی دوبارہ کھانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔

الہام!!

وہ کافی دیر خاموشی سے کھانا کھانے کے بعد اسے پکارتا ہے وہ اس کی جانب نظر اٹھا کر دیکھتی ہے۔

کچھ پوچھنا تھا آپ سے ...؟ وہ سنجیدگی سے کہتا ہے۔

کیا؟ وہ بھی اسی طرح سنجیدگی سے جواب دیتی ہے۔ دسمبر کا مہینہ ہے، ہوا میں سردی گھلی ہوئی ہے اور سمندر کی لہروں کا شور ماحول کو بہت خوبصورت بنا رہا ہے۔

چائے پیئیں گی؟

وہ کہتا ہے الہام بے یقینی سے اسے دیکھتی ہیں۔

یہ پوچھنا تھا؟ وہ حیرت اور تعجب سے اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔
پی لیں۔۔۔

ورنہ مجھے اکیلے کافی پینے میں بالکل بھی مزہ نہیں آئے گا۔ اب وہ ویٹر کو اشارے سے بلا کر ارڈر کرتا ہے۔

وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے، پھر گردن موڑ کا سمندر کی طرف رخ کر کے چاند کی ہلکی ہلکی لہروں پر پڑتی ہوئی جھلملاتی روشنی کو دیکھنے لگتی

ہے۔ منظر بے حد خوبصورت ہے، الہام کو اپنی جانب مائل کر رہا ہے
۔ وہ محوسی اس منظر میں کھو گئی ہے۔ جب اسے آہل کی آواز سنائی دیتی
ہے۔

آپ خوش ہیں؟

وہ بے حد آرام سے اس سے مخاطب ہوتا ہے وہ اس کی جانب پلٹتی
ہے۔

کیا؟

اس کی آنکھوں میں حیرت ابھرتی ہے۔ اسے آہل سے اس قسم کے
سوال کی بالکل امید نہیں تھی۔

میں نے پوچھا آپ خوش ہیں؟

وہ ٹھہر ٹھہر کر اپنا سوال دہراتا ہے۔

الہام خاموش سی اسے دیکھ رہی ہے اور سامنے بیٹھا، اس کا شوہر۔۔۔

دنیا کو وہ پہلا شخص تھا جس نے اس سے یہ سوال کیا تھا۔ ورنہ اب تک وہ کسی کے اپنے متعلق اس قسم کے سوالوں سے نہیں ٹکرائی تھی، جو صرف اس کی ذات، اس کی خوشیوں کے متعلق ہو۔۔

وہ چند لمحے سمجھ ہی نہیں پاتی کہ وہ کیا کہے۔۔ پھر وہ سچ بولنے کا فیصلہ کرتی ہے۔

پتہ نہیں۔۔ وہ آہستگی سے نظریں جھکائے کہتی ہے۔ وہ خاموشی سے چہرے پر سنجیدگی سجاے اسے دیکھ رہا ہے۔

پر میں مطمئن ہوں۔۔ وہ پلکے اٹھا کر اسے دیکھتی ہے، وہ بے ساختہ مسکراتا ہے۔

آپ مطمئن ہیں!!

میرے ساتھ۔۔۔ بہت ہے۔

وہ چہرے پر مسکراہٹ سجاے کہتا ہے۔

تمہیں برا نہیں لگا؟

وہ اپنے اندر ابھرتی ہوئی حیرانگی کے زیر اثر اس سے پوچھتی ہے۔
مجھے اچھا لگا کہ آپ نے سچ کہا، مطلب آپ بھروسہ کرنے لگی ہیں،
مجھ پر۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

اتنے میں ویٹر اس کی کافی اور الہام کی چائے لے آتا ہے، اب وہ
دونوں اپنے اپنے مشروب میں چینی گھول رہے ہیں۔

انسان کا خوش ہونا اچھا ہے، پر انسان کا مطمئن ہونا بہت اچھا ہے۔ وہ
آرام آرام سے کافی میں چمچ چلاتے ہوئے کہتا ہے۔

کیونکہ خوشی عارضی ہوتی ہے۔ کچھ عرصے کی، چند لمحوں کی۔۔ پر

اطمینان دائمی ہوتا ہے۔ ہمیشہ دل میں بس کر ساتھ رہنے والا۔ وہ

نظریں کافی پر جمائے ہوئے کہتا ہے۔

بہت اچھا ہے کہ آپ، میرے ساتھ مطمئن ہیں۔ وہ ایک نظر اٹھا کر

الہام کو دیکھتے ہوئے کافی کا گھونٹ بھرتا ہے۔ وہ اسے دیکھتی رہ جاتی ہے۔

یہ کس قسم کا شخص ہے؟ یہ کیا شخص ہے؟؟
وہ حیرت سے سوچتی ہے۔

جس کی بیوی اس کے منہ پر کہہ رہی ہے کہ وہ اس کے ساتھ خوش نہیں بلکہ مطمئن ہے اور وہ اس بات پر خوش ہو رہا ہے۔۔ عجیب شخص ہے۔
الہام حیرت سے اسے تکے جا رہی ہے

اگلے دن ولیمے کا فنکشن بھی بے انتہا خوشگوار یادیں اپنے اندر سموئے
اختتام پذیر ہوتا ہے۔ ولیمے پر آہل نے لائٹ گرے کلر کا سوٹ پہنا

تھا اور الہام نے لائٹ پر پرل رنگ کی خوبصورت سی میکسی دونوں ہی
اپنی اپنی جگہ خوبصورتی میں ایک دوسرے کو مقابلہ دے رہے تھے۔
سب کے چہروں پر خوشیوں کے ساتھ ساتھ اطمینان جھلکتا ہوا انہیں
حسین بنارہا تھا ۔

اگلے دن دونوں ایئرپورٹ کے لیے تیار ہو رہے ہیں جب فائزہ ان
کے کمرے میں آتی ہیں۔

سب رکھ لیا بیٹا وہ نظر دوڑاتی ہوئی کہتی ہیں۔

جی امی وہ کہتے ہوئے ان کے گلے لگتا ہے وہ بھی مسکراتی ہیں۔

میں گاڑی میں سامان رکھتا ہوں آجائیں آپ دونوں وہ سوٹ کیس

اٹھاتا ہوا باہر نکل جاتا ہے۔

الہام ... وہ اسے پکارتی ہوئی اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں جو اپنے بیگ
میں سامان رکھ رہی ہے

جی پھپھو۔۔ وہ بیگ وہیں چھوڑتی ہوئی ان کی جانب بڑھتی ہے۔

مجھے پتہ ہے الہام کے آہل سے تمہیں کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ مجھے

یقین ہے اس بات کا کیونکہ وہ ہے ہی ایسا۔۔ وہ اس کے دونوں

ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر محبت سے کہتی ہیں۔

سب کا خیال کرنے والا، چھوٹی چھوٹی باتوں میں خوش ہو جانے والا،

خوشیاں ڈھونڈنے والا۔۔ وہ فخر سے اسے بتاتی ہیں۔

لیکن، اگر پھر بھی تمہیں۔۔ اس سے کوئی شکایت ہو تو تم بلا جھجک مجھے

پکار سکتی ہو۔۔ میں ہمیشہ تمہارے لیے یہاں موجود ہوں۔ وہ مان

سے اسے گلے لگاتی ہیں وہ مسکراتی ہوئی سر ہلاتی ہے۔

اچھا چلو اب دیر ہو جائے گی ورنہ۔۔ وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہتی ہیں، وہ بھی آگے بڑھ کر بستر سے اپنا بیگ اٹھا کر اسے بند کرتی ہوئی ان کے ساتھ کمرے سے نکل جاتی ہے۔ آہل لاونج میں سب کے ساتھ موجود ہے۔ وہ دونوں سب سے مل کر الوداع کرتے ہیں۔

جاؤ اور خوب سارا انجوائے کرو۔۔ علی صاحب کہتے ہیں۔ وہ سب سے ملتے ہوئے باہر نکل کر ایئر پورٹ کی جانب بڑھ جاتے ہیں۔

وہ اسلام آباد ایئر پورٹ پر اترنے کے بعد چند گھنٹوں کی ڈرائیو کے بعد مری کے ایک خوبصورت سے ہوٹل میں پہنچ کر کمرے میں اپنا

سامان رکھ رہے ہیں اس کے بعد آہل فریش ہونے چلا جاتا ہے۔ وہ
باہر آتا ہے تو الہام فریش ہونے جاتی ہے۔ آہل اپنے سامان میں
کچھ ڈھونڈ رہا ہے۔ الہام واش روم سے باہر نکلتی ہے تو اسے کچھ
ڈھونڈتا ہوا پاتی ہے۔

کچھ ڈھونڈ رہے ہو؟ وہ آہل کو اپنا سامان الٹ پلٹ کرتا ہوا دیکھ کر
پوچھتی ہے۔

ہاں! وہ پلٹتا ہے۔

میں شاید دواؤں کا باکس رکھنا بھول گیا ہوں۔ وہ یاد کرنے کی کوشش
کرتا ہے۔

ہمیشہ ٹریول کرتے ہوئے رکھتا ہوں۔۔۔ پتہ نہیں آج کیسے بھول گیا۔
وہ آہستگی سے کہتا ہے۔

دوائیں؟ کیا ہوا ہے خیریت۔۔؟

وہ ایک نظر سارے سامان پر ڈالتے ہوئے اسے دیکھ کر پوچھتی ہے۔
سر میں بڑا شدید درد ہو رہا ہے۔ وہ سر کو ہلاتے ہوئے کہتا ہے۔
تمام ضروری دوائیں ہمیشہ ساتھ رکھتا ہوں میں، پتہ نہیں کس طرح
بھول گیا، وہ افسوس سے کہتا اپنا سر سہلاتا ہے۔
زیادہ درد ہے؟ وہ پوچھتی ہے۔

ہاں۔۔

شاید پچھلے پچھلے کچھ دنوں سے نیند صحیح سے پوری نہ ہونے کی وجہ اور پھر
ٹریولنگ سے ہو گیا ہے۔ وہ بیڈ پر بیٹھتا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں سے
سر کو مسلتا ہے۔ الہام کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی ہے۔

میں دبا دوں سر؟ وہ اپنے ہونٹوں کا کنارہ دانتوں سے کاٹتے ہوئے
کہتی ہے، وہ نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتا ہے۔

کافی سالوں سے کسی نے سر نہیں دبایا میرا۔۔ مجھے نہیں پتہ اثر ہو گا یا

نہیں۔ وہ صاف گوئی اور بیچارگی سے کہتا ہے۔

تم لیٹ جاؤ۔ میں دبا دیتی ہوں۔۔ وہ بنا اسے دیکھے ہاتھوں میں
پکڑے تو لیے کو صوفے پر پھیلاتے ہوئے کہتی ہے اور اس کے بعد
اس کے پاس بیڈ پر سر ہانے جا کر بیٹھ جاتی ہے، وہ بھی تکیے سے سر
ٹکائے لیٹ جاتا ہے، الہام ایک لمحے کو جھجکتی ہے پھر اپنا ہاتھ اس کے
سر کی جانب بڑھاتی ہے وہ آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ الہام کے ہاتھوں
کا لمس اسے اپنے ماتھے پر محسوس ہوتا ہے، اس کے چہرے پر ہلکی سی
مسکراہٹ آتی ہے جیسے روکنے کی وہ بھرپور کوشش کرتا ہے۔ الہام کا
ہاتھ اس کے ماتھے سے ہوتا ہوا اس کی بالوں تک جاتا ہے، پھر واپس
ماتھے تک آ جاتا ہے۔ الہام اسی اعمال کو دہراتے ہوئے سرد بانے لگتی
ہے۔ الہام کا سرد بانا اسے سکون پہنچا رہا ہے، وہ اسے محسوس کرتے
کرتے نہ جانے کب نیند کی وادیوں میں کھو جاتا ہے۔ الہام کچھ دیر

سردبانے کے بعد اس کا سونا محسوس کرتے ہوئے اپنا ہاتھ ہٹا لیتی ہے
پھر وہ بے اختیار آہل کے چہرے کو دیکھنے لگتی ہے۔ وہ کتنا پرسکون سوتا
ہے اسے رشک آیا تھا آہل پر۔۔ وہ اسی طرح اسے دیکھتے دیکھتے بیڈ
کراؤن سے سرٹکا دیتی ہے۔

=====

علی آپ کو لگتا ہے آہل اور الہام خوش ہیں؟ فائزہ اپنے کمرے میں
کتاب پڑتے ہوئے علی سے پوچھتی ہیں۔
ابھی تو چند دن بھی نہیں ہوئے بیگم ان کی شادی کو۔۔ ذرا وقت دیں
انہیں۔ وہ بنا کتاب سے نظریں ہٹائے صفحہ پلٹتے ہوئے کہتے ہیں۔
یہ بھی ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔ پر کیا کروں ماں ہوں نا۔۔ وہ مسکرا کر

کہتی ہیں۔

مجھے لگتا نہیں۔۔ پورا یقین ہے فائزہ بیگم اپنے آہل پر۔ اب وہ کتاب بن کر کے ان کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔

وہ بہت جلد الہام کے دل میں اپنے لیے جگہ بنا لے گا۔ آپ دیکھیے گا۔ وہ بڑے مان سے کہتے ہیں۔

وہ ہے ہی ایسا۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال کرنے والا یہاں تو لوگ بڑی سے بڑی بات پر بھی دوسروں کا احساس نہیں کرتے۔

اور پتہ ہے؟ جو لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو محسوس کرتے ہیں، سامنے والے کا خیال کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کے دلوں میں بہت جلدی جگہ بنا لیتے ہیں اور بڑی ہی کوئی پکی جگہ بناتے ہیں۔ وہ آرام آرام سے کہتے ہیں۔

اور پھر الہام تو بیوی ہے اس کی اب!

پھر کیسے ممکن ہے، وہ آہل کی اچھائیوں سے بے خبر رہے؟ وہ مسکرا کر کہتے ہیں فائزہ بھی مسکراتی ہاں میں سر ہلاتی ہیں ۔
اور ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں؟ ہم ابھی اس طرح ان کی خوشی ہی اور غم کو جج نہیں کر سکتے۔ یہ غلط ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں فائزہ بھی سر ہلاتے ہوئے ان سے متفق نظر آتی ہیں۔

آہل کی آنکھ کھلتی ہے تو اس کے کمرے میں اندھیرا محسوس ہوتا ہے وہ گھڑی کی طرف نظر ڈالتا ہے۔ کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی ہے وہ وقت دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے، پھر الہام کی تلاش میں نظریں دوڑاتا ہے وہ اسے صوفے پر بیٹھی ہوئی سوچوں میں گم نظر آتی ہے۔ وہ جھٹکے سے اٹھ

کر بیٹھ جاتا ہے۔

میں اتنی دیر سو گیا۔۔ وہ کھڑا ہوتے ہوئے حیرانگی سے اپنی چپل پہنتا ہے۔

آپ نے اٹھایا بھی نہیں مجھے، آپ کو اٹھا دینا چاہیے تھا۔۔ وہ اب اٹھ کر اپنا موبائل اٹھاتا ہے تب ہی الہام صوفے سے اٹھتی ہوئی لائٹ آن کرتی ہے۔

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ وہ کہتی ہے۔

پھر بھی۔۔ آپ اکیلی بیٹھی رہیں، مجھے خیال کرنا چاہیے تھا۔ وہ افسوس سے کہتا ہوا سر ہلاتا ہے۔

کچھ کھایا پیا بھی نہیں ہوگا آپ نے؟ وہ سوال کرتا ہے پھر بنار کے خود ہی بولنے لگتا ہے۔

ایسا کریں آپ کھانا آرڈر کریں۔ جب تک میں فریش ہو کر آتا ہوں

وہ کہتا ہوا واش روم کی جانب بڑھتا ہے۔

وہ واپس نکلتا ہے تب ہی کھانا لے کر ویٹر بھی آ جاتا ہے، وہ دونوں خاموشی کے ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔

چلیں واک پر چلتے ہیں، واپسی پر کافی بھی پی لیں گے۔۔ وہ کھانا ختم کرتے ہوئے کہتا ہے۔

نہیں۔ ہم کہیں نہیں جا رہے، وہ برتن سمیٹ کر ایک طرف لگاتی ہے۔ کیوں؟ وہ اسے دیکھتا ہے۔

کیونکہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ آرام سے بنا اسے دیکھے کہتی ہے۔

میں ٹھیک ہوں اب۔ وہ کہتا ہے۔

لیکن ہم پھر بھی نہیں جا رہے، تمہیں آرام کرنا چاہیے۔ اب وہ اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

آپ رعب جمع رہی ہیں مجھ پر؟ وہ آنکھیں سکیڑ کر کہتا ہے۔

تو کون سا پہلی بار ایسا کر رہی ہوں میں؟ وہ ایک انیئر واٹھا کر سوالی انداز میں کہتی ہے، اس کے چہرے پر مسکراہٹ آتی ہے۔

چلیں پھر یہیں چائے اور کافی منگوا لیتے ہیں۔ وہ کمرے میں موجود فون ملاتا ہے اور آرڈر کرتا ہے کچھ دیر میں ویٹر چاہے اور کافی لے کر آتا ہے اور کھانے کے برتن واپس لے جاتا ہے۔

ٹھنڈ میں کافی کا اپنا ہی مزہ ہے۔ وہ ایک چسکی لیتے ہوئے کہتا ہے وہ بھی اپنا کپ ہونٹوں سے لگاتی ہے۔ وہ ایک ہاتھ میں کافی تھا مے دوسرے سے موبائل استعمال کرنے میں مصروف ہے جب اسے الہام کی آواز سنائی دیتی ہے۔

تم اتنے اطمینان سے پرسکون نیند کیسے سو جاتے ہو آہل؟ وہ اپنے کپ پر نظریں جمائے ہوئے بنا اسے دیکھے پوچھتی ہیں۔

کیونکہ میں اپنے دل پر کوئی بوجھ نہیں رکھتا اور جن کے دل بوجھوں سے
آزاد ہوں وہ بے فکری اور سکون کی نیند سوتے ہیں۔ وہ ہلکا سا
مسکراتے ہوئے کہتا ہے وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے۔ یہ شخص اسے
حیران کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا ..

اگلے دن صبح وہ دونوں گھومنے کی غرض سے باہر نکل جاتے ہیں۔ وہ
مختلف جگہوں پر گھومتے پھرتے ہیں پھر واپسی پر وہ ایک ریسٹورنٹ
میں ڈنر کرنے کیے لیے رکتے ہیں۔ ڈنر سے فارغ ہو کر وہ ریسٹورنٹ
سے باہر نکل رہے ہوتے ہیں، جب وہاں یونیورسٹی کے لڑکے لڑکیوں
کا ایک پورا گروپ جو گھومنے کی غرض سے وہاں آیا تھا، دروازے

سے اندر داخل ہوتا ہے۔ جسے دیکھ کر آہل بہت آہستگی سے الہام کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر دروازے کی جانب بڑھنے لگتا ہے۔ الہام کو جھٹکا لگتا ہے۔ وہ ایک نظر پہلے آہل کے ہاتھوں میں تھاے اپنے ہاتھ کو دیکھتی ہے۔ پھر آہل کو۔۔ جو بہت آرام سے سب کے درمیان سے راستہ بناتا ہوا، اسے اپنے ساتھ لیے آگے بڑھ رہا ہے۔ وہاں موجود لوگ اسے اس کے ساتھ دیکھ کر بڑی سہولت اور آرام کے ساتھ راستہ دے رہے ہیں۔

آہل نے آج پہلی بار اس کا ہاتھ تھاما تھا اور الہام کو اس بات کا بخوبی احساس ہوا تھا کہ بھیڑ میں انجان لوگوں کے درمیان اس کا اس طرح ہاتھ تھا منا اسے سب کی نظروں میں اچانک معتبر کرنے کے ساتھ ساتھ تحفظ کا احساس بھی دے گیا تھا۔

شوہر کا ساتھ عورت کے لیے دنیا کا سب سے مضبوط اور خوبصورت

حفاظتی حصار ہوتا ہے۔

اسے بے ساختہ کہیں پر پڑھی ہی ہوئی بات یاد آتی ہے اور آج شاید وہ اس بات سے پوری طرح متفق ہوئی تھی اپنے دل کے کسی کونے میں۔
وہ خاموشی کے ساتھ اس کے پیچھے چلتی رہتی ہے۔

=====

آسیہ لان میں پودوں کو پانی دے رہی ہیں جب طالب صاحب ان کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں آتے ہیں۔

آسیہ آپ کی بات ہوئی ہے الہام سے؟ کیسی ہیں وہ خیریت سے پہنچ گئے نا۔ وہ بنا کسی تمہید کے سیدھے مدے پر آتے ہیں۔

بات تو نہیں ہوئی البتہ میں نے میسج چھوڑا تھا، خیریت کا تو جواب میں

خیریت کا ہی میسج بھیجا تھا اس نے۔ وہ پودوں سے پیلے پتے توڑتے ہوئے کہتی ہیں۔

بات نہیں ہوئی؟ پ کی وہ پوچھتے ہیں۔

میں نے بات کرنی مناسب نہیں سمجھی، اب جسے اس کا خیال کرنا چاہیے وہ ہے اس کے ساتھ تو ہمیں فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اپنے کام میں مشغول جواب دیتی ہیں وہ مسکراتے ہوئے جواب بن سر ہلاتے ہیں جیسے ان کی بات پر محفوظ ہوئے ہوں۔

وہ واپس آ کر فریش ہوتے ہوئے واش روم سے نکلتی ہے تو آہل کولیپ ٹاپ پر مصروف پاتی ہے۔ وہ اپنی شال اٹھا کر اسے اپنے گرد اچھی

طرح لپیٹتے ہوئے بالکونی میں آ جاتی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی اس کے
چہرے پر لگتی ہوئی ہوا اور ارد گرد پہاڑوں کا خاموش ماحول اسے چند
لمحوں کے لیے ہر چیز سے غافل کر دیتا ہے۔ اسے اپنے اندر سکون
اترتا ہوا محسوس ہوتا ہے وہ اس منظر میں کھوسی جاتی ہے، اسے سردیاں
پسند ہیں۔ وہ ٹھنڈ کی خوشبو کو آنکھیں بند کیے اپنے اندر اتارنے لگتی ہے
تبھی آہل وہاں آتا ہے۔ وہ چند لمحے بنا آواز کیے اسے دیکھتا رہتا ہے
جو آنکھیں بند کیے دنیا و مافیاء سے بالکل بے خبر کسی اور ہی دنیا کی کوئی
باسی لگ رہی ہے۔ اب وہ اس کے سامنے کھڑا ہو کر ریلنگ سے ٹیک
لگائے اسے دیکھنے لگتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کیے اسی طرح کھڑی ہے
چند لمحوں بعد وہ ایک لمبی سانس لے کر آنکھیں کھولتی ہے۔ جب آہل کو
اپنے سامنے دیکھ کر ٹھٹکتی ہے، پھر اگلے ہی لمحے نارمل ہوتی ہے۔ وہ بھی
اپنے دونوں ہاتھوں کو رگڑتا ہوا مڑ کر ریلنگ سے ٹکا دیتا ہے اور اپنے

ارد گرد کا جائزہ لینے لگتا ہے ۔

مجھے ... تم سے کچھ پوچھنا ہے۔۔ وہ خاموشی سے بنا اسے دیکھیں
کہیں دور پہاڑوں پر نظریں جمائے کہتی ہے۔

ہاں بولیں۔۔ وہ اسی طرح بالکونی سے باہر جھانکتے ہوئے کہتا ہے۔
تم .. کیا؟ وہ اٹکتی ہے، وہ ایک لمحے کو رکتا اسے سمجھنے کی کوشش کرتا
ہے۔

میں کہہ رہی تھی کہ تم۔۔۔ وہ پھر رکتی ہے۔

تم کیا واقعی؟ وہ ایک بار پھر جھجکتے ہوئے رک جاتی ہے۔ جب اسے
آہل کو بے ساختہ قہقہا سنائی دیتا ہے۔ وہ حیرت سے اس کی جانب نظر
اٹھا کر دیکھتی ہے۔

ہاں الہام۔۔! وہ اس کی جانب پلٹتا ہے اس کے بالکل سامنے کھڑا ہو
جاتا ہے۔

میں۔۔ میں واقعی محبت کرتا ہوں آپ سے۔ اب وہ بے انتہا پیار سے
اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

اور یہ محبت دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے۔۔

وہ مزید کہتا ہے، وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی ہے وہ سمجھ نہیں پائی تھی
کہ اس کی کچھ بولنے سے پہلے ہی، یہ شخص کیسے ہیں اس کی بات سمجھ
لیتا ہے؟ وہ جان نہیں پائی تھی، مگر وہ حیران تھی۔

مجھے آپ سے بے حد محبت ہے الہام۔۔

وہ دوبارہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہتا ہے وہ نظریں جھکا لیتی
ہے۔

اور آپ کو بھی ہے۔۔

اب وہ آہستگی سے بالکل ہلکا سا اس کی جانب جھکتا ہوا اس کے کانوں
کے پاس رازداری سے کہتا ہے۔ وہ نظریں اٹھا کر بے یقینی اسے

دیکھتی ہے جیسے اس نے بہت ہی کوئی فضول بات کی ہو۔

یقین کریں۔۔ آپ کو بھی ہے، مگر ابھی آپ اس کو پہچانتی نہیں ہیں۔
وہ نہایت آرام سے بدستور اسے دیکھتے ہوئے کہتا جا رہا ہے الہام کی
آنکھوں میں بے یقینی اترتی جا رہی ہے۔

کیونکہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ ایک بیوی کے دل میں اس کے شوہر
کے لیے محبت نہ ڈالے۔۔ اب وہ اس کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں
میں لیتا ہے۔ الہام کوئی رد عمل نہیں دیتی چپ چاپ اس کے ہاتھوں
میں اپنے ہاتھوں کو تک رہی ہے۔

پتہ ہے!! نکاح کے بولوں میں بے انتہا طاقت ہوتی ہے۔ وہ بھی اب
اس کے ہاتھوں پر نظر جمائے کہتا ہے۔

نکاح میں ایک دوسرے کو قبول کرنے کے ساتھ ہی میرا رب دونوں
میاں بیوی کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت اتار دیتا ہے۔

اب وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا کہتا ہے وہ بدستور جھکی پلکیں لیے کھڑی ہے۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں نامحبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے۔ ٹھیک ٹھیک کہتے ہیں۔ وہ ہو جاتی ہے۔

نکاح کے بعد تو واقعی خدا کی طرف سے ایک دوسرے کے لیے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے، ہاں وہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی ضد، انا اور دوسرے دنیاوی مصلوں میں الجھ کر اسے کھودیتے ہیں، اسے چھوڑ دیتے ہیں، اس پر گرد جمنے دیتے ہیں۔۔

وہ ایک لمبی سانس لے کر کہتا ہے پھر چند لمحوں کو رک کر اسے دیکھتا ہے۔ وہ بھی اس کی خاموشی کو محسوس کرتی ہوئی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔ جیسے اس کی باتیں سننا الہام کو اچھا لگ رہا ہے۔

تو پھر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے دل میں میرے لیے محبت نہ ڈالی

گئی ہو؟ اب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر محبت سے کہتا ہے۔

پرا بھی آپ اسے سمجھی نہیں ہیں۔ آپ کو وقت لگے گا اور یقین کریں
جس دن آپ جان جائیں گے نا اپنے دل میں موجود محبت کو۔ آپ
کو اپنا آپ بہت معتبر لگے گا۔ وہ مزید کہتا ہے۔
میاں بیوی کی محبت ایک دوسرے کو معتبر کرتی ہے۔
وہ مسکراتے ہوئے بولتا ہے۔

آپ کو پتا ہے مجھے کب احساس ہوا کہ مجھے آپ سے محبت ہے؟ اچھی
لگتی ہے آپ مجھے۔۔ وہ پوچھتا ہے اور وہ خالی نظروں سے اسے
دیکھتی ہے۔

جس دن آپ کے گھر رشتہ لے کر وہ لوگ آئے تھے۔ پتہ نہیں ایسا کیا
نظر آیا تھا مجھے اس ایک پل میں۔۔ کیا تھا آخر۔۔ میں خود بھی سمجھ نہیں

پایا۔ پر ا مجھے احساس ہو گیا تھا کہ محبت ہے آپ سے اور پھر مجھے لگا کہ میں وقت کیوں ضائع کروں؟ میں نے اسی رات امی اور بابا سے آپ کے بارے میں بات کی تھی۔ وہ اسی طرح الہام کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں محسوس کرتے ہوئے شاید آج اسے ساری دل کی باتیں کہنے کا ارادہ کیے بیٹھا تھا، وہ بھی خاموشی سے اس کی باتیں سنی جا رہی تھی یا شاید وہ بھی سب جاننا چاہ رہی تھی، اس نے آہل کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نکالنے کی بالکل کوشش نہیں کی تھی۔

شاید اللہ کو ہمیں ایک رشتے میں باندھنا تھا، اس لیے مجھے آپ کی محبت میں مبتلا کر دیا۔ وہ اب مسکرا کر کہتا ہے۔

مجھے بے حد محبت ہے الہام آپ سے .. اب وہ اس کا ہاتھ اٹھا کر اپنے دل کے مقام پر رکھتا ہوا اس کی جانب دیکھتا ہے وہ نظریں جھکا لیتی ہے، پھر وہ ایک قدم آگے بڑھاتا ہوا اس کی جانب ہلکا سا جھکتا

ہے۔

اور مجھے آپ کی محبت کو پہچاننے کا انتظار ہے۔۔ وہ آہستگی سے کہتا اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتا ہے الہام اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے ہونٹ نیچتی ہے، وہ پیچھے ہو جاتا ہے۔

ٹھنڈ بڑھ رہی ہے اب اندر چلیں۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے کی جانب مڑتا ہے وہ بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑتی ہے۔

عائزہ غصے سے پیر پٹختی گھر کے اندر داخل ہوتی ہے۔ لاونچ میں موجود علی اور فائزہ اس کو حیرت سے دیکھتے ہیں، وہ غصے میں اپنا بیگ اتار کر صوفے پر پھینکتی ہے۔

کیا ہوا خیریت تو ہے؟ اس سے اس طرح دیکھتے ہوئے پوچھتی ہیں۔
مت پوچھیں کہ کیا ہوا ہے مجھے اتنی انسلٹ ہوئی آج میری دوستوں
کے سامنے۔۔ وہ غصے پر صوفے پر بیٹھی ہوئی کہتی ہے۔
کچھ بتاؤں گی بھی کہ ہوا کیا ہے عائرہ؟ علی صاحب تحمل کا مظاہرہ
کرتے ہوئے پوچھتے ہیں۔

کیا ہوا۔۔ میری میٹ اپ تھی آج دوستوں کے ساتھ۔ میں نے
جہانگیر کو کہا مجھے ڈراپ کر دو۔ وہ مجھے لے کر نکلا ہم آدھے راستے میں
تھے گاڑی خراب ہو گئی۔۔ وہ غصے میں جھنجھلا کر کہتی ہے۔
کتنی بار کہہ چکی ہوں میں اس سے کہ نئی گاڑی لے لے مگر نہیں۔۔ وہ
جناب کہتے ہیں ابھی نئی نئی جاب ہے میری میں نئی گاڑی افورڈ نہیں کر
سکتا۔۔ وہ منہ بنا کر کہتی ہے۔

جبکہ علی اور فائدہ افسوس سے ایک دوسرے کو اور پھر عائرہ کو دیکھتے

ہیں۔

اور اوپر سے خراب گاڑی کے ساتھ روڈ پر میری دوست نے بھی دیکھ لیا
مجھے مت پوچھیں کتنی انسلٹ فیل ہوئی ہے مجھے آج اس کی وجہ سے
۔ وہ مزید کہتی ہے۔

کیا ہو گیا ہے عازہ؟؟ گاڑی ہے ہو جاتا ہے کبھی کبھی ایسا۔۔۔ اتنا
بھی کون سی بڑی بات ہے۔ علی صاحب اسے سمجھانے کی کوشش
کرتے ہیں۔

ہمیشہ ہی سب ہوتا ہے ابو۔۔

تنگ آگئی ہوں میں۔ سب نے کتنا مذاق اڑایا میرا جانتے بھی ہیں
آپ۔۔ وہ بنار کے کہتی چلی جاتی ہے۔

تم اتنی سی بات پر اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو عازہ؟؟ فائزہ چڑھ کر کہتی
ہیں۔

آپ کو کیا امی انسلٹ تو مجھے فیل کرنی پڑی نا کہ عائرہ کو دیکھو ایک
ڈھنگ کی گاڑی تک نہیں ہے اس کے پاس۔۔۔ وہ اونچی آواز میں
کہتی ہے اپنا بیگ اٹھاتی ہے کمرے کی طرف بڑھ جاتی ہے۔
علی میری سمجھ نہیں آتا میں کس طرح سمجھاؤں اس کو؟ وہ دونوں ہاتھوں
میں اپنا سر تھامے پریشانی میں صوفے پر بیٹھی علی صاحب ہیں علی
خاموشی سے انہیں دیکھتے ہیں ۔

وہ دونوں سیر و تفریح کی نیت سے نکل گئے تھے۔ اب وہ پہاڑوں کے
درمیان ایک خوب بے انتہا خوبصورت جگہ پر جہاں ہر طرف درخت
اور گھانس ہے ساتھ ساتھ کہیں دور کسی دریا کا بہتا ہوا پانی اس طرف آ

نکلا ہے، وہ وہاں پانی کے کناروں پر بنے چھوٹے چھوٹے ڈھابوں
کی بچھائی گئی چارپائیوں میں سے ایک چارپائی پر بیٹھے ہیں پانی
چارپائیوں کے پیروں کو چھوتا ہوا آگے بہتا جا رہا ہے۔ وہ اپنے پیر
پانی میں ڈالے چارپائی پر بیٹھے گرم گرم چائے کافی اور پکوڑوں سے
لفظ اندوز ہو رہے ہیں۔ ارد گرد کا ماحول اس قدر حسین اور دلفریب
ہے کہ بندہ زندگی کی تمام الجھن اور پریشانیاں بھول کر خدا کی قدرت
میں کھو جائے۔

تم بالکل چائے نہیں پیتے؟ وہ چائے کا ایک گھونٹ بھرتے ہوئے اس
کی جانب دیکھتی پوچھتی ہے۔

وہ سر نیچے جھکائے پانی میں موجود اپنے پیروں سے کھیل رہا ہے جیسے
کوئی چھوٹا بچہ ہو۔

پہلے پیتا تھا، پھر جب یہاں سے گیا تو مجھ سے کبھی اچھی چائے بنی ہی

نہیں۔۔ وہ مستقل اپنے پیروں کو دیکھتے ہوئے کندھے اچکا کر کہتا ہے، وہ اس کے پیروں پر نظر ڈالتی ہے۔ جینز کو گھٹنوں تک فولڈ کیے ٹخنوں سے تھوڑے اوپر اتارے پانی میں۔۔ وہ اپنے دونوں پاؤں ڈالے بچوں کی طرح پانی اور پیروں سے کھیلنے میں مصروف ہے۔ الہام کے چہرے پر مسکراہٹ ابھرتی ہے۔

تم چائے اس لیے نہیں پیتے کہ تمہیں چائے بنانے نہیں آتی؟ وہ اب اس کے پیروں سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔

سچ کہوں تو ہاں۔۔ اب وہ بھی اپنے پیروں سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھتا ہے۔

مطلب تمہیں کافی پسند نہیں ہے۔ تم مجبوراً پیتے ہو؟ وہ دونوں ہاتھوں میں چائے کا کپ تھامے اسے دیکھ رہی ہے۔

جب کبھی انسان کو اپنی پسند کردہ چیز میسر نہ ہو تو اسے خود کے پاس

موجود چیز کو ہی اپنی پسند بنالینا چاہیے۔ اس طرح آپ مطمئن رہتے
ہیں۔ وہ اب اپنی کافی کاسپ لیتے ہوئے کہتا ہے، وہ حیرت سے
اسے دیکھتی ہے۔

اس لیے اب مجھے کافی پسند ہے۔۔! وہ ایک نظر کافی کو دیکھتا ہوا کہتا
ہے

ٹھنڈا ٹھنڈا پاؤں کو ہوتا ہوا دریا کا پانی اور گرم گرم کافی ساتھ میں یہ
قدرتی خوبصورتی وہ اطراف میں نگاہ دوڑاتے ہوئے کہتا ہے۔
کیا زندگی اس سے بھی خوبصورت ہو سکتی ہے؟؟ وہ میسمرائز ہوتا
ہے۔

وہ بنا پلک چھپ کے اسے دیکھ رہی ہے۔

یہ بندہ اتنی آسانی سے مشکل باتیں کیسے کر جاتا ہے؟؟ وہ سوچتی ہے۔

آپ کی کوئی دوست ہے؟ اب وہ واپس اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ

اس کے اس اچانک سوال پر چونکتی ہے۔

نہیں۔ وہ اپنے چائے کو دیکھتے ہوئے سرنفی میں ہلاتی ہیں۔

کوئی بھی نہیں؟ وہ منہ میں پکوڑے کا ٹکڑا ڈالتا ہوا پوچھتا ہے۔

ایک تھی .. پھر اس کی شادی ہو گئی اور ہمارا رابطہ نہیں رہا۔ وہ چائے کا گھونٹ بھرتی ہے۔

تو پھر آپ اپنے دل کی تمام باتیں کس سے شیئر کرتی ہیں؟ وہ مزید پوچھتا ہے۔

کسی سے بھی نہیں۔۔ وہ جواب دیتی ہے۔

اگر میں کہوں کہ ایک دوست کی حیثیت سے میں۔۔ آپ سے آپ کی تمام باتیں سننا چاہتا ہوں۔۔؟ سر جھکائے اپنی کافی کے کپ کے کناروں پر انگلی پھیرتا ہوا کہتا ہے۔

تو کیا آپ۔۔؟ اپنے دل کی باتیں مجھ سے شیئر کریں گی؟ اب وہ نظر

اٹھا کر اس کی جانب دیکھتا ہوا پوچھتا ہے وہ بھی اس کی جانب دیکھ رہی ہے۔

میں نے آپ سے کہا تھا الہام۔۔ وہ چند لمحے خاموشی میں گزارنے کے بعد دوبارہ بولنا شروع کرتا ہے۔

میاں بیوی بہترین دوست ایک دوسرے کے لیے ثابت ہو سکتے ہیں۔ وہ اسے کھوئے ہوئے دیکھ کر کہتا ہے۔

وہ نظریانی پر جمائے ہاتھ میں کب تھا مے بیٹھی ہے چند لمحے پھر خاموشی کی نظر ہو جاتے ہیں۔

کیا سننا چاہتے ہو تم؟ وہ نہایت آہستگی سے بنا نظریں اٹھائیں پوچھتی ہے۔

وہ سب کچھ۔ جو آج تک آپ کسی سے نہیں سکی۔۔ وہ اسے دیکھتا ہے وہ ایک لمحے کو نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے پھر فوراً نظریں جھکا لیتی ہے۔

منگنی ٹوٹنے کے بعد میرا اعتبار اٹھ گیا ہے، لوگوں پر سے اور اعتماد خود پر سے، وہ سر جھکائے کہنا شروع کرتی ہے۔ جبکہ وہ سامنے پڑی کرسی کو الہام کے سامنے کرتا ہوا اس پر بیٹھ جاتا ہے وہ سر اٹھا کر اس کی کاروائی دیکھتی ہے۔ اب وہ مکمل طور پر الہام کی جانب متوجہ ہے۔ ایسا نہیں تھا کہ مجھے اس سے کوئی محبت تھی، مگر تین سال کسی کے نام کے ساتھ منسوب رہنے کے بعد آپ کے دل میں کہیں نہ کہیں اس کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ وہ صاف گوئی سے کام لے رہی ہے اور اس کے انکار سے مجھے اتنی تکلیف نہیں ہوئی۔۔۔ جتنی انکار کی وجہ جان کر ہوئی تھی۔ وہ کہتے کہتے رکتی ہے۔

منگنی کے بعد جب کبھی بھی ہمارا سامنا ہوا، تو اس نے کبھی مجھے محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ کتنا بڑا منافق یا مطلب پرست آدمی ہے۔

اس نے سرے سے میری ذات کی نفی ہی کر دی، جیسے میرا کوئی وجود

ہے ہی نہیں۔۔ وہ آہستگی سے بنا اسے دیکھی کہہ رہی ہے۔

تب ہی وہ تھوڑا آگے کو جھکتا ہوا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر
تھا متا ہے اور اپنے دوسرے ہاتھ کو اس کی ہاتھ کے اوپر رکھتا ہے، جیسے
اسے حوصلہ دینے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ خاموشی سے اس کے اس عمل
کو دیکھتی ہے۔

مجھے لوگوں سے ڈر لگنے لگا تھا، میں اپنا خود پر اعتماد کھو چکی تھی۔ وہ
ہونٹوں کو نیچتی ہے، جیسے کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

تم سے رشتے پر راضی نہیں تھی میں۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔ وجہ تم جانتے ہو۔

اب وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے وہ بھی اسے دیکھتے ہوئے ہلکا سا
مسکراتا ہے۔

پر تم سب نے مل کر قائل کر لیا مجھے۔ وہ مسکرا نے کی کوشش کرتی ہے۔

پر یہ سب بہت جلدی ہو گیا۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتی ہے۔

آہل خاموش بیٹھا الہام کے چہرے پر لمحہ بہ لمحہ بدلتے زاویوں کو دیکھ رہا ہے۔ اسے اس وقت الہام کے چہرے پر کیا نہیں دیکھا تھا۔۔
درد، تکلیف، بے اعتباری، بے یقینی، خود سے لڑنا اور ضبط وہاں سب کچھ تھا۔

مجھے ابھی وقت لگے گا آہل۔۔ شاید دوبارہ پر اعتماد ہو کر لوٹنے میں۔
وہ اب نم آنکھیں لیے اس کی جانب دیکھتی ہے۔ اب کی بار آہل کو اس کی آنکھوں میں ایک امید نظر آتی ہے۔

اس نے ابھی تک الہام کا ہاتھ تھا مے رکھا ہے، وہ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹھی کی طرح تھام کر چہرے تک لاتا ہے اور پھر اسے چوم کر کہتا ہے۔

واپس چلیں؟

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکراتا ہے، وہ سر ہلاتی ہے پھر وہ دونوں واپسی کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

وہ مسلسل اس کا ہاتھ تھامے راستے طے کر رہا ہے، کہیں اونچا، کہیں نیچا، کہیں کھڑا، کہیں دریا، کہیں پتھر، کہیں پانی۔ مگر وہ اس کا ہاتھ تھامے ان سب سے گزر رہا ہے۔ وہ بھی خاموشی سے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل رہی ہے۔

وہ دنیا کا شاید سب سے عجیب آدمی تھا۔

جو اپنی نئی نئی دلہن سے۔ اپنے ہنسی مومن پر بیٹھا اس کی منگنی ٹوٹنے کے غم اور تکلیف کو سن رہا تھا۔ اور وہ دنیا کی عجیب ترین لڑکی تھی۔ جو اپنے شوہر سے وہ تمام باتیں کر رہی تھی جو عام طور پر شوہروں سے چھپائی جاتی ہیں۔ شاید یہی اس رشتے میں اعتماد کی بنیاد ہونی چاہیے تھی۔

جسے وہ دونوں بخوبی ڈال کر مضبوطی بخش رہے تھے۔

عائزہ اپنے کمرے میں مزے سے بیٹھی مووی دیکھ رہی ہے، جب
فائزہ بیگم اندر آتی ہیں۔

عائزہ . عائزہ۔۔۔

وہ اسے پکارتی ہیں پھر اس کا کندھا ہلاتی ہے۔

جی .. وہ اپنی دونوں کانوں سے ہینڈ فری نکالتے ہوئے کہتی ہے۔

جہانگیر کب سے تمہیں کال کر رہا ہے۔ تم اٹھا کیوں نہیں رہی؟ وہ

پوچھتی ہیں۔

کیونکہ مجھے بات نہیں کرنی اس سے۔۔ وہ کندھے اچکا کر دوبارہ ہینڈ

فری کانوں میں ڈالنے لگتی ہے۔

یہ کیا بد تمیزی ہے عائزہ۔۔ شوہر ہے وہ تمہارا۔

کب سے فون کر رہا ہے، تھک کر بیچارے نے مجھے فون کیا کہ تم کال نہیں اٹھا رہی۔ بچی نہیں ہو تم، اب بڑی ہو چکی ہو وہ غصے سے کہتی ہیں۔

جب تک وہ میری بات نہیں مانے گا، بات نہیں کروں گی اس سے۔۔ وہ فیصلہ سناتی ہے۔

عائزہ اس سے پہلے کہ میں تمہارے ابو کو تمہاری حرکتوں کے بارے میں بتاؤں۔۔ شرافت سے بات کرو اس سے۔ وہ موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔

امی یار... وہ احتجاج کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

عائزہ.. وہ سختی سے کہتی ہیں تب ہی عائزہ چہرے کے مختلف زاویے

بناتے ہوئے جہانگیر کو کال لگاتی ہے۔

رات کے پچھلے پہر الھام بستر پر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی آہل سے کی گئی باتوں کو سوچ رہی ہے، اسے آہل کی ایک ایک بات یاد آرہی ہے۔ وہ بے اختیار اپنا چہرہ موڑ کر ایک نظر بیٹھ کے دوسرے کنارے پر بے انتہا سکون اور اطمینان کی نیند سوئے ہوئے آہل کو دیکھتی ہے، وہ بے حد اور سکون اور دنیا و مافیہ سے بے خبر سو رہا ہے۔ وہ اسی طرح بیٹھی اسے دیکھتی رہتی ہے اور پتہ نہیں کب بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ لگ جاتی ہے۔

اگلے دن ان دونوں کی واپسی ہے۔ وہ آج مری سے اسلام آباد کے لیے نکل گئے اور چند گھنٹوں کی ڈرائیو کے بعد اسلام آباد پہنچے تھے۔ آج کا دن انہوں نے اسلام آباد کے مختلف مقامات پر گزارا تھا، اب وہ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے لاج کے میں موجود لان میں بچی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے، سردی کے مزے لے رہے تھے۔ یار میں بڑا مس کروں گا اس ٹرپ کو، میں نے بڑا انجوائے کیا اسے ... آہل گہری سانس لے کر الہام سے کہتا ہے۔

تم مس کرو گے اسے۔۔ واقعی؟؟؟ الہام اسے دیکھ کر پوچھتی ہے۔

ہاں بالکل ! وہ دونوں ہاتھ رگڑتے ہوئے حرارت پیدا کرنے کی کوشش میں کہتا ہے۔

اس ٹرپ میں ایسا کیا تھا آہل؟ جسے تم مس کرو گے؟ وہ بغور آہل کی جانب دیکھتے ہوئے حیرت سے پوچھتی ہے۔

وہ ایک ٹھنڈی بھرتا ہے، پھر الہام کی جانب ہلکا سا جھکتا ہوا اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہتا ہے۔

اس میں آپ تھیں الہام۔۔۔ وہ لمحے کو رکتا ہے،
میرے ساتھ۔۔!!

وہ مزید کہتا ہے، الہام کئی ساعتوں تک کچھ بول ہی نہیں پاتی۔
دونوں کے درمیان خاموشی اپنی جگہ بناتی ہے، سردی ہلکی ہلکی بڑھ رہی
ہے، پودوں اور درختوں کے سرسراٹے ہوئے پتے ٹھنڈی وجہ سے
چھائی خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہے ہیں، ہلکی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
ماحول کو بڑا خوشگوار بنا رہی ہے۔

عجیب ہوا آہل۔۔ وہ کچھ دیر کے خاموشی کے بعد اب خود پراوڑ ہی

ہوئی شال کو صحیح سے اپنے گرد لپیٹتے ہوئے کہتی ہے۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا ہے۔

ایسا لگتا ہے جیسے، تم کوئی کتاب ہو۔۔

جس کا ہر پلٹتا صفحہ، اپنے اندر کچھ نیا لیے ہوئے ہے۔ وہ آرام سے کہتی ہے۔ وہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ لیے اسے سن رہا ہے۔

مجھے یوں لگ رہا ہے۔۔ جیسے، اتنے سالوں میں ہم میں سے شاید کوئی بھی تمہیں کبھی ٹھیک طرح سے جان ہی نہیں سکا۔

وہ اب اسے دیکھتے ہوئے اپنے کندھے اچکاتی ہے۔

کیسے؟

تم کیسے ہو اس طرح کے؟

مجھے حیرت ہوتی ہے تمہاری باتیں سن کر۔۔ تم اتنی آسانی سے اتنی

مشکل باتیں کیسے کر جاتے ہو؟؟ وہ حیرت اور لہجے میں الجھن لیے

کہتی ہے وہ خاموشی سے سن رہا ہے۔

تم ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر خوش ہو جاتے ہو، جن پر لوگوں کا دھیان
تک نہیں جاتا، تمہیں کسی سے۔۔۔ بلکہ چلو مجھ سے ہی۔۔۔ شکایت
کیوں نہیں ہوتی؟

تم اتنا خوش اور مطمئن کیسے رہتے ہو؟ تم اتنی پرسکون نیند کیسے سوتے ہو
آہل کیسے؟

وہ پریشانی اور الجھن سے بولتی چلی جا رہی ہے۔ جیسے وہ اپنے اندر پیدا
ہونے والے ان سوالوں سے پریشان ہو اور آج ان کا صحیح جواب سننا
چاہتی ہو۔

کیونکہ میں محبت پر یقین رکھتا ہوں، الہام۔

وہ نہایت آرام سے کہتا ہے۔

میرا بہت ہی سہیل سا فارمولا ہے، لائف کا۔۔۔

محبت فاتح عالم۔۔!!

وہ مسکرا کر نہایت آرام اور آہستگی سے کہتا ہے۔

میں، لوگوں سے امیدیں نہیں رکھتا۔ میں بس اپنے فرائض پورے کرنا جانتا ہوں، چاہے سامنے والا جو بھی کرے، مجھے بس اپنی ذمہ داریاں ایمان داری سے نبھانی ہیں، مجھے بس محبت بانٹنی ہے سمپل۔۔

شاید اسی لیے میں پرسکون رہتا ہوں۔ میرے اندر، میرے دل پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔۔ وہ مزید کہتا ہے، وہ حیرت سے سر ہلاتی ہے۔

تمہیں پتہ ہے تم شاید دنیا میں اکلوتے ایسے پیس ہو۔۔؟ وہ کہتی ہے۔ وہ کھل کر ہنستا ہے۔

تم نے واقعی۔۔ بزنس میں ہی ڈگری کی ہے نا؟ وہ اب اس سے پوچھ رہی ہے۔

وہ ہاں میں سر ہلاتا ہے۔

کیونکہ اپنی باتوں سے تو کسی فلاسفر سے کم نہیں لگتے... وہ اسے
دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔ بدلے میں اس کا کہہنا بلند ہوتا ہے۔

وہ لوگ واپس آچکے ہیں، گھر میں سب کے ساتھ بیٹھے لپچ کر رہے ہیں
جب فاترہ آہل سے مخاطب ہوتی ہیں۔

کھانے کے بعد آہل ایسا کرو۔۔ الہام کو بھائی کے گھر چھوڑ آؤ۔

شادی کے بعد وہ گئی ہی نہیں ہے۔ آہل سر ہلاتا ہے۔

جی امی۔۔ پھر کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

عائزہ۔۔ جہانگیر سے بات ہوئی تمہاری؟ علی صاحب پوچھتے ہیں۔

جی ہاں ہو گئی تھی۔۔ وہ منہ بنا کر کہتی ہے۔

فائزہ اور علی اس پر افسوس بھری نظر ڈالتے ہیں مگر خاموش رہتے ہیں۔

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے ہیں آہل ڈرائیو کر رہا ہے۔

واپس لینے کب آؤں آپ کو؟ وہ ایک گاڑی چلاتے ہوئے الہام پر
نظر ڈال کر پوچھتا ہے۔

پھپھونے آج رکنے کا کہا ہے مجھے۔ تو ظاہر ہے کل۔ وہ اپنی جانب
کے شیشے سے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے کہتی ہیں۔

کل؟ وہ حیرت سے کہتا۔ وہ اس کے لہجے پر پلٹتی ہے۔

ظاہر ہے۔۔ آج رکوں گی تو کل ہی آؤں گی نا۔۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے
کہتی ہے۔

اتنا ظلم تو مت کریں آپ لوگ مل کر مجھ بیچارے پر۔۔ وہ مظلومت
سے کہتا ہے۔

اس میں ظلم کی کیا بات ہے؟ وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھنی ہے۔
یار چند دنوں میں چلا جاؤں گا میں۔۔ اس پر بھی آپ رکنے جا رہی
ہیں۔۔ وہ ونڈا سکرین سے سامنے دیکھتے ہوئے گاڑی چلاتے
ہوئے کہتا ہے۔ الہام کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزرتا ہے۔
خیر.. کوئی بات نہیں جانے دیتے ہیں آپ کو۔ کیا یاد کریں گی آپ
بھی۔۔ اب وہ دل بڑا کرتے ہوئے مسکرا کر کہتا ہے۔ وہ خاموشی
سے اسے دیکھ رہی ہے۔ کچھ لمحے خاموشی میں گزر جاتے ہیں۔ پھر
آہل ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے دوسرے ہاتھ سے
الہام کا ہاتھ پکڑتا ہے، وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہے۔ وہ سامنے
دیکھتے ہوئے ڈرائیو کر رہا ہے۔

تم کچھ زیادہ ہی فری نہیں ہو رہے؟

وہ اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔ وہ مسکراتا ہے پھر بنا اس کی جانب دیکھے اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگا کر چومتا ہے۔ وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے۔

=====

آہل، فائزہ کے کمرے میں ان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہے۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی ہیں۔

امی .. یہ عائزہ اور .. کہتے رکتا ہے۔

وہ سر ہلاتی ہیں، جیسے اس کی بات سمجھ گئی ہوں۔

بات کیا ہے امی؟ اب وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔

بیٹا عازرہ کا بچپنا ہی ختم نہیں ہو رہا۔۔

میں پریشان ہو گئی ہوں۔ پھر وہ اس کو ساری بات بتاتی ہیں، وہ سنجیدگی سے سن رہا ہے۔

میں کس طرح سمجھاؤں اس کو آہل؟ نہ وہ جہانگیر کا فون اٹھا رہی ہے نہ بات کر رہی ہے۔ کہتی ہے پہلے نئی گاڑی لو۔ بتاؤ ذرا کوئی بات ہے یہ۔۔ وہ پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہیں۔

میں بات کرتا ہوں اس سے امی، آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے محبت سے کہتا ہے۔ وہ جواباً سر ہلاتی ہیں۔

کیسار ہا پھر تمہارا ٹرپ الہام؟ آسیہ اس کے کمرے میں چائے کے دو
کپ تھامے ہوئے آتی ہیں۔

تھینک یو امی۔۔

سچ میں بہت طلب ہو رہی تھی چائے کی۔ وہ کب تھامتے ہوئے مسکرا
کر کے کہتی ہے۔

ٹھیک تھا، فریش ہو گئی میں۔

اتنی خوبصورت جگہ پر کون فریش نہیں ہوگا۔ وہ چائے کی ایک چسکی
لیتے ہوئے کہتی ہے۔

اور آہل۔۔ اس کا سفر کیسار ہا؟ آسیہ بھی اس کے سامنے بیٹھے چائے کا
گھوٹ بڑھتے مجھ پر نظر جمائے کہتی ہیں۔

اس کا تو اچھا ہی تھا۔ وہ تو ہر چیز میں خوش ہونے کی وجہ ڈھونڈ لیتا ہے۔
وہ آخر میں ہلکا سا مسکراتی ہے۔

تم خوش تو ہونا الہام؟ وہ اب اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے
پوچھتی ہیں۔

آپ کو کیا لگتا ہے امی؟ وہ اپنے ہاتھ کے اوپر رکھے گئے آسیہ کے ہاتھ
کو دیکھ کر ان سے پوچھتی ہے۔

آج تم مجھے پرسکون لگ رہی ہو۔ تھوڑی تھوڑی وہی، میری پرانی والی
الہام۔۔۔ وہ آنکھوں میں نمی لیے مسکراہٹ کے ساتھ کہتی ہیں۔ وہ
حیرت سے انہیں دیکھتی ہے۔

مجھے آہل سے یہی امید تھی۔ وہ مسکرا کر کس قدر مان سے کہتی ہیں۔
کیا مطلب؟ وہ الجھی نظر دیکھتی ہے۔

شوہر اگر محبت کرنے والا اور خیال رکھنے والا ہو تو بیوی کے چہرے پر
اطمینان اور خوشی ساتھ جھلکتی ہے۔ وہ اسے دیکھ کر کہتی ہیں۔ وہ حیرت
زدہ سی انہیں دیکھ رہی ہے۔

آہل نے واقعی ثابت کیا ہے کہ اس کے معاملے میں ہم نے صحیح فیصلہ
لیا۔ ان کے چہرے سے خوشی اطمینان جھلک رہا ہے۔

وہ اٹھ کر الہام کا ماتھا چومتی ہیں وہ ابھی تک حیران سی اپنی امی کے
جملوں پر بیٹھی ہے۔ وہ کمرے سے باہر چلی جاتی ہیں جب کہ الہام
ابھی تک انہی جملوں میں اٹکی ہے۔

کیا واقعی میرے چہرے سے خوشی اور اطمینان جھلک رہا ہے؟؟ وہ
ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھوتے ہوئے کہتی ہے۔ وہ بے یقینی کی کیفیت
میں گھری ہوئی خود پر یقین کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

عائزہ اپنے کمرے میں لیٹی موبائل پر مصروف ہے کہ دروازے پر
ناک ہوتا ہے۔ آہل اندر آنے کی اجازت مانگتا ہے۔

کیا ہو رہا ہے بھئی۔ وہ اندر آ کر بیٹھتا ہوا کہتا ہے۔

بھائی۔۔ وہ کہہ کر اٹھ بیٹھتی ہے۔

میں نے سوچا میرے جانے کا ٹائم قریب ہے چلو آج دونوں بہن
بھائی مل کر ٹائم سپینڈ کرتے ہیں۔۔ وہ بستر پر دونوں پاؤں چڑھا کر
پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے۔

اور سناؤ جہانگیر صاحب کیسے ہیں؟ کیسی چل رہی ہے لائف؟ وہ
ہلکے انداز میں کہتا ہے۔

ٹھیک ہی ہے، وہ بیزاریت سے کہتی ہے۔

کیا مطلب۔۔ کوئی مسئلہ ہے کیا میری بہنا کو؟ وہ لاڈ سے اسے دیکھتے
ہوئے پوچھتا ہے۔

یار بھائی۔۔ اس کی وجہ سے اتنے انسلٹ ہوئی میری، مجھے بات ہی
نہیں کرنی اس سے کوئی۔۔ وہ بھی آہل کالاڈ دیکھ کر اپنا دکھڑا رونا

شروع کرتی ہے پھر اسے الف سے یہ تک ساری کہانی سناتی ہے۔
جب تک وہ نئی گاڑی نہیں لے گا، میں بات نہیں کروں گی اس
سے۔۔ میں نے یہ میسج کر دیا ہے اسے۔

وہ جہانگیر پر غصہ دکھاتے ہوئے آہل سے کہتی ہے وہ اس کی تمام
باتیں خاموشی سے سنتا ہے۔

تمہیں جہانگیر کیسا لگتا ہے عائزہ؟ وہ اس کی بات کے اختتام پر اسے
آرام سے پوچھتا ہے۔

اچھا ہے، میرا خیال بھی کرتا ہے، بات بھی مانتا ہے میری، کبھی کسی چیز
سے منع بھی نہیں کرتا۔۔ وہ سوچتے ہوئے کہتی ہے۔

تو میری بہنا اتنی ساری اچھائیوں کے بعد تم صرف اس کی اس بات پر
ناراض ہوئی بیٹھی ہو کے اس کے پاس پرانی گاڑی ہے۔۔۔؟
وہ اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

تم انسان سے زیادہ چیزوں کو اہمیت دے رہی ہو؟ وہ مزید پوچھتا ہے۔ وہ کچھ کہہ ہی نہیں پاتی بس اسے دیکھتی رہ جاتی ہے، کیونکہ اس رخ سے تو اس نے یہ سب سوچا ہی نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں تو صرف دوستوں کے سامنے ہوئی، اس کے انسلٹ کی بات ہی اٹک گئی تھی۔

تم صرف اس وجہ سے اس سے بات نہیں کر رہی ہو کہ وہ تمہیں نئی گاڑی نہیں لے کر دے رہا ہے؟ جبکہ اس نے اس بات سے انکار بھی نہیں کیا اس نے بس اس کے لیے تم سے وقت چاہا ہے۔۔۔ وہ کہتا ہے وہ اسے خاموشی سے نظریں جھکائے سنتی جا رہی ہے۔ عائرہ کی زبان پرتا لے لگ گئے ہیں۔

اچھا سوچو اگر۔۔۔ وہ لمحے بھر کو روکتا ہے۔

اگر جہانگیر ایک برا شخص ہوتا تمہارا خیال نہ کرتا ہوتا، تم سے محبت نہ

ہوتی اسے۔۔ تم سے بدتمیزی کرتا، تم پر پابندیاں لگاتا پھر؟ پھر کیا کرتی تم؟ وہ سنجیدگی سے پوچھنا ہے عائزہ کچھ نہیں کہہ پاتی۔
عائزہ جب اللہ نے تمہیں ایک بہترین ساتھی دیا ہے تو اس کی قدر کرو یار۔ ان چھوٹی چھوٹی بے معنی اور فضول قسم کی چیزوں میں پڑ کر اپنے رشتے کو خراب نہ کرو۔۔ وہ پیار سے اسے سمجھا رہا ہے وہ شرمندگی سے سر جھکائے بیٹھی ہے۔

تم سمجھ رہی ہو نہ عائزہ میری بات؟ وہ چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد پوچھتا ہے۔

جی بھائی میں سمجھ گئی۔۔ غلطی ہو گئی مجھ سے۔ وہ سر جھکائے آہستگی سے کہتی ہے، وہ پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے۔

تھینک یو بھائی۔۔ وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

پاگل کہیں کی۔۔ وہ اس کے سر پر محبت سے چپت لگاتا ہے۔

=====

اگلے دن وہ الہام کو لے کر واپسی پر مال کے سامنے گاڑی روکتا ہے
اور اسے اترنے کا کہتا ہے۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ وہ نظر سامنے مال پر ڈالتے ہوئے کہتی
ہے۔

کیونکہ میری پرسوں صبح واپسی کی فلائٹ ہے، مجھے کچھ چیزیں لینا
ہیں۔ کل ٹائم نہیں ملے گا۔ وہ گاڑی سے اترنے کی تیاری کرتے
ہوئے کہتا ہے۔

پرسوں کی فلائٹ ہے، تم پر سو جا رہے ہو مطلب۔؟ وہ آنکھوں میں
بے یقینی لیے اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

ہاں میں تو ریٹرن ٹکٹ ساتھ لے کر ہی آیا تھا نا۔ وہ اس کی آنکھوں
میں دیکھتا ہوا کہتا ہے۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی ہے پھر گاڑی
سے اترنے کے لیے بیگ اٹھاتی ہے، دونوں گاڑی سے نکل کر مال
میں جاتے ہیں، وہ کافی دیر شاپنگ کرتے ہیں۔

ابھی وہ مال میں ہی ہوتے ہیں کہ الہام کا فون بچتا ہے، وہ بیک سے
فون نکال کر اٹھاتی ہے۔

آپی یار کہاں ہے آپ لوگ؟؟ جلدی آئیں نا گھر، ہم کب سے
انتظار کر رہے ہیں آپ دونوں کا۔ شہزاد کا فون ہے، وہ الہام کے
پک کرتے ہی بولنا شروع کر دیتی ہے۔

بس آپ فون رکھیں ہم پہنچتے ہیں۔ الہام اس کو مسکرا کر کہتی ہے، پھر
وہ دونوں گھر کی جانب نکلتے ہیں۔

گھر میں فاطمہ اپنے بچوں کے ساتھ موجود ہیں، ایک محفل کا سماں

بندھا ہوا ہے۔ وہ لوگ وہیں سب کے ساتھ باتوں میں مصروف
لاؤنج میں بیٹھ جاتے ہیں پھر کھانے کا دور چلتا ہے۔ اس کے بعد
سب کیرم لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جب الہام بہانا بنا کر اپنے کمرے
میں آ جاتی ہے۔ وہ بالکونی میں گھڑی کسی سوچ میں گم ہے، جب فاطمہ
اس کے کمرے میں آتی ہیں۔

میں اندر آ جاؤں الہام؟ وہ دروازے پر کھڑی ہو کر پوچھتی ہیں۔
کیسی باتیں کر رہی ہیں پھپھو۔ آپ کو اجازت لینے کی کیا ضرورت
ہے۔ وہ ان کی جانب بڑھتے ہوئے کہتی ہے وہ بھی مسکرا کر اندر آ جاتی
ہیں۔

کیا بات ہے الہام کوئی مسئلہ ہے کیا؟ وہ اس کے چہرے کو دونوں
ہاتھوں میں تھام کر پیار سے پوچھتی ہیں۔

اتنی خاموش خاموش اور اس کیوں ہو؟ وہ مزید کہتی ہیں۔

کچھ نہیں پھپھو۔۔ وہ نظریں جھکالیتی ہے۔

آہل نے کچھ کہا ہے کیا؟ وہ اندازہ لگاتی ہیں۔ وہ بے اختیار نظر اٹھا کر انہیں دیکھتی ہے پر خاموش رہتی ہے۔

بتاؤ بیٹا، آہل نے کچھ۔۔ وہ جملہ ادھورا چھوڑتی ہیں۔

پھپھو وہ۔۔ بے بسی سے کہتی ہے۔

اچھا آؤ۔۔ یہاں بیٹھتے ہیں پہلے۔۔ وہ اسے لے کر صوفے کی طرف بڑھتی ہیں۔

اب بتاؤ مجھے۔ چلو شباش وہ پیار سے کہتی ہیں۔

پھپھو وہ۔۔ کہتے کہتے رکتی ہے۔

ابھی تو میں۔۔ وہ پھر جا کے رک جاتی ہے۔

پھر ایک گہری سانس لے کر دوبارہ بولنا شروع کرتی ہے۔

ابھی تو میں نے اسے سمجھنا شروع کیا تھا، ابھی تو میرا دل اس کی جانب

مائل ہونا شروع ہوا تھا۔۔ پھپھو اور وہ جارہا ہے۔ وہ جھکی نظروں کے ساتھ لہجے میں مایوسی لیے کہتی ہے۔

اسے تو جانا ہی تھا بچے۔۔ وہ کہتی ہیں وہ سرہاں میں ہلاتی ہے۔

پر مجھے خوشی ہے کہ تمہارا دل اس کی طرف مائل ہو رہا ہے، اس کے جانے پر تم ادا اس ہو۔ وہ مسکراتی ہیں۔

چلو پریشان نہ ہو۔ کچھ عرصے کی بات ہے پھر تم بھی اس کے پاس چلی جاؤ گی، حوصلہ رکھو۔۔ وہ اسے ساتھ لگاتے ہوئے کہتی ہیں وہ خاموشی سے سر ہلاتی ہے۔

=====

یار یہ آپ کی کہاں گئی؟ ابھی تو یہیں تھیں۔۔

شہزاد اکیرم کھیلتے ہوئے اچانک سے الہام کی غیر موجودگی محسوس کرتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہتی ہے۔ باقی سب بھی نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں۔

اب تو بھابھی کہہ لو انہیں۔۔ بھابھی بن گئی ہیں وہ تمہاری۔۔ دانیال اسے تنگ کرتے ہوئے سٹرائیکر سیٹ کرتے ہوئے کہتا ہے۔
کوئی نہیں۔۔

میں تو آپ ہی کہوں گی۔ وہ کہتی ہے۔

ہاں شہزاد۔۔ جب آہل بھائی، بھائی ہوئے تو ان کی وائف تو بھابھی ہوئی نا؟؟ اب عائرہ بھی ٹکڑا لگاتی ہے۔

بھئی میں ان کی۔۔ وہ دانیال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔
وائف کو بھابھی کہہ لوں گی۔۔

آپی کو تو میں۔ آپ ہی کہوں گی۔۔ وہ اپنا چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے

کہتی ہے۔

کیوں بھئی؟ جب اس کی وائف۔۔ آہل بھی دانیال کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

کو بھا بھی کہو گی تو ہماری وائف کو کیوں نہیں؟؟ ہم بھائی نہیں ہیں کیا تمہارے؟ آہل بھی شزا کو چھیڑتے ہوئے مصنوعی ناراضگی دکھاتا ہے۔

یار بھائی تو ہے نا آپ... پر اب کیا ہے کہ میں بھا بھی کے چکر میں اپنی پیاری سی آپ کو نہیں کھوسکتی نا۔۔ کچھ بھی ہو، وہ میری آپ ہی رہیں گی بس۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کو ہلا کر حتمی فیصلہ سناتے ہیں۔ سب کے زوردار کتھقہے بلند ہوتے ہیں۔

=====

اگلے دن کمرے میں ہر طرف آہل کی چیزیں پھیلی ہوئی ہیں۔ سوٹ
کیس کھلا پڑا ہے بستر پر کپڑے الگ پڑے ہوئے ہیں، الہام چیزیں
سمیٹ کر ایک طرف کر رہی ہے جب آہل کمرے میں داخل ہوتا
ہے۔ وہ ہاتھوں میں تھامے اپنے استری شنداکپڑے کو الماری میں
ٹانگتا ہے، جب الہام دروازے کی جانب بڑھتی ہیں۔
آپ نے خالہ سے کیا کہا ہے الہام؟

وہ بنا اسے دیکھے الماری بند کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہتا ہے، وہ
دروازے کی جانب بڑھتے بڑھتے رک جاتی ہے پر پلٹتی نہیں ہے۔
میں نے کچھ پوچھا ہے الہام؟ اب وہ آنکھوں میں سنجیدگی لیے اس
کے خاموش رہنے پر دوبارہ سوال کرتا ہوا اس کی جانب بڑھتا ہے، وہ
اب اس کے بالکل سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا ہے۔

میں نے وہ آہل کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر بولنے کی کوشش کرتی ہے مگر پھر جھجک جاتی ہے۔

جو بھی آپ نے خالہ سے کہا۔ اگر وہ سب آپ، مجھے خود سے کہتی تو مجھے بہت زیادہ خوشی ہوتی۔ وہ اب آہستگی سے اس کی جھجک محسوس کرتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔
ادھر آئیں۔۔

وہ اب اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بیڈ تک لاتا ہے پھر بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے۔ وہ بیٹھ جاتی ہے، وہ خود بھی اس کے برابر میں اس کی جانب مڑتا بیٹھ جاتا ہے۔ وہ نیچے زمین کو گھور رہی ہے۔
آپ جانتی ہیں۔۔

جو باتیں آپ نے خالہ سے کی ہیں نا۔ وہ شکایتیں، آپ کی آنکھوں میں بہت پہلے ہی پڑ چکا ہوں میں۔

اور سنجیدگی سے اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے، وہ جھٹکے سے سراٹھا کر اس کی جانب دیکھتی ہے۔

مجھے تو جانا ہی تھا الہام۔ آپ جانتی ہیں۔۔

میں نے شادی کے لیے جلدی کیوں مچائی تھی، اسی لیے کہ مجھے جانا تھا۔ وہ حیرت سے اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہے۔

دوری کبھی کبھی انسان کو وہ سبق پڑھا دیتی ہے جو ساتھ رہنا۔ نہیں پڑھا پاتا۔ وہ آہستگی سے کہتا جا رہا ہے۔

میرا جانا۔ آپ کو ہمارے رشتے کا بہتر طور پر احساس کروائے گا، یہ ادا سی اور یہ فاصلے ہمارے رشتے کو مضبوط کریں گے۔ وہ یقین سے کہتا ہے وہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہی ہے۔

میرے جانے کے بعد اسکول واپس جوائن کر لیجئے گا ورنہ بور ہو جائیں گی۔۔ وہ اب اٹھتے ہوئے کہتا ہے۔

اور ہاں۔۔۔ وہ واپس اس کی جانب پلٹتا ہے۔

دوست۔۔ آپ کا واحد میں ہی ہوں۔ یہاں سے جانے کے بعد
بھی، بھولیے گامت۔۔ وہ اسے وارن کرتا ہے وہ مسکرا کر رہ جاتی
ہے وہ بھی جواباً مسکراتا ہے۔

=====

آہل کے جانے کا وقت قریب ہے۔ وہ ایئر پورٹ کے لیے نکلنے کی
تیاری کر رہا ہے، سب اسے لمبی لمبی نصیحتیں کر رہے ہیں۔ الہام وہیں
لاؤنج میں خاموش سی سب کچھ دیکھ رہی ہے وہ بڑے پیار اور محبت
سے سب کو الوداع کرتا ہے۔

بھائی میں آپ کا سامان گاڑی میں رکھ دیتا ہوں۔ دانیال کھڑا ہوتا ہوا
کہتا ہے۔

ہاں کمرے میں ہے بیگ۔ وہ کہتا ہے۔

آجائیں آپ۔۔ بتائیں کون سا بیگ ہے۔۔ وہ آہل کے کمرے کی جانب بڑھتا ہوا الہام سے کہتا ہے، الہام بھی اس کے پیچھے کمرے کی طرف بڑھتی ہے کمرے میں پہنچ کر وہ اسے بیگ بتاتی ہے، وہ بیگ اٹھا کر باہر نکل رہا ہوتا ہے جب آہل اندر آتا ہے۔

تم گاڑی میں رکھو سامان میں چینج کر کے آتا ہوں۔۔ وہ دانیال سے کہتا ہے، دانیال سر ہلاتا باہر نکل جاتا ہے، آہل واش روم کی جانب بڑھ جاتا ہے پھر چینج کر کر باہر آتا ہے، جوتے پہنتا ہے اپنی چیزیں رکھتا ہے۔ الہام خاموشی سے سب کچھ دیکھ رہی ہے۔

تو پھر... چلوں میں؟

وہ کندھے پر اپنا بیگ ڈالتے ہوئے خود سے کچھ فاصلے پر کھڑی الہام سے کہتا ہے۔ وہ خاموشی سے سر ہلاتی ہے، وہ اس کی جانب بڑھتا ہے

پھر اس کے بالکل سامنے آکھڑا ہو جاتا ہے۔

میں بہت مس کروں گا، آپ کو۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہتا ہے، وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

کوشش کروں گا کہ سارا پروسیس جلد از جلد ہو جائے۔ وہ اس کی

آنکھوں میں دیکھ کر کہتا ہے، وہ خاموش رہتی ہے۔

اللہ حافظ الہام .. وہ کہتا ہوا اس کا ماتھا چومتا ہے۔

اللہ حافظ۔ وہ آنکھیں بند کیے جواب دیتی ہے۔

جب ایک ٹھنڈی آہ بھر کر آہل پیچھے ہوتا ہے۔ الہام اسے آنکھیں

کھول کر دیکھتی ہے، وہ مسکرا کر دروازے کی جانب بڑھ جاتا ہے وہ

یک ٹک اسے دیکھ رہی ہے، وہ دروازے پر پہنچ کر لمحے کو رکتا ہے پھر

نظر اٹھا کر الہام کو دیکھتا ہے۔ وہ بھی اسے مسکرا کر دیکھتی ہے۔ جب

ہی وہ پھر واپس تیزی سے الہام کی جانب پلٹ کر آتا۔ اسے گلے لگا

لیتا ہے۔ الہام اس کے اچانک عمل پر حیرت زدہ سی رہ جاتی ہے۔
وہ پھر واپس اسی تیزی سے کمرے سے نکل جاتا ہے، جیسے اگر لمحے کو
بھی ٹھہراتو جانہیں پائے گا۔ وہ حیرت زدہ سی رہ کھڑی ہے، ایک
پیاری سی مسکراہٹ اس کے چہرے کا احاطہ کرتی ہے۔ وہ ایئر پورٹ
نہیں جا رہی کوئی بھی نہیں جا رہا سوائے دانیال کے، آہل سب کو
جانے سے منع کر چکا ہے وہ باہر آتی ہے۔ آہل گاڑی میں بیٹھ رہا ہوتا
ہے وہ ہاتھ ہلا کر سب کو الوداع کرتا ہے پھر ایک نظر الہام کو دیکھ کر
مسکراتا ہے وہ بھی ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کرتی ہے۔ گاڑی باہر نکل کر اپنی
منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتی ہے۔

=====

آہل کو گئے 24 گھنٹوں سے زیادہ ہو چکے تھے اس نے کال نہیں کی
تھی بس اس کا خیریت سے پہنچنے کا میسج آیا تھا۔
وہ کمرے میں بیٹھی موبائل پر مصروف ہوتی ہے جب فائزہ کمرے
میں آتی ہیں۔

الہام۔۔

فائزہ اندر آتے ہوئے اسے آواز لگاتی ہیں۔

جی پھپھو؟

مصروف ہو کیا؟ وہ پوچھتے ہوئے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ جاتی ہیں۔
نہیں بس ایسے ہی۔۔ وہ بھی سیدھی ہو کر موبائل ایک طرف رکھتے
ہوئے کہتی ہے۔

بیٹا میں کہنا چاہ رہی تھی کہ تم کچھ دن بھائی کے گھر ہو آؤ جا کر۔۔ شادی
کے بعد ایک ہی بار گئی ہو۔ وہ بھی خوش ہو جائیں گے اور تم بھی فریش

ہو جاؤ گی۔ وہ پیار سے کہتی ہیں وہ سر ہلاتی ہے۔

اور ہاں واپس اسکول کب سے جوائن کرنا ہے تمہیں؟؟

مجھے بتا دینا۔ تاکہ میں علی سے کہہ کر ڈرائیور کی ٹائمنگ اس حساب

سے سیٹ کروالوں۔ وہ جیسے یاد آنے پر کہتی ہے۔

جی پھپھو بس ایک دو دن سے۔ وہ کہتی ہے۔

تمہیں پتہ ہے! یہ اس گھر کا واحد کمرہ ہے جہاں آہل کی غیر موجودگی کا

احساس نہیں ہوتا۔ وہ کمرے کے اطراف میں نظریں دوڑاتے ہوئے

آہل کی تصویروں کو دیکھ کر کہتی ہیں۔ وہ خاموشی سے انہیں سن رہی ہے

-

اس کے باہر جانے کے بعد میں نے اس کمرے میں ہر طرف اس

لیے اس کی تصویریں لگوا دیں تاکہ یہاں اس کی موجودگی کا احساس

ہو۔ اب وہ سائڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی اس کی تصویر اٹھا کر اسے محبت

سے دیکھتی ہیں۔

جب بھی مجھے آہل کی یاد آتی ہے نا۔

میں یہاں آجاتی ہوں۔۔ وہ اس کی تصویر پر ہاتھ پھرتے ہوں ہوئے
کہتی ہیں جیسے اسے محسوس کر رہی ہوں۔

مجھے لگتا ہے۔ وہ یہی ہے۔۔ ہنستا مسکراتا ہو، اقمقہے لگاتا ہوا۔۔ وہ

مسکرا کر بے حد پیار سے اس کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ بھی نظر اٹھا کر

کمرے کے دیواروں میں لگی ہوئی اس کی تصویروں پر ڈالتی ہے۔

آج اسے اس کی اتنی ساری تصویریں لینے کا مطلب سمجھ آیا تھا۔ ورنہ

وہ اکثر تصویریں لیتا ہوا دیکھ کر سوچتی تھی کہ وہ اتنی تصویریں کیوں لیتا

ہے؟

وہ تصویریں نہیں لیتا تھا۔۔ وہ یادوں کو قید کرنے کی ایک کوشش کرتا

تھا۔ تاکہ جب کبھی وہ ان کو دیکھے اس چہرے پر مسکراہٹ آجائے۔۔

اکیلے میں وہ خود کو تنہا محسوس نہ کرے۔
کیا تھا وہ شخص۔۔؟ جس کی ہر سوچ ہی نرالی تھی۔
وہ مسکراتے ہوئے سوچتی ہے۔

وہ طالب صاحب کے گھر آ گئی تھی اگلے دن۔ پر ایک عجیب سی بے
چینی اور اسے اپنے اندر محسوس ہوئی تھی، وہ کچھ خاموش سی ہو گئی تھی، وہ
لان میں بیٹھی جب طالب صاحب بھی آفس سے واپسی پر اس کے
پاس لان میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔
کیسا ہے میرا بچہ؟ وہ اس کے برابر میں کھڑے ہوتے ہوئے اس کے
سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھتے ہیں۔

ٹھیک ہوں بابا۔ وہ سراٹھا کر انہیں دیکھ کر مسکراتی ہے۔

بور ہو رہی ہو کیا اکیلے؟ امی کہاں ہیں تمہاری؟ وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے
ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہیں۔

امی کے کچن میں ہیں۔

اتنے میں آسیہ بھی سامنے سے آتی نظر آتی ہیں، وہ ملازمہ سے چائے
کا سامان رکھواتی ہیں۔ الہام آگے ہو کر چائے ڈالنے لگتی ہے آسیہ بھی
وہیں بیٹھ جاتی ہیں۔

اسکول کب سے جوائن کر رہی ہو الہام؟ طالب صاحب پوچھتے ہیں۔
پرسوں سے بابا۔ وہ چائے کا کپ انہیں تھماتی ہوئی کہتی ہے۔

اچھا ہے مصروف ہو جاؤ گی تم بھی۔۔ وہ چائے کی چسکی بھرتے ہیں۔
الہام اسکول آؤ جاؤ گی کیسے بیٹا؟ آسیہ سوال کرتی ہیں۔

وہاں سے تو دور پڑے گا تمہیں۔ وہ بولتے ہوئے الہام کا اپنی طرف

بڑھایا ہوا کپ ہاتھ سے لیتی ہیں پھر الہام بھی اپنا کپ اٹھاتے
ہوئے کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔

پھپھونے کہا ہے کہ پھپھو پھاڈ رائیور رینج کر دیں گے اپنا۔ وہ پک اینڈ
ڈراپ کر لیا کرے گا۔ وہ کہتی ہے وہ دونوں سر ہلاتے ہیں ..
اگلے ہی دن وہ وہاں سے واپس آ جاتی ہے۔ وہاں عجیب سی بے چینی
محسوس ہو رہی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں آتی ہے جب اسے ایک عجیب طریقے کا سکون کا
احساس ہوتا ہے جو آج سے پہلے اس کو کبھی نہیں ہوا وہ خود بخود ریلیکس
فیل کرنے لگتی ہے۔ اس کی ابھی تک آہل سے بات نہیں ہوئی تھی اس
نے جانے کے بعد کال نہیں کی تھی۔

=====

اگلے دن وہ اسکول آگئی تھی۔ سب نے اس کا بہت اچھے سے ویلکم کیا تھا۔ اس سے شادی کی مبارکباد دی تھی پر اس کا دل وہاں بھی بے چین ہی رہا تھا۔ اس نے بہت بے دلی سے اسکول کا وقت کاٹا تھا۔ اب اسے آہل کے کال نہ کرنے پر پریشانی ہو رہی تھی، اسے گئے ہوئے تقریباً ایک ہفتہ ہونے والا تھا مگر اس نے الہام سے پلٹ کر بات نہیں کی تھی۔ پہلے وہ حیران تھی، مگر اب حیران ہونے کے ساتھ ساتھ وہ پریشان بھی ہو رہی تھی۔

=====

وہ گھر واپس آ کر کھانے سے فارغ ہونے کے بعد آرام کی غرض سے

کمرے میں آتی ہے۔ جب لیٹنے لیٹے آہل کے بارے میں سوچنے لگتی ہے پھر کروٹ بدلنے پر سائیڈ ٹیبل پر رکھی آہل کی تصویر اسے اپنی جانب متوجہ کر لیتی ہے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے اور تصویر اٹھا کر دیکھنے لگتی ہے پھر اچانک جیسے کوئی فیصلہ کرتی اپنا موبائل اٹھا کر اسے میسج کرتی ہے۔

کتنے بڑی ہو گئے ہو آہل؟

اسے میسج کیے ابھی کچھ سیکنڈ ہی گزرتے ہیں جب اس کے موبائل پر آہل کی کال آنے لگتی ہے۔ پہلے تو وہ اٹھاتی نہیں، مگر پھر غصے کو ایک طرف رکھ کر چوتھی بیل پر کال ریسیو کر لیتی ہے پر خاموش رہتی ہے۔

الہام ..

وہ اس کی موجودگی کا احساس کر کے خود ہی کہنا شروع کرتا ہے۔

میں بیان نہیں کر سکتا اس وقت کس قدر خوش ہوں میں۔۔۔ وہ کہتا

ہے۔

تم ٹھیک تو ہو؟ وہ حیران سے کہتی ہے۔

ہاں! پوچھیں گی نہیں میری خوشی کی وجہ؟ وہ مزید کہتا ہے۔

نہیں!! وہ یک لفظی جواب دیتی ہے۔ لہجے میں غصے کا عنصر نمایاں

ہے، وہ قہقہا لگاتا ہے۔

زبردست بھٹی۔۔ بہت ہی اعلیٰ۔۔ وہ خوشی سے کہتا ہے۔

تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟ وہ چڑ کر حیرت زدہ سی اسے کہتی ہے۔

بالکل بھی نہیں۔ وہ جواب آرام سے دیتا ہے۔

حرکتیں تو ایسے ہی کر رہے ہو۔ اس کے لہجے میں ابھی بھی غصہ اچھا

لگ رہا ہے۔

دراصل۔۔ میں کسی کی یاد کا محور ہو گیا ہوں۔ وہ محبت سے کہتا ہے۔

الہام خاموش ہو جاتی ہے جیسے اسے بریک لگ گئی ہو اچانک۔

میں نے کہا تھا نا آپ سے، کہ فاصلے کبھی کبھی انسان کو قریب کر دیتے
ہیں۔ دیکھ لیں!

آج آپ نے خود مجھے یاد کیا ہے۔۔ وہ خوش ہوتا ہوا کہتا ہے، وہ بس
اسے سن رہی ہے، اسی چیز کو تو وہ مس کر رہی تھی۔ جس سے وہ خود بھی
سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ بے چین کیوں ہے۔

آہل۔۔ آہل کی آواز اس کی باتیں وہ ان سب کو مس کر رہی تھی اس پر
اچانک انکشاف ہوتا ہے۔

میں جب سے یہاں آیا ہوں الہام۔۔

مجھے آپ کے ایسے ہی کسی میسج یا کال کا انتظار تھا۔ وہ کہتا ہے۔

جب آپ کو میری کمی محسوس ہو اور آپ خود سے مجھے یاد کریں، اپنے
اوپر بنا کسی قسم کے پہرے بٹھائے۔۔ وہ کہتا جا رہا ہے اور وہ خاموشی
سے سنتی جا رہی ہے۔

آپ نے بہت انتظار کروایا لیکن۔ اب وہ سرد آہ بھر کر کہتا ہے جیسے
اس سے شکایت کر رہا ہوں۔ الہام کے چہرے پر بھی مسکراہٹ
ابھرتی ہے۔

میں کتنی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جانتی ہیں آپ؟ خود کو کتنی مشکل
سے روکا تھا آپ سے بات نہ کرنے پر؟ اب وہ باضابطہ شکایت کر رہا
تھا اس سسے۔ وہ بنا اسے کوئی جواب دیے بغیر مسکرا رہی تھی، وہ اس
وقت صرف اسے سننا چاہتی تھی، اس کے اندر ہونے والی بے چینی
اچانک سے کہیں غائب ہو گئی تھی اور آہل فون کے دوسری طرف اس
کی موجودگی محسوس کر کے اپنی کہے جا رہا تھا۔۔

اچھا چلیں ابھی میں آفس میں ہوں، باقی میں گھر جا کر آپ سے بات
کرتا ہوں ٹھیک ہے نا؟ وہ کہتا ہے۔

ہاں۔ سر ہلاتے ہوئے کہتی ہے۔

ویسے بھی میرا خیال ہے اب آپ کو مجھے کال کرنے کے لیے ہچکچانے
کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔ وہ شرارت سے کہتا ہے۔
چلیں اپنا خیال رکھیے گا۔

تم بھی۔ وہ مختصر کہتی ہے پھر اللہ حافظ کہہ کر فون رکھ دیتی ہے۔ وہ
مسکراتی ہے، وہ خوش ہے، اندر سے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی ہے،
وہ خود حیران ہے اپنی خوشی اور مسکراہٹ پر۔۔

وہ واقعی اسی چیز کو تو مس کر رہی تھی وہ اس کی غیر موجودگی سے خائف
تھی، وہ اسے مس کر رہی تھی، وہ آحل کو مس کر رہی تھی۔ جس سے وہ
خود بھی انجان تھی۔

وہ واپس آنے کے چند دن بہت مصروف رہا تھا مگر پھر بھی اس نے
خیریت کا میسج کیا تھا الہام کو، البتہ بات کرنے میں خود جان بوجھ کر
پہل نہیں کرنا چاہتا تھا، اس لیے خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا، وہ چاہتا تھا

کہ الہام اس کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو سمجھے۔ اسی انتظار میں تقریباً ایک ہفتہ گزر گیا تھا وہ علی اور فائزہ سے اس کی خیریت پوچھ چکا تھا اس لیے کچھ مطمئن ہو کر اسے وقت دے رہا تھا۔ آج وہ آفس میں تھا جب اس کے موبائل کی میسج ٹیون پر بجی تھی۔ جسے دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری تھی جو اس کا رعبدارانہ قسم کا میسج پڑھ کر قہقہے میں بدل گئی تھی۔ جسے بامشکل روکے وہ آفس سے باہر نکل آیا تھا، اسے میسج دیکھ کر الہام کی بے چینی کا اندازہ ہو گیا تھا۔

اس نے فوراً ہی اسے کال تھی جو اس نے غصے کے اظہار کرتے ہوئے فوراً پک نہیں کی تھی مگر پھر شاید وہ دل کے مجبور کرنے پر چوتھی بیل پر فون اٹھا گئی تھی پر بولی کچھ نہیں تھی۔

آہل نے فون کے دوسری جانب اس کی سانسوں کی مددھم آواز کو

محسوس کرتے ہوئے خود ہی پہل کی تھی۔ وہ خوش تھا، وہ واقعی بہت خوش لگ رہا تھا اس کے چہرے سے مسکراہٹ نہیں ہٹ رہی تھی، وہ اس کی وجہ سے پریشان تھی۔ وہ اس پر غصہ تھی، وہ اسے نخرے دکھا رہی تھی، وہ اس کا انتظار کر رہی تھی، وہ اس کی غیر موجودگی کو محسوس کر رہی تھی، وہ اسے مس کر رہی تھی۔ کیا کچھ نہیں تھا۔ اس ایک فون کال میں اس کے خوش ہونے کے لیے۔ بہت کچھ تھا یا شاید سبھی کچھ

وہ کال بند کرنے کے بعد کافی دیر تک خود کی کیفیت کو بھی سمجھ نہیں پائی تھی وہ خوش تھی، وہ اندر سے ہلکی ہو گئی تھی، اس کے اندر کی بے چینی کہیں غائب ہوئی تھی، اسے اپنے اندر ایک سکون اترتا ہوا محسوس ہوا تھا اور یہ سب صرف اور صرف ایک فون کال کے بدلے۔ وہ واقعی صحیح کہہ گیا تھا کہ فاصلے کبھی کبھی انسان کو قریب کر دیتے ہیں۔ وہ

اسے یاد کر رہی تھی، اس کی باتوں کو مس کر رہی تھی، اس کی غیر موجودگی سے خائف تھی، وہ اسے غصہ دکھا رہی تھی، اس کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔ واقعی اس وہ اس کے دل میں اتنی خاموشی سے اپنی جگہ بنا گیا تھا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی اس پر صرف انکشاف ہوا تھا اور اب وہ واقعی مان رہی تھی اس بات کو۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھی آہل کی تصویر اٹھا کر اسے دیکھنا شروع کیا تھا وہ کافی دیر تک اسے دیکھتی گئی تھی، آہل کی تصویر دیکھتے وقت کیا نہیں تھا اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ، چاہت، مان، اطمینان، سکون اور شاید محبت بھی ..

اس نے آج شاید پہلی بار اسے کزن یا دوست کی حیثیت سے باہر نکل کر ایک شوہر کی حیثیت سے دیکھا تھا اور وہ دیکھتی ہی گئی تھی۔ وہ کئی ساعتیں اس کی تصویر تھامے اسے تکے گئی تھی، وہ بلاشبہ ایک ہینڈسم

انسان تھا، اس کا دل اس کی جانب مائل ہو رہا تھا۔ وہ اسے اچھا لگ رہا تھا۔ الہام کو آہل اچھا لگنے لگا تھا وہ اس کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

وہ شام کی چائے کے لیے نیچے آئی تھی۔ آج اس نے خود اپنے ہاتھوں سے سب کے لیے چائے بنائی تھی اور ان کے ساتھ مل کر خوشگوار وقت گزارا تھا، آج اس کے چہرے پر پچھلے کچھ دنوں سے چھائی ہوئی اداسی کی جگہ اطمینان اور خوشی تھی، اس کے چہرے پر لمحہ بہ لمحہ مسکراہٹ کے پھول کھل رہے تھے، جیسے اس کے چہرے کے خدو خال مسکرانے کے بہانے کی تلاش میں ہوں۔ اس نے کمرے سے باہر نکلتے کے

ساتھ ہی اپنا موبائل اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ جسے وہ ہر تھوڑی دیر بعد چیک کر رہی تھی، اسے انتظار تھا آہل کی کال کا۔ اور وہ بخوشی انتظار کر رہی تھی، جس پر وہ خود بھی بے انتہا حیران تھی۔ وہ رات کے کھانے کے بعد واپس اپنے کمرے میں آئی تھی۔ آج وہ شاید پہلی دفعہ ہر پریشانی ہر دکھ کے خول سے نکلی تھی۔ آج وہ پہلی بار اپنے کمرے میں موجود ہر چیز کا اطمینان سے جائزہ لے رہی تھی۔ اتنے دنوں سے بس وہ وہاں رہ رہی تھی۔ اس نے کسی چیز میں دلچسپی نہیں لی تھی کمرے میں ہر طرف درود یوار پر لگی آہل کی تصاویر۔ آج اس کی سمجھ آئی تھی۔

فائزہ نے ٹھیک کہا تھا اس کمرے میں انہیں آہل کی غیر موجودگی کا احساس اس کی ہر طرف مختلف انداز میں لگی ہوئی تصویروں سے کم ہو جاتا تھا۔ وہ چلتے ہوئے سٹڈی ٹیبل تک آتی ہے وہاں پر آہل کی فریم

میں لگی تصویر اٹھاتی ہے۔ جس میں آہل لیمن کلر کی پولو شرٹ میں ہنستی
آنکھوں اور مسکراتے چہرے کے ساتھ موجود ہے۔ اسے اس کی تصویر
میں وہ بہت معصوم لگتا ہے۔ وہ ایک ہاتھ میں فریم تھا مے دوسرے
ہاتھ کی انگلیوں کی پوروں سے اس کی تصویر چھو رہی تھی اس کے
چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ ابھرتی ہے جب ہی اس کا موبائل بچتا
ہے۔ وہ پلٹتی ہے، جلدی سے واپس فریم سٹڈی ٹیبل پر رکھ کر وہ مڑ کر
سائیڈ ٹیبل تک آتی ہے اور اپنا بچتا ہوا موبائل اٹھاتی ہے۔ جس پر آہل
کا نام چمک رہا ہے۔ وہ اچانک ناروس نیس کا شکار ہوتی ہے اور اپنے
خشک ہوتو ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے ایک گہرا سانس لیتی ہے
جیسے خود کو کمپوز کر رہی ہو، پھر کال ریسیو کرتی ہے۔
ہیلو کہاں تھی؟ اتنی بیل کے بعد کال ریسیو کی یار؟ وہ کال ریسیو ہوتے
ہی بغیر الہام کا انتظار کیے بولنا شروع کرتا ہے۔

الہام کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھرتی ہے۔

یہیں تھی۔۔ وہ مختصراً کہتے ہوئے بیٹھ کے کنارے پر بیٹھ جاتی ہے۔

اچھا چلیں پھر میں ویڈیو کال کر رہا ہوں۔۔ وہ مزید کہتا ہے۔

ویڈیو کال کیوں؟ وہ جذبر ہوتی ہے۔

پچھلے کچھ دنوں سے میری آنکھوں میں موجود چمک کہیں کھو گئی ہے،

اسے واپس لانے کے لیے ویڈیو کال بہت ضروری ہے۔ وہ سنجیدہ

لہجے میں کہتا ہوا آخر میں بیچارگی کا عنصر شامل کر لیتا ہے۔

وہ اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے ایک لمحے کو کچھ کہہ نہیں پاتی۔

جب وہ خود ہی دوبارہ اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے بولنے لگتا

ہے۔

یار کام کر رہا ہوں نا اس لیے ویڈیو کال پر آسانی رہے گی۔۔ وہ رکتا

ہے، پھر اگلے ہی لمحہ کہتا ہے۔

ٹھیک ہے۔ تو میں کر رہا ہوں اوکے۔۔ اور الہام کی کوئی بھی بات
سنے بغیر خود ہی بول کر کال سوئچ کرنے لگتا ہے۔ جیسے اگر اس نے
الہام کو بولنے کا موقع دیا تو وہ منع کر دے گی، الہام بھی خاموشی سے
اس کی باتیں سنتی ہوئی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سیدھی بیٹھ جاتی ہے۔
تب تک اس کے سامنے موبائل کی اسکرین پر آہل کی شکل نمودار ہوتی
ہے۔ وہ کانوں میں بلوٹو تھ لگائے کچن کا ونٹر پر کھڑا کچھ کاٹنے میں
مصروف تھا۔ موبائل شاید اس نے کسی ایسی جگہ پر سیٹ کر رکھا تھا
جہاں سے وہ باسانی دیکھا جاسکتا تھا۔ الہام کچھ گھبراہٹ کا شکار ہوتی
ہے۔ سامنے ہی آہل اسے مسکراتا ہوا خود کو دیکھتا ہوا نظر آتا ہے۔
ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟

وہ سب کام چھوڑے ایک ہاتھ کا ونٹر پر ٹکا کر ٹروازر اور ٹی شرٹ میں
چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں محبت لیے، اس کے مسلسل گھورنے

پر کہتی ہے۔

دیکھنا منع ہے کیا؟ وہ پوچھتا ہے۔

نہیں۔ وہ ہچکچاتے ہوئے نظریں جھکا کر کہتی ہیں۔

تو پھر دیکھنے دیں! وہ تہکمانہ انداز میں کہتا ہے وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

تم نے مجھے دیکھنے کے لیے کال کی ہے؟ وہ بھی اب واپس پہلے والی الہام بنتی ہے، رعبدار انہ انداز میں کہتے ہوئے۔ وہ اس کا یہ انداز دیکھ کر قہقہا لگاتا ہے۔

ہاں بالکل۔۔ شاید آج وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں ہے۔

آہل تم۔۔ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔

میں واقعی مس کر رہا تھا، آپ کے اس انداز کو۔۔ وہ اس کی بات

درمیان میں کاٹتا ہوا بولتا ہے پھر واپس اپنے کٹنگ بورڈ کی جانب

مڑتا چھری اٹھاتا اور وہاں موجود پیاز اور ٹماٹر کاٹنے کی تیاری کرتا ہے۔

کوکنگ آتی ہے تمہیں۔۔؟

مجھے تو لگا تھا صرف آملیٹ بنانا آتا ہے۔ وہ اسے کام کرتا ہوا دیکھ کر کہتی ہے۔

ہاں کر لیتا ہوں۔ وہ آرام سے کہتا ہے۔

پہلے ضرورت کے تحت کرتا تھا، اب مزہ بھی آنے لگا ہے۔ کافی کچھ بنا

لیتا ہوں میں۔ وہ بھی اچھا ااا۔۔ وہ آخر میں ہنستا ہوا اچھا کوکھینچتا

ہے۔

میں کیسے مان لوں اچھا ااا۔۔ بناتے ہو؟ وہ بھی اچھا کوکھینچتے ہوئے

کہتی ہیں۔

آہل بے ساختہ نظریں اٹھا کر موبائل پر نظر آتی الہام کو تعجب سے دیکھتا

ہے جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو کہ یہ الہام نے ہی کہا ہے۔

کیا ہوا؟ وہ نارمل انداز میں اس کو خود کے دیکھنے پر پوچھتی ہے۔

کچھ نہیں۔ وہ نظر ہٹاتا ہے اور واپس کٹنگ کرنے لگتا ہے۔

میں کھلاؤں گا نہ کبھی آپ کو بنا کر۔ وہ کٹنگ کرتے کرتے کہتا ہے وہ

خاموشی سے اس کے ہاتھوں کو مہارت سے پیاسز کاٹتے ہوئے دیکھ

رہی ہے۔

بلکہ کبھی کیوں؟؟

جب جب آپ کے کچھ بنانے کا موڈ نہیں ہوگا تب میں بنا لیا کروں

گا۔ وہ فیوچر پلاننگ کرتے ہوئے خود ہی فیصلہ کرتا ہے۔

تم بناو گے کھانا؟ وہ حیرت سے کہتی ہے۔

اس نے آج تک بیویوں کے بیمار ہونے پر شوہر کو بازار سے کھانا

لاتے ہوئے تو دیکھا ہے پر خود کسی شوہر کو بیوی کے لیے کھانا بناتے

دیکھنا تو دور کی بات۔ سننا تک نہیں ہے۔

اس کے بابا نے بھی آج تک خود چائے تک نہیں بنائی اور یہ سامنے
کھڑا اس کا شوہر۔۔

صرف اس کے موڈ نہ ہونے پر اسے خود کھانا بنانے کی آفر کر رہا ہے۔
اس کا حیرت کے سمندر میں غوطے لگانا تو بنتا ہے۔

ہاں بنالوں کا اس میں کیا ہے۔ وہ کندھے اچکائے بڑے آرام سے
کہتا ہے۔ اب اس کی آنکھوں میں پیاز کا ٹٹنے کی وجہ سے جلن ہو رہی
ہے۔

تمہیں پتہ ہے نا۔۔

ایسے مردوں کو یہاں جو رو کا غلام کہا جاتا ہے۔ وہ اسے معاشرے کی
حقیقت دکھاتی ہے۔

اگر ایک اچھی اور خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے مجھے جو

روکا غلام کہلانا پڑے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ وہ آنکھوں میں آیا پانی
اپنی کہنی کی آستین سے صاف کرتا ہوا کہتا ہے۔

اگر آپ کبھی کبھی اپنے پارٹنر کو خوش کرنے کے لیے یا اس کے آرام کے
خیال کی غرض سے اس کے حصے کے کام کر لیں گے تو یہ آپ کے رشتے
کی خوبصورتی ہے، جو اس رشتے کو مضبوط کرتی ہے۔ وہ مزید کہتا ہے

صرف بیوی اپنے شوہر کا خیال کرے، اس کی ہر ضرورت کا احساس
کرے، اس کے گھر کی ذمہ داریاں اٹھائے یہ کہاں لکھا ہے؟ اگر

بیوی اپنی محبت میں۔۔ شوہر کا ہر کام خود سے بڑھ کر کر رہی ہے تو شوہر

کو بھی چاہیے کہ اس کا احساس کرے، اس کی مدد کرے، اس کا خیال

کرے اور اس وجہ سے اس کو جو روکا غلام کہا جائے تو ٹھیک ہے

۔۔ مجھے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔ کہتے رہو بھائی جو کہنا ہے۔۔ اب وہ

پیاز کو ایک طرف رکھ کے ٹماٹر کاٹ رہا ہے، اپنی آنکھوں میں موجود

پانی کو ایک بار پھر آستینوں سے صاف کرتا ہے۔ الہام اس کی معصوم
حرکتوں پر مسکرا نے سے زیادہ اس کی باتوں پر حیران ہے۔
میں خوش، میری بیوی خوش اور ہماری زندگی خوشگوار۔۔۔
بس بات ہی ختم۔۔!! وہ بہت آرام اور تسلی کے ساتھ کہتا چلا جا رہا ہے

کہتا رہے جسے جو کہنا ہے۔ وہ آخر میں لا پرواہی سے کہتا ہے۔
تمہیں واقعی، کسی کے کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟ وہ چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد پوچھتی ہے۔

بالکل بھی نہیں۔ وہ کہتا ہے پھر ایک لمحے کو رک کر وہ الہام کی جانب
نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔

ویسے ایک بات بتاؤں۔؟ الہام جیسے کچھ یاد آنے پر وہ الہام کی
جانب متوجہ ہوتا ہے۔

کیا؟ وہ بھی اسے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔

جو لوگ دوسروں کے گھروں اور زندگیوں میں جھانکتے پھرتے ہیں نا وہ دراصل خود اپنی زندگیوں میں خوش اور مطمئن نہیں ہوتے۔

وہ بہت آرام سے کہہ جاتا ہے۔

جب وہ خوش نہیں ہوتے تو وہ دوسروں کو بھی خوش نہیں دیکھ پاتے

۔۔ اس لیے باتیں بناتے ہیں، طنز کرتے ہیں، دنیا کے سامنے ان کا

مذاق اڑاتے ہیں۔ ان سے یہ بات ہضم ہی نہیں ہوتی کہ سامنے والا

اپنی زندگی میں خوش و خرم کیسے ہے؟ وہ ایک بار پھر اسے اپنی باتوں

سے حیران کرنے لگ جاتا ہے۔

تو بھئی۔۔ ہم کیوں پرواہ کریں ایسے لوگوں کی۔ کیوں کان دھرے

ایسے لوگوں کی باتوں پر۔

وہ محبت سے کہتا ہوا اسے دیکھتا ہے وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے۔

پتا ہے خوشی اور غم دونوں انسان کے اپنے اندر موجود ہوتے ہیں، وہ چاہے تو ہر حال میں خوش رہ لے اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر اور چاہے تو غم کی چادر اوڑھ لے اپنی محرومیوں کو وجہ بنا کر۔۔

خدا کی ناشکری کرے اور دوسروں کو خوش دیکھ کر حسد کرے، یہ انسان کا اپنا اختیار ہے الہام کہ وہ کس طرح کی زندگی کو جینا چاہتا ہے۔ اور لوگوں کا کیا ہے؟ وہ کہتا جاتا ہے،

وہ گانا نہیں سنا آپ نے۔۔ وہ کہتے کہتے جیسے اسے یاد کرواتا ہے۔ گانا۔۔؟؟ وہ اتنے سیریس ٹاپک پر گانے کا سن کر حیران ہوتی ہے ہاں وہ۔۔

کچھ تو لوگ کہیں گے لوگوں کا کام ہے کہنا۔۔۔ وہ گنگناتا ہے۔ توبہ ہے۔۔ وہ آنکھیں دکھا کر اسے کہتی ہیں جواباً وہ ہنستا ہے۔

پچھلے کچھ دنوں سے وہ خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی، وہ خوش رہنے لگی تھی غم اور افسردگی کی دھند جس میں وہ گھری تھی، وہ دھند اب چھٹ رہی تھی۔ وہ مسکراتی تھی، کھلکھلاتی تھی، وہ واپس پہلے والی الہام بننے لگی تھی۔ گھر کے ہر فرد نے اس کے اندر ہوتی ہوئی ان تبدیلیوں کو محسوس کیا تھا اور سب اب بے انتہا مطمئن ہو گئے تھے۔ آئیہ اور طالب واپس اپنی ہستی مسکراتی الہام کو دیکھ کر جیسے ہر فکر سے آزاد ہو گئے تھے۔

اب وہ آہل کے فون کا وہ انتظار کرتی تھی۔ پہلے صرف اہل اس سے باتیں کیا کرتا تھا اور الہام سنتی تھی پر اب الہام بھی اس سے خود بات کرنے لگی تھی، وہ اس کے فون کا انتظار کرتی، اسے میسج کرتی تھی البتہ

اس نے آج تک خود سے آہل کو کبھی کال نہیں کی تھی۔

اس سے خود بھی اپنے اندر ہونے والے تبدیلیوں کا احساس تھا۔ وہ آہل کو پسند کرنے لگی تھی یا پھر شاید اپنے دل میں پہلے سے موجود اپنے شوہر کی محبت کو پہچاننے لگی تھی۔

وہ اس سے اب بنا کسی ہچکچاہٹ کے اپنی تمام باتیں شیئر کر لیا کرتی تھی۔ اس کی زندگی میں آہل واقعی ایک بہترین دوست ثابت ہو رہا تھا، جس سے بات کرتے ہوئے اسے کچھ سوچنا نہیں پڑتا تھا کہ وہ کیا کہے گا؟ کیا سوچے گا؟، بعد میں مذاق تو نہیں اڑائے گا۔ وہ اس سے سب کچھ کہہ دیتی تھی بڑے ہی مان کے ساتھ کہ وہ اسے سمجھے گا۔

اور وہ آہل مسلسل الہام کی تمام لگائی گئی امیدوں پر پورا اتر رہا تھا۔ تو وہ کیوں خوش نہ ہوتی؟

آج وہ شزا کے ساتھ شاپنگ پر آئی تھی، اسی مال میں جہاں وہ آہل
کے ساتھ آئی تھی۔ اسے بے اختیار اہل یاد آتا ہے۔ اس کے چہرے
پر مسکراہٹ آتی ہے اور ساتھ ہی آنکھوں میں اداسی بھی۔ اس نے
اہل کو مس کیا تھا، واقعی اس کے دل میں خواہش جاگی تھی کہ وہ اس
وقت اس کے ساتھ ہوتا۔

وہ شزا کے ساتھ مختلف شاپس پر چیزیں دیکھ رہی تھی۔ شزا کو وہ وہاں
اس کا برتھ ڈے گفٹ دلانے لائی تھی۔ وہ ایک شاپ پر شوز ٹرائی کر
رہی ہوتی ہے جب اسے جب الہام کو سامنے کی شاپ میں ڈسپلے پر
لگی ہوئی ایک بلیک اور ریڈ کلر کی چیک شرٹ نظر آتی ہے۔ وہ شہزا کو

شوز کی شاپ پر رکنے کا کہہ کر دوسرے شوز ٹرائی کرنے کا کہتی، اس
شرٹ والی شاپ پر آتی ہے وہاں اس نے وہ شرٹ نکلوائی تھی۔ وہ یہ
آہل کے لیے لینا چاہتی ہے، اس نے کبھی کسی قسم کی مردنہ شاپنگ
نہیں کی تھی آج پہلی بار تھا، وہ کیوں بے ساختہ یہ شرٹ لینے آ گئی
تھی۔۔۔ وہ خود بھی نہیں سمجھ پائی تھی۔ مگر اس کے اندر ایک ایکساٹمنٹ
تھی وہ لینا چاہتی تھی وہ شرٹ۔ دکاندار نے اس سے سائز پوچھا تھا
جس پر وہ کنفیوز ہوئی تھی، اس سے کوئی آئیڈیا نہیں تھا پھر جیسے کچھ
خیال آتے ہی اس نے آس پاس نظر دوڑائی تھی اور ایک شخص کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے دکاندار کو سائز کا اندازہ کروایا تھا۔ دکاندار
نے اس کے اشارے کی جانب دیکھتے ہوئے اسے سائز نکال کر دے
دیا تھا۔ وہ شرٹ ہاتھوں میں لیے اس کے چہرے پر مختلف تاثرات
تھے خوشی۔ ایکساٹمنٹ، کنفیوژن اور پتہ نہیں کیا کیا۔ اس نے پیمنٹ

کی تھی اور شرٹ کا شاپنگ بیک تھا متے باہر آگئی تھی، شاپ سے باہر نکلتے ہی اس نے اپنے ہاتھ کو ہلکا سا اوپر اٹھا کر شاپنگ بیک کو بھرپور نظر سے دیکھا تھا، جیسے وہ خود بھی یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ یہ اس نے خریدی ہے آہل کے لیے۔۔

وہ اپنی حرکت پر حیران تھی اور خوش بھی اس نے یہاں مال آنے سے پہلے سوچا تک نہیں تھا کہ وہ اس کے لیے کچھ لے گی۔ مگر اس نے شرٹ کو دیکھتے ہی بے ساختہ لمحے کے ہزار ویں حصے میں وہ اسے خریدنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔ وہ واپس شہزاد کے ساتھ پاس آتی ہے اور پھر وہ مختلف چیزیں خریدتے ہوئے ایک اچھا دن گزار کر واپس گھر آ جاتے ہیں۔۔

وہ رات کے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آتی ہے پھر آہل
 کے لیے لی ہوئی شرٹ الماری سے نکال کر بستر پر رکھ کر بیٹھ گئی ہے۔
 جیسے سوچ رہی ہو کہ اب لے تولی پر اسے دوں گی کیسے؟ یہ سوال اس
 کے دماغ سے چمٹ گیا، کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد اس نے اس
 شرٹ کو واپس ایک شاپنگ بیگ میں ڈال کر رکھا تھا پھر سٹڈی تک
 آئی تھی کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھتے کہ بعد ایک پیپر اور پین اٹھایا تھا کچھ
 سوچنے کے بعد اس نے اس پر لکھنا شروع کیا تھا۔۔۔
 ودلائس آف لو۔۔

پھر وہ نوٹ لے کر ایک بار پڑھا اور واپس بیڈ تک آتے ہوئے اس
 نے وہ نوٹ شاپنگ بیگ میں شرٹ کے ساتھ رکھ دیا تھا اور شاپنگ

بیگ اٹھا کر الماری میں۔۔

آج اس نے پہلی بار آہل کے لیے کچھ لیا تھا۔۔

ایسے اچھا لگا تھا، آہل کے لیے کچھ لینا پھر اس نے اسی طرح ہر بار مال جانے پر اس کے لیے کچھ نہ کچھ خریدا تھا اور اس طرح ایک نوٹ کے ساتھ ہی الماری میں رکھ دیا کرتی تھی۔ وہ یہ سب اسے کب اور کس طرح دینے والی تھی، وہ نہیں جانتی تھی پر اسے یہ کرنا اچھا لگنے لگا تھا۔ وقت اسی طرح گزرتا جا رہا تھا۔ آہل کو گئے کئی مہینے ہو چکے تھے۔ اس گزرتے وقت کے ساتھ اس کے اندر ایک تبدیلی آئی تھی اور وہ تھا اس کا چڑچڑان پن۔۔

آہل نے اس کی اس تبدیلی کو نوٹ کیا تھا۔ وہ بولنے لگی تھی، وہ مسکراتی تھی اس کی باتوں پر اسے میسج کرتی تھی، وہ اب اس سے خود باتیں کرتی تھی۔ وہ الہام کی ان سب تبدیلیوں کی وجہ سے بے حد خوش اور مطمئن تھا۔ بلا ناغہ اسے کال کرتا اور جانتا تھا کہ وہ اس کی کال کا انتظار کر رہی ہوتی ہے، وہ کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو اسے فون کیا کرتا تھا، وہ اب اس کی عادت بنتی جا رہی تھی الہام سے بات کیے بغیر اسے نیند نہیں آتی تھی۔

محبت جب تک محبت رہے تب تک تو ٹھیک ہوتی ہے پر محبت جب عادت بننے لگے تو جان لیوا ہو جاتی ہے۔

آحل اسے کافی مس کیا کرتا تھا۔ وہ ہر مہینے اسے پیسے بھجوا یا کرتا تھا البتہ اس نے کبھی کوئی چیز نہیں بھیجی تھی الہام کو۔

یہ کیوں بھجوائے ہیں تم نے؟ اس کے پہلی بار پیسے بھجوانے پر الہام نے

پوچھا تھا۔

کیونکہ آپ بیوی ہیں میری۔ اس نے کہا تھا۔

پر مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا تھا۔

نہ ہو۔ کوئی بات نہیں، بس یہ آپ کے لیے ہیں، آپ رکھ لیا کریں
خاموشی سے بات ختم۔ آہل الہام کو سنجیدگی سے خاموش کروا گیا تھا۔

پھر ہر ماہ اسے باقاعدگی سے پیسے بھجنے شروع کر دیے تھے، وہ ان کا
کیا کرتی تھی۔ کیا نہیں، اس نے کبھی نہیں پوچھا تھا۔

کبھی کبھی وہ الہام کو واقعی بہت مس کرتا تھا۔ کافی کافی دیر تک موبائل
میں اس کی تصویروں کو تکتا رہتا تھا، کبھی کبھی وہ اس کو مختلف شاعریاں
بھیجتا تھا، کبھی کبھی سرے راہ کسی کیل کو دیکھ کر اسے بے اختیار الہام کی
یاد آتی تھی۔ وہ خود حیران ہوتا تھا کہ اسے کس طرح اس سے اتنی محبت
ہو گئی تھی پر وہ خوش تھا بہت خوش اور مطمئن۔ وہ اس سے بات سے

بخوبی واقف تھا کہ الہام کے دل میں بھی اس کے لیے جگہ بن گئی ہے۔ کبھی کبھی اس کا دل کرتا تھا کہ اڑ کر اس تک پہنچ جائے۔

دن اسی طرح پڑھ لگا کر اڑ رہے تھے پھر ایک بات جو پچھلے کچھ دنوں سے اسے تنگ کر رہی تھی۔۔۔ وہ بات بات پر الہام کا اس سے الجھنا تھا۔ وہ ایسی نہیں تھی پر وہ اب اس طرح کیوں کر رہی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

=====

کیسا گزرا دن آپ کا آج؟ وہ اس سے ویڈیو کال پر بات کرتے ہوئے پوچھتا ہے۔

ٹھیک۔۔۔ وہ ایک لفظی جواب دیتی ہے

آپ کی نیند پوری نہیں ہو رہی کیا آج کل؟ وہ اس کی ہلکی ہلکی سرخ
پھولی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر پوچھتا ہے۔

ہو رہی ہے۔ وہ پھر مختصر جواب دیتی ہے۔

تو پھر طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی؟ وہ فکر مند ہوتا ہے۔

ہاں ہاں ٹھیک ہوں میں۔ کچھ نہیں ہوا مجھے؟ وہ اچانک جھنجھلا جاتی
ہے۔

بات کیا ہے الہام، کوئی مسئلہ ہے کیا؟ وہ حیرت سے پوچھتا ہے، آج
سے پہلے الہام نے کبھی اس سے اس طرح بات نہیں کی تھی۔ وہ اس
کی شخصیت کا حصہ نہیں تھا وہ پریشان ہوتا ہے۔

کوئی بات نہیں ہے آہل۔ کیا مسئلہ ہوگا مجھے؟ تم وہاں اپنے مسئلوں پر
توجہ دو، میرے مسئلوں کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے
تمہیں۔ وہ چڑھ کر کہتی ہے۔

اہل حقا بقا سے دیکھتا رہ جاتا ہے، وہ اس الہام کو پہلی بار دیکھ رہا ہے۔
وہ ناراض تھی تو کس بات پر تھی؟ وہ پریشان تھی تو کیا وجہ تھی؟ وہ سمجھ نہیں
پارہا۔

۔ الہام کیا ہوا ہے یار۔ کوئی پریشانی ہے تو بتائیں مجھے؟ وہ پیار سے
پوچھتا ہے۔

پاگل ہو گئی ہوں میں۔ بس، یہ پریشانی ہے۔۔ وہ غصے سے کہتی کال
کاٹ دیتی ہے۔

وہ کئی منٹوں تک ہاتھ میں فون تھا میں بے یقینی سے اسے دیکھتا رہتا
ہے پھر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے کہ مسئلہ کیا ہے پر کسی نتیجے پر نہیں پہنچ
پاتا۔ جب تھوڑی دیر بعد اسے الہام کا میسج رسید ہوتا ہے، وہ اسے
کھولتا ہے وہاں سوری لکھا ہوتا ہے وہ مزید پریشان ہوتا ہے۔

الہام پتہ نہیں کیوں مگر اب ہر چھوٹی چھوٹی بات پر چڑ جاتی تھی۔ غصے میں آ جاتی تھی، جسے گھر میں سب نوٹ کر رہے تھے۔ آسیہ اور فائزہ نے اس سے پوچھنے کی کوشش بھی کی تھی، مگر وہ خود اپنی کیفیت پر حیران تھی اور ان لوگوں کے سامنے شرمندہ بھی۔۔۔ وہ کسی کو جواب نہیں دیتی تھی، بدتمیزی نہیں کرتی تھی۔۔۔ بس وہاں سے اٹھ کر آ جاتی تھی یا کسی اور طریقے سے اپنا غصہ نکال دیتی تھی۔۔۔ کبھی چیزوں پر۔ کبھی کچن پر۔ کبھی کھانے پر۔۔۔ وہ چڑ چڑی ہو رہی تھی اور وجہ وہ خود نہیں جانتی تھی۔ اس دن آہل کے کال پر اس کے لیے فکر مند ہونے پر اسے غصہ کیوں آیا تھا۔۔۔ وہ نہیں جانتی پر بعد میں اسے احساسِ ندامت نے گھیر لیا تھا، اس نے کچھ دیر بعد آہل کو سوری کا میسج کیا تھا۔ وہ ایسا ہی کر رہی

تھی پہلے غصہ کرتی اور پھر بعد میں شرمندہ ہو کر معافی مانگتی۔

آہل نے فائزہ اور آسیہ دونوں سے الہام کے متعلق پریشان ہو کر بات کی تھی۔ وہ اس کی پریشانی کی وجہ جاننا چاہ رہا تھا۔ جس پر اس سے اس کے گھر میں بھی چڑچڑے ہونے اور غصہ کرنے کا پتہ چلا تھا۔ اب وہ واقعی فکر مند ہوا تھا، الہام ایسی نہیں تھی پر وہ ایسا کیوں کر رہی تھی؟ یہ سوال اس کے دماغ سے چمٹ گیا تھا، اس نے ایک بار پھر الہام سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

کیا بات ہے الہام؟ کوئی مسئلہ، کوئی ٹینشن ہے آپکو؟ وہ رسمی گفتگو کے بعد اصل ٹاپک پر آیا تھا۔

نہیں۔ اس نے کہا تھا۔

تو پھر اس طرح کیوں کر رہی ہیں آپ؟ وہ اب سیدھا سوال کر گیا تھا کیا کر رہی ہوں میں؟ وہ چڑھتی ہے۔

آپ کو پتہ ہے میں کیا پوچھ رہا ہوں۔ وہ سنجیدگی سے کہتا ہے۔

نہیں۔ مجھے نہیں پتا۔ وہ جواب دیتی ہے۔

الہام مسئلہ کیا ہے یا ر؟ اب وہ بے بسی سے پوچھتا ہے۔

کیوں کر رہی ہیں آپ اس طرح۔ کوئی بات ہے تو بتائیں مجھے

۔۔ وہ محبت سے کہتا ہے۔

کیا کر رہی ہوں میں اور اگر بھی رہی ہوں تو تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ وہ

الٹا اس سے غصے سے سوال کرتی ہے لہجے میں جھنجھلاہٹ ہے۔

تم کون سا یہاں ہو؟ جو میرے مسئلے سے الجھاؤ گے، جہاں ہو وہیں

کے مسئلے سلجھاؤ۔۔۔ وہ غصے میں کہتی جاتی ہے وہ اسے بے یقینی سے

دیکھ رہا ہے۔

رات بہت ہو رہی ہے۔ سونا ہے مجھے۔۔ وہ کہتی ہے، یہ کال بند

کرنے کا عندیہ تھا، وہ ایسا پہلی بار کر رہی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پایا اسے پھر

وہ خدا حافظ کہہ کر کرفون بند کر دیتا ہے۔

وہ جس جگہ بیٹھا اس سے بات کر رہا تھا، وہ وہاں سے کافی دیر تک ہل نہیں پاتا، وہ مسلسل الہام کے بارے میں سوچتا رہتا ہے جب اچانک اس کے دماغ میں کچھ کلک کرتا ہے۔ ایک جملہ الہام کا۔ وہ ایک جملہ۔۔

تم کون سا یہاں ہو جو میرے مسئلے سے الجھاؤ گے؟؟ جہاں ہو وہیں کے مسئلے سلجھاؤ۔۔

یہی! یہی تو مسئلہ تھا۔۔ کہ وہ وہاں اس کے مسئلے سلجھانے کے لیے نہیں تھا۔ مسئلہ تو وہ تھا، اس نہ ہونا تھا۔۔

جو الہام کے رویوں پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ آہل کے دماغ میں جھماکے ہونے لگتے ہیں۔ وہ اصل مسئلہ جان چکا تھا۔

اسے اس بات پر خوش ہونا چاہیے تھا کہ اس کے وہاں نہ ہونے سے

الہام پریشان ہے یا پریشان کے وہ وہاں نہیں ہے؟ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہتا ہے پھر جیسے کسی نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ آگے اس نے کیا کرنا ہے۔

=====

اگلے دن اس نے علی صاحب کو فون کر کے اپنے واپس آنے کے فیصلے سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے رائے مانگی تھی۔ انھوں نے اسے فری ہینڈ دیا تھا، اس کے ہر فیصلے میں اس کے ساتھ ہونے کا کہا تھا۔ وہ واپس آ رہا تھا یہ بات سب کو پتہ تھی سوائے الہام کے اور اس نے الہام کو بتانے سے بھی منع کیا تھا۔ وہ الہام کاری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا، جس کا سوچ کر وہ کبھی کبھی مسکرا بھی جاتا تھا۔ اس نے اپنے واپس

آنے تک سب سے الہام کا خیال رکھنے کی درخواست کی تھی۔

=====

تم واقعی واپس جارہے ہو؟ جانے سے قبل وہ اپنے ایک پاکستانی کو
لیگ سے ملنے اس کے اپارٹمنٹ آتا ہے، جہاں وہ باتوں باتوں میں
اس سے پوچھتا ہے۔

ہاں۔ وہ آرام سے کہتا ہے۔

سیریسلی؟ آہل تم سب کو چھوڑ کر واپس جارہے ہو یہاں ایک اچھی
لائف ہے۔۔۔ وہ مزید بولتا ہے۔

جانتا ہوں۔۔۔ آہل صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر کہتا ہے۔

پھر بھی؟ لوگ مرتے ہیں یا رہا سہیٹل ہونے کے لیے اور تم سب چھوڑ

کر جا رہے ہو۔ کیوں؟ وہ جیسے آہل کے جانے سے حیران تھا۔
ہاں، کیونکہ میری بیوی کو میری ضرورت ہے۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے۔
کیا صرف اس لیے؟ اسے شاک لگتا ہے۔

ہاں صرف اس کے لیے۔ آہل کافی کا سب لیتا ہوا الہام کا سوچ کر
مسکرا کر کہتا ہے۔

ہولڈ آن! تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ تم صرف اپنی بیوی کے لیے واپس جا
رہے ہو؟ وہ دوبارہ تصدیق کرتا ہے آہل سر ہلاتا ہے۔

تو اسے یہاں بلا لو سمیل۔۔ وہ چٹکی بجا کر مسئلے کا حل تلاش کرتا ہے۔

مجھے کبھی نہ کبھی تو واپس اپنے والدین کے پاس جانا ہی تھا تو پھر ابھی

جب میری بیوی کو میری ضرورت ہے تو کیوں ابھی نہیں؟ وہ آرام
سے کہتا ہے۔

تم پاگل ہو۔ وہ کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے کہتا ہے۔

میں بہت سادہ ہوں۔ زندگی میں سب کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں اور میری؟ میری فیملی اور میرے رشتے ہیں۔

میں اپنی بیوی کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ اس کے ہر احساس کو شیئر کرنا چاہتا ہوں۔۔ چاہے وہ مشکل ہو، پریشانی ہو خوشی ہو یا غم سمیٹا۔۔ میں ایک بٹی ہوئی میرڈ لائف نہیں چاہتا۔ جس میں کبھی ہم ساتھ ہوں یا کبھی نہیں۔۔ وہ آسانی سے کہتا ہے۔

تم دنیا کے ایک کلو تے ایسے پیس ہو۔ جو اس وقت میں رہ کر بھی اس طرح کی سوچ رکھتا ہے۔۔ آہل اس کی بات سن کر مسکراتا ہے۔

=====

کچھ دنوں بعد وہ واپس آ گیا تھا۔ اس کی رات کی فلائٹ تھی۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو تقریباً ایک بج رہا تھا۔ سب کھانے سے فارغ

ہو کر اپنے کمروں میں سونے جا چکے تھے، اس کے آج آنے کی اطلاع سے علی صاحب کو تھی۔ ایئر پورٹ سے گیب لے کر گھر آیا تھا وہ۔ علی صاحب نے اسے ویلکم بیک کہہ کر گلے لگایا تھا۔ فائزہ کو اس کے آنے کا پتا تھا پروہ کب آ رہا ہے اس بات کا سے انجان تھی۔ اسے اچانک دیکھ کر بے انتہا خوش ہوتی ہیں۔

کبھی کبھی ایک ان ایکسپیکٹڈ چیز انسان کو جس طرح خوش کر جاتی ہے، ایک ایکسپیکٹڈ چیز نہیں کر پاتی۔

یہی فائزہ کے ساتھ ہوا تھا وہ کئی لمحوں تک اس سے گلے لگائے اس کے وہاں ہونے کا یقین کرتی رہی تھی۔ کچھ دیرو ہیں ان کے کمرے میں بیٹھا ان سے باتیں کرتا رہا تھا، فائزہ نے اسے کھانے کا پوچھا تو جس پر اس نے انکار کرتے ہوئے کھا کر آنے کا بتایا تھا، پھر وہ ان سے اجازت لے کر اپنے کمرے تک آیا تھا، اس نے ایک ہاتھ میں

ہینڈ کیری پکڑا تھا اور دوسرے میں اس کے دوران سفر پہنا جانے والا
جیکٹ اور شولڈر پر لٹکتا ہوا ایک بیگ ۔

اس کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ رات کے تقریباً دو بج رہے
تھے۔ وہ جانتا تھا وہ جاگ رہی ہے۔ یقیناً جاگ رہی تھی وہ اور کمرے
کے دروازے کے نیچے سے نکلتی ہوئی ہلکی روشنی اس بات کا ثبوت
تھی۔ وہ جاگ رہی ہے کیونکہ زیادہ تر آہل کی اس سے بات 12
بجے کے بعد ہی ہوا کرتی تھی۔ وہ اس کے فون کے انتظار میں جاگ
رہی تھی۔ وہ میسج ضرور کیا کرتی تھی پر آج تک اس نے خود سے کبھی
آہل کو کال نہیں کی تھی۔ وہ صرف اس کے فون کا انتظار کرتی تھی اور
بڑی شدت سے کرتی تھی۔۔ آہل کو آج اس بات کا بخوبی اندازہ ہوا
تھا کیونکہ کل صبح اسکول کے لیے جاگنے کے باوجود وہ رات کے دو بجے
تک اس کے انتظار میں اٹھی ہوئی تھی۔۔ یہ سوچ آتے ہی آہل کے

چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آتی ہے۔ وہ ایک ہاتھ میں ہینڈ کیری
پکڑے دوسرے میں جیکٹ تھامے ہوئے ہاتھ سے دروازے کا ناب
گھماتا ہے، خوش قسمتی سے دروازہ لاک نہیں ہے۔ وہ بہت آہستگی
سے بنا آواز کیے دروازہ کھولتا ہے اور ہلکے ہلکے پورا کھولتا چلا جاتا ہے،
اس کے ساتھ ہی ایک نظر کمرے پر ڈالتا ہے۔ وہ اندر موجود نہیں ہے،
وہ اپنا سامان تھامے اندر آتا ہے پھر ہینڈ کیری ایک طرف دیوار کے
ساتھ لگا کر واپس مڑ کر دروازہ لاک کرتا ہے، پھر پورے کمرے پر نظر
دوڑاتا ہے کمرہ خالی ہے۔ بیڈ پر الہام کا موبائل اور دوپٹہ پڑا ہے،
بیڈ کراؤن کے ساتھ ہی تکیا اس انداز میں رکھا ہے جیسے بیڈ گراؤنڈ
سے ٹیک لگا کر کافی دیر بیٹھا گیا ہو۔ وہ اپنا جیکٹ ہینڈ کیری پر رکھتا
آگے بڑھ کر صوفے تک آتا ہے، وہاں شولڈر سے اپنا بیگ اتار کر
رکھ رہا ہوتا ہے، جب اسے واش روم کا دروازہ کھل کر بند ہونے کی

آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ واش روم کی جانب پلٹ کر دیکھتا ہے۔
وہ واش روم سے نکل کر اب واپس اس وقت کا دروازہ بند کر رہی ہے،
ایک خوبصورت مسکراہٹ آہل کے چہرے کا احاطہ کرتی ہے۔ وہ
نظریں نیچی کیے اپنے بالوں کا جوڑا درست کرتے ہوئے آگے بڑھ
رہی ہے، جب نظریں اٹھانے پر اس سے اپنے سامنے آہل کھڑا نظر
آتا ہے۔ وہ ٹھٹھک کر رک جاتی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ ہوا میں ہی
اپنے بالوں پر جم جاتے ہیں۔ وہ چند لمحے کی کیفیت میں آتی
ہے۔ آئس بلوجینز اور بلیک شرٹ میں وہ آہل ہی ہے۔ اسے اپنی
آنکھوں پر یقین کرنے میں وقت لگتا ہے۔ وہ بالکل اس کے سامنے
اس کے اپنے کمرے میں موجود ہے۔ وہ واقعی وہی ہے۔۔۔ الہام کی
آنکھوں میں بے یقینی صاف جھلک رہی ہے۔

وہ الہام کو دیکھتا ہوا مسکراتا ہے پھر اس کی ایک جگہ جم جانے پر کچھ دیر

اس کا انتظار کرتا ہے اور پھر اس کی آنکھوں میں بے یقینی کو محسوس کرتے ہوئے اس کی جانب قدم بڑھاتا ہے۔ الہام کی نظریں بدستور اسی پر جمی ہوئی ہیں۔

یقین نہیں آرہا۔۔۔ وہ اس کے قریب اس کے بالکل سامنے کھڑا ہو کر ہلکا سا جھک کر پوچھتا ہے۔

نہی۔۔۔ وہ بنا پلک جھپکائے یہ جواب دیتی ہے۔

تو یقین کر لیں۔۔۔ وہ اب واپس پیچھے ہوتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہے۔

کیسے؟ یک لفظی جواب آتا ہے۔

مجھے چھو کر۔ وہ مسکراتی آنکھوں سے کہتا ہے۔

تم غائب ہو گئے تو؟ اس کی آنکھوں میں اندیشے ابھرتے ہیں۔

نہیں ہوں گا۔ وہ سر ہلا کر کہتا ہے۔

پھر بھی ہو گئے تو؟ وہ پوچھتی ہے بے یقینی شک، اندیشے، خوف، ڈر
ایک آنکھیں اور ہزار رنگ۔۔

تو پھر آپ پکڑ کر خود کے ساتھ باندھ لیجئے گا مجھے۔ وعدہ ہے زندگی بھر
کہیں نہیں جاؤں گا۔ وہ ایک قدم اس کی جانب بڑھاتا محبت سے
کہتا ہے۔ ان کے درمیان صرف چند انچ کا فاصلہ رہ گیا ہے۔

الہام اب واقعی آہستگی سے اپنے ہاتھوں کو ہمت اور حرکت دیتی اس
کی جانب چھونے کے لیے بڑھاتی ہے۔ وہ خاموشی سے الہام کو دیکھ
رہا ہے جیسے اس کی حرکت سے محفوظ ہو رہا ہوں، وہ اپنا ہاتھ اس کے
بازو تک لاتی ہے، وہ واقعی اسے چھو کر اس کے ہونے کا یقین کر رہی
ہے، وہ اسے چھوتی ہے۔ وہ غائب نہیں ہوتا۔ اس کی آنکھوں میں
ایک اور احساس کا اضافہ ہوتا ہے وہ ہے خوشی۔۔ وہ پھر سے ایک بار
چھوتی ہے، جیسے دوبارہ کنفرم کر رہی ہو۔ وہ پھر سے غائب نہیں ہوتا

۔۔ آہل کے چہرے پر اس کی دوسری بات وہی عمل دہرانے پر
مسکراہٹ گہری ہوتی ہے۔ وہ الہام کے ہاتھوں کو خود کو چھوتے
ہوئے دیکھ رہا ہے الہام کی نظریں بھی اس کے اپنے ہاتھوں پر ہیں۔
اسے دوسری بار چھونے کے بعد الہام کی آنکھوں کے تمام منفی
احساسات اچانک کہیں غائب ہو جاتے ہیں، اب وہاں نمی ابھرتی
ہے جو آہستہ آہستہ بڑھنے لگتی ہے۔

وہ الہام کے چہرے اور آنکھوں کو بغور پڑ رہا ہے۔ وہ نظریں اٹھا کر
اسے دیکھتی ہے اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھرتی ہے، اس
کے چہرے کو آنکھوں سے نکلنے والا پانی بھگونا شروع کر دیتا ہے، وہ
آنکھوں میں امید خوشی نمی اور بے یقینی لیے نظریں اٹھا کر آہل کو دیکھ
رہی ہے۔ وہ آگے بڑھتا ہے، بالکل اس کے قریب اپنے ہاتھوں سے
اس کا چہرہ تھامتے ہوئے اس کے آنسوؤں کو صاف کرتا ہے، الہام

اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے خود کے چہرے کو تھامے ہوئے
ہاتھوں کی کلائیاں تھام لیتی ہے، وہ اس کے آنسو صاف کرتا ہے پھر
محبت سے اس کا ماتھا چومتا ہے وہ نظریں جھکا لیتی ہے۔ اس کی
آنکھوں سے اب باقاعدہ آنسو بہنا شروع ہو جاتے ہیں وہ بے ساختہ
آہل کے سینے سے لگ کر رونا بے آواز رونا شروع کر دیتی ہے۔ آہل
کو اس کے رونا محسوس ہو رہا ہے، الہام کے آنسو آہل کی شرٹ
بھگاتے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اسے تھام لیتا ہے وہ کچھ
دیر اسی طرح روتی رہتی ہے۔ وہ اسے بالکل بھی چپ نہیں کراتا بلکہ
خود سے لگائے کھڑا رہتا ہے، جب وہ اسی طرح رونے کے بعد جھٹکے
سے اسے الگ ہوتی، اس کی آنکھوں میں اب آہل کو ایک اور احساس
نظر آتا ہے، جو باقی تمام احساسوں پر بھاری پڑ جاتا ہے۔ غصہ۔۔۔
آہل کو اس کی آنکھوں میں غصہ دکھائی دیتا ہے۔

کیوں آئے ہو تم؟ وہ غصے سے اسے دیکھتی ہوئی کہتی ہے۔

الہام۔۔ وہ اس کی جانب بڑھتا ہے۔

کیا الہام کیوں آئے ہو تم یہاں؟ کیوں؟ وہ غصے سے کہتی ہے اپنے
گالوں پر بہتے آنسوؤں کو صاف کرتی ہے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے
رہے۔

میں آپ کے لیے آیا ہوں الہام۔ وہ کہتا ہے۔

میرے لیے؟ وہ طنز یہ پوچھتی ہیں۔

نہیں آنا چاہیے تھا تمہیں۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی ہے۔

کیوں آئے ہو تم؟ چلے جاؤ۔۔ وہ باقاعدہ چیختی ہے۔

واپس چلے جاؤ آہل۔۔

جاؤ۔۔۔ وہ غصے سے کہتی ہے اس کے آنسوؤں میں روانی آنے لگتی

ہے جنہیں وہ بڑی بے دردی سے صاف کرتی ہے۔ آہل کو اس کے

روپے کی توقع بالکل نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا وہ غصہ کرے گی، چڑے گی۔ پر اس سے جانے کا بول دے گی واپس۔۔۔ یہ اس نے نہیں سوچا تھا وہ حیران سا اسے دیکھ رہا ہے۔

ٹھیک ہے، میں ہی چلی جاتی ہوں۔۔۔ وہ آہل کو وہی کھڑا چھوڑ چھوڑ کر خود بیڈ کے جانب بڑھتی اپنا دوپٹہ اٹھاتی ہے اور دروازے کی جانب قدم بڑھاتی ہے۔ جب آہل اپنی حیرت سے نکل کر اس کے پیچھے آتا ہے وہ اسے پکارتا ہے، وہ دروازے کی جانب قدم اٹھاتی ہے بنا اسے جواب دیے اسے اگنور کر کے۔۔۔ آنسو اس طرح بہے جا رہے ہیں جیسے اندر پہلے سے کوئی دریا یا سمندر موجود ہو۔ وہ آگے بڑھ کر پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر رکتا ہے۔ وہ رکتی ہے پر اس کی جانب پلٹتی نہیں ہے۔

کیا ہو گیا ہے؟ وہ پریشان سا پوچھتا ہے۔

کیوں کر رہی ہیں آپ اس طرح؟ وہ اب خود قدم بڑھاتا ہے اس
تک آتا ہے اس کو اپنی جانب موڑتا ہے وہ خاموشی سے مڑ جاتی ہے سر
جھکائے، وہ اس سے چند لمحے دیکھتا رہتا ہے وہ بنا اسے دیکھے نظریں
ملائے سر جھکائے کھڑی ہے۔

الہام۔۔!! وہ اسے پکارتا ہے۔

تمہیں نہیں آنا چاہیے تھا۔ وہ اسی طرح سر جھکائے سرنفی میں ہلا کر کہتی
ہے۔

تم کیوں آئے ہو؟ اس کی آواز روہانسی ہو جاتی ہے۔

میں آپ کے لیے آیا ہوں الہام۔۔ وہ اسے دیکھتا نہایت محبت سے
کہتا ہے وہ سراٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

ہمارے لیے۔۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

کیا فائدہ؟ وہ بھیگے چہرے کے ساتھ کہتی ہے۔

تم کچھ دن رہو گے، میرا خیال رکھو گے۔۔ پھر میں تمہاری عادی
ہونے لگوں گی۔ میرا دل تمہاری طرف مائل ہوگا اور۔۔ وہ کہتے کہتے
پھر سر جھکا لیتی ہے جیسے ضبط کی کوشش کر رہی ہو۔

پھر تم چلے جاؤ گے۔۔ میں پھر سے اکیلی ہو جاؤں گی تنہا۔ وہ بہت
آہستگی سے سر جھکا ایک بار پھر اس کی آنکھوں سے رواں ہوتے ہیں

-

پھر ثابت ہوا۔۔ اس کا اندازہ ٹھیک تھا۔ مسئلہ وہ خود تھا۔۔

الہام کا مسئلہ آہل تھا۔۔ اس کا یہاں نہ ہونا تھا۔

میں ہمیشہ کے لیے آیا ہوں الہام۔ وہ اس کے نزدیک ہوتے ہوئے

اپنے دونوں ہاتھوں میں اس کے ہاتھ تھام کر نرمی سے کہتا ہے۔

سب کچھ چھوڑ کر۔ وہ اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔ وہ سراٹھا کر اسے حیرت

سے دیکھتی ہے جیسے اس نے غلط سنا ہو۔

اب کہیں نہیں جاؤں گا۔۔ وہ نفی کہتا ہے وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی ہے، اسے اس سے اس جواب کی بالکل امید نہیں تھی بلکہ اسے تو کبھی کسی جواب کی کوئی امید ہی نہیں تھی۔ وہ تو بس اس پر اپنا غصہ اپنا ڈر اپنا خوف اور اپنے اندیشے سب نکال رہی تھی، بنا کچھ سوچے جیسے وہ بھری بیٹھی تھی اور اب اسے اپنے سامنے دیکھ کر سب کچھ کہہ دینا چاہتی تھی اور سب کہہ بھی گئی تھی۔

اور اگر گیا بھی تو آپ کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔۔ پکا۔ وہ اب اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو سدھارنے میں مصروف تھا۔ اس کے آنسو صاف کرنے میں، اسکے بکھرے ہوئے بال سمیٹنے میں۔ تم۔ تم واقعی نہیں جاؤ گے؟ وہ حیران کسی اٹک اٹک کر پوچھتی ہے۔ نہیں۔۔ وہ اب آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما ہوا اس کا چہرہ دیکھتا ہے پھر اس کے ماتھے پر اپنا ماتھا ٹکاتے ہوئے کہتا ہے۔

پکا! نہیں جاؤں گا۔ وہ اس کے ماتھے تھے ماتھا ٹکائے مسکرا کر کہتا ہے۔
الہام کو اس کی آنکھوں میں بھی نمی محسوس ہوتی ہے وہ مسکراتی ہے۔

آنسو کے درمیان کی مسکراہٹ بھی کتنی خالص ہوتی ہے نا۔۔ ہر
ملاوٹ سے پاک حسین اور خوبصورت

صبح اس کی آنکھ کھلتی ہے تو الہام اسے بستر پر نظر نہیں آتی۔ وہ اس کی
تلاش میں سیدھا ہوتا ہوا نظر دوڑاتا ہے جب اسے وہ ڈریسنگ کے
سامنے گھرتیار ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس پر نظر پڑتے ہی آہل کے
چہرے پر مسکراہٹ آتی ہے پھر وہ بیڈ پر کمفرٹر ہٹاتا ہوا بیڈ کراؤن سے

ٹیک لگا کر ہلکا سا بیٹھتا ہے اور گھڑی پر نظر ڈالتا ہے صبح کے سات بجے
رہی ہے، کمرے میں گھڑکی کے پردوں سے جھلکتی ہلکی ہلکی روشنی اندر
رہی ہے، اندر چلتے ہوئے اے سی کی ٹھنڈک اب بھی اسے سونے پر
اکساتی ہے۔

جانا ضروری ہے کیا؟ وہ الہام کو دیکھتے ہوئے جمائی لیتے ہوئے کہتا
ہے۔ آہل کی آواز پر اس کے لپسٹک لگاتے ہاتھ اچانک رکتے ہیں
، وہ سامنے شیشے میں اس کے عکس کو دیکھتی ہے پھر سر ہلاتے ہوئے ہاں
میں جواب دیتی ہیں اور لپسٹک لگانے میں مصروف ہو جاتی ہے۔
یار۔۔ وہ ادا سی سے کہتا ہے اب وہ لپسٹک بند کر کے رکھ رہی ہے
۔ جب اس کے یار کہنے پر شیشے میں اس کے عکس کو دیکھتی ہے، وہ
پھر جمائی لیتا ہے وہ مسکراتی ہے۔

تم اتنی جلدی کیوں اٹھ گئے؟ اب وہ اپنا بیگ چیک کر رہی ہے۔

آنکھ کھل گئی تو آپ کو تیار ہوتا دیکھا۔ پھر اٹھ گیا۔ وہ انگڑائی لیتے ہوئے کہتا ہے۔

ناشتہ کرنا ہے تو پھر جلدی آ جاؤ نیچے۔۔ وہ اس سے کہتی اپنا دوپٹہ ہینگر سے نکالتی ہے۔

نہیں ابھی اور سوؤں گا میں۔ ویسے بھی اتنے دنوں بعد اتنی مزے کی نیند آئی ہے مجھے۔ وہ دوبارہ لیٹتے ہوئے کہتا ہے وہ ایک نظر اٹھا کر آہل پر ڈالتی ہے پھر اپنا بیگ اٹھا کر کندھے پر لیتی ہے۔

اچھا سنیں! کل کی چھٹی کی درخواست دے کر آئیے گا اپنی۔ وہ جیسے یاد آنے پر اسے بیگ اٹھا تا دیکھ کر کہتا ہے

کیوں؟ وہ حیرت سے اسے پوچھتی ہے۔

بس کل نہیں جائیں گی آپ۔ اب وہ سر تکیہ پر لگائے اوندھے منہ

لیٹتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے اور پھر خدا حافظ کرتی

اپنا سامان اٹھاتی باہر نکل جاتی ہے، وہ واپس آنکھیں بند کی نیند کی
واد یوں میں گم ہو جاتا ہے۔

وہ سکول میں کلاس لے رہی ہے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ صاف
ظاہر ہو رہی ہے۔ وہ بچوں کو ٹیسٹ دینے کے بعد دروازے کے
ساتھ لگی چہر پر بیٹھ جاتی ہے۔ بار بار اس کے ذہن میں آہل کا خیال آ
رہا ہے، وہ اسے میسج کرنے کا سوچتی ہے پر سر جھٹک کر مسکراتی ہوئی
خود ہی خیال رد کر دیتی ہے۔ اس کے چہرے پر اطمینان ہے، خوشی
ہے، اس کے اندر سکون ہے، جیسے اس کے سارے مسئلے ساری
اداسیاں ہی غائب ہو گئی ہوں۔

میں آپ کے لیے آیا ہوں الہام۔۔ اسے آہل کی کہی گئی بات یاد آتی ہے۔

ہمارے لیے۔ وہ مسکراتی ہے۔

اسے آہل کے اس طرح آنے کی امید نہیں تھی۔ وہ اس سے یاد کرتی تھی اس کی کمی محسوس کرتی تھی، اس نے محبت بھی کرنے لگی تھی۔۔ تب بھی کچھ کہے نہیں پائی تھی اور اب اچانک اس کے آجانے پر اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے۔۔ خوشی اور بے یقینی کے ساتھ ساتھ اس کے اندر اندیشوں بھی سراٹھایا تھا، اس کی خوشی پر اچانک ہی اس کے کچھ دنوں میں واپس چلے جانے کا خوف اٹھ آیا تھا۔ جو اس کے ہر احساس پر غالب آ گیا تھا ...

=====

وہ تقریباً ایک 11 بجے کے قریب اٹھا تھا پھر فریش ہو کر نیچے آیا تھا۔
جب اسے کچن میں فائزہ بیگم ملی کی وہ کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔
کیا ملے گا ناشتے میں امی؟ وہ بیٹھتے ہوئے پوچھتا ہے
پراٹھا اور آملیٹ بنایا ہے تمہارے لیے۔ وہ اس کا ناشتہ نکالتی ہوئی کہتی
ہیں۔

اتنے دنوں بعد آپ کے ہاتھ کا ناشتہ کروں گا۔ وہ پلیٹ اپنے آگے
کرتے ہوئے بولتا ہے وہ مسکراتی ہیں۔

اب وہ ناشتہ اپنے سامنے دیکھتا کھانے کی تیاری پکڑتا ہے فائزہ بھی
وہیں اس کے ساتھ بیٹھ جاتی ہیں۔

زبردست امی مزہ آگیا۔

وہ پہلا نوالا منہ میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔

پورا ختم کرنا۔

فکر ہی نہ کرے۔۔ وہ مزے سے دوسرا نوالہ بناتا ہے۔

اچھا سنو! الہام کو لے کر بھائی کے گھر چلے جانا، فاطمہ تو ہے نہیں
ملک میں ورنہ اس سے بھی مل آتے، خیر انہیں تمہارے آنے کا تو پتہ
ہے پر تم آچکے ہو، اس کا نہیں پتا۔ تو اچھا یہ الہام بھی مل آئے گی ان
سے۔ وہ کہتی ہیں۔

جیسا آپ کہیں۔ وہ ناشتے سے انصاف کرتے ہوئے بولتا ہے۔
آج کل ویسے ہی بڑی اداس اور چڑچڑی ہو گئی ہے۔ اچھا ہے باہر
نکلے گی گھر سے ہو کر آئے گی تو موڈ بہتر ہو جائے گا اس کا۔
بلکہ ایسا کرنا اگر وہ رہنا چاہے تو دو تین دن اسے چھوڑ دینا وہی۔۔ وہ
کچھ سوچتے ہوئے کہتی ہیں۔ جس پر اچانک آہل کا کھاتا ہوا ہاتھ رکتا
ہے وہ انہیں بیچارگی سے دیکھتا ہے۔

کیا ہوا کھا کیوں نہیں رہے؟ وہ بنا اس کی جانب دیکھے اس کے

ہاتھوں کو دیکھ کر پوچھتی ہیں۔

کھار ہا ہوں امی۔۔۔ وہ مظلومیت سے کہتا پھر کھانے میں مصروف ہو جاتا ہے۔

وہ اسکول سے باہر نکل کر گاڑی کی تلاش میں نظر دوڑاتی ہے تو اسے آہل سامنے گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا نظر آتا ہے۔ اپنی کلیگ سے مل کر اس کی جانب بڑھتی ہے۔

تم۔۔۔ وہ اس کے قریب آتے پوچھتی ہے وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوتا گاڑی کا دروازہ کھولتا ہے۔

ایٹ یور سروس۔۔۔ وہ مسکرا کر گاڑی کے دروازہ کھولتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ بھی بھنویں اچکا کر اندر بیٹھ جاتی ہے، وہ دروازہ بند کر کے اپنی

طرف آتا ہے اور اندر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرتا ہے۔ الہام ایک
بھر پور نظر اس پر ڈالتی ہے۔ بلیک پینٹ اور لائٹ بلو شرٹ پہنے
آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ واقعی بہت ہینڈسم لگ رہا ہے۔

تم کیوں آئے لینے، ڈرائیور کہاں ہے؟ وہ پوچھتی ہے
وہ کہاں ہے، اس کا تو مجھے پتہ نہیں ہاں البتہ مجھے یہاں ہونا تھا۔۔۔ یہ
مجھے ضرور پتہ ہے۔ وہ ٹریفک سے گاڑی نکالتے ہوئے باہر دیکھ کر کہتا
ہے۔ وہ اسے دیکھتی ہے۔

کہاں جانا ہے لنچ پر؟ وہ باہر روڈ پر نظریں جمائے پوچھتا ہے۔
ہم گھر نہیں جا رہے؟ وہ اسے دیکھ کر پوچھتی ہے۔
بالکل بھی نہیں۔ وہ آرام سے کہتا ہے۔

پھر؟

پہلے لنچ، پھر ماموں کے گھر۔۔۔ وہ آرام سے اپنا پلان بتاتا ہے وہ

اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے۔

وہ ایک اچھے سے ریسٹورنٹ سے لنچ کرنے کے بعد اب طالب کے
ہاں بیٹھے ہیں۔ طالب آفس میں ہیں۔ آسیہ چانک سے ان دونوں کو
دیکھ کر خوشی سے بھولے نہیں سماتی فوراً طالب کو فون کر کے گھر بلاتی
ہے۔ ابھی وہ دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے ہیں
جب آسیں ہ اٹھ کر کچن میں جاتی ہیں اور آ حل موقع پا کر الہام کی
جانب ہلکا سا جھکتا ہوا کہتا ہے۔

پلیز تھوڑا جلدی کر لیں۔۔۔ وہ اس کے کان میں آہستگی سے کہتا ہے۔
کیا مطلب۔۔۔ وہ نہ سمجھی سے اسے دیکھتی ہے۔

مطلب ہمیں کہیں اور بھی جانا ہے، اس لیے تھوڑا جلدی سی آف کر
لیں پلیز۔۔۔ وہ معصومیت سے کہتا ہے۔

اب کہاں جانا ہے؟ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی ہے۔

ابھی تو ابوبھی آنے والے ہیں۔ جلدی کیسے نکل سکتے ہیں؟ وہ کہتی ہیں
-

پتہ ہے ماموں بھی آنے والے ہیں اسی لیے تو کہہ رہا ہوں۔۔ جلدی
جلدی مل کر چل لیجئے گا۔ وہ کوئی انتہا کی معصوم شکل بنا کر آہستگی سے
کہتا ہے۔

آہل میں کیسے۔۔؟ وہ ابھی اسے دیکھ کر کہہ رہی ہوتی ہے جب
طالب اندر داخل ہوتے ہیں ان کے پیچھے ہی آسیہ بھی۔۔ ان کو دیکھ
کردونوں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ طالب خوشی سے آہل کو گلے لگاتے
ہیں، پھر الہام کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے بھی ساتھ لگاتے ہیں دعا
دیکھتے ہیں۔ تب تک آسیہ ملازمہ سے ٹیبل پر چائے اور ناشتہ لگواتی
ہیں۔

کھانے کا وقت ہے ویسے تو پھر پتہ نہیں تم لوگ کھانا کھا کر کیوں آگئے

ہو؟ یہیں کھانا کھاتے۔۔ آسیہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہتی ہیں۔
مامی جیسے ہی الہام اسکول سے نکلی۔۔ انہوں نے بھوک بھوک کا شور
مت جانا شروع کر دیا۔ وہ مظلومیت سے ٹیبل پر سے چپس کی پلیٹ
اٹھاتا ہوا کہتا ہے، الہام حیرت سے جھٹکا کھا کر پلٹ کر اسے دیکھتی
ہے۔

پھر کیا کرتا ہے میں۔۔ مجبوراً کھانا پہلے کھانا پڑا انہیں۔۔ اب وہ ایک
چپس اٹھا کر منہ میں ڈالتا ہوا مزید کہتا ہے۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ
رہی ہے۔

ورنہ آپ کو تو پتہ ہے ماموں۔ مجھے مامی کے ہاتھ کا کھانا کتنا پسند
ہے۔ اب وہ دوسری چپس اٹھاتا ہے، الہام کو بالکل نظر انداز کرتا
ہے۔ طالب کی جانب متوجہ ہوتا بول رہا ہے وہ اسے دیکھ کر رہ رہ جاتی
ہے۔

امی میں ذرا کمرے سے ہو کر آتی ہوں۔۔ الہام ایک نظر اس پر ڈال کر آسیہ سے کہتی ہے وہ ہر نکل جاتی ہے۔ وہ وہاں آسیہ اور طالب سے باتوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔

=====

امی۔ بھابھی نہیں آئی سکول سے ابھی تک؟ عائزہ فائزہ سے پوچھتی ہے۔

وہ آہل کے آنے کا سن کر ملنے چلے آئی ہے، پردوں کو گھر پر نہ پا کر پیا کر بولتی ہے۔

ہاں وہ آہل اس کو اسکول سے لے کر بھائی کے ہاں گیا ہے۔ فائزہ

جواب دیتی ہیں۔

واہ کیا بات ہے ہمارے بھائی کی۔ آتے کے ساتھ ہی سسرال کے
چکر لگانے نکل پڑے۔ وہ طنز سے کہتی ہے فائزہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی
ہیں۔

میرے کہنے پر گیا ہے وہ۔۔ وہ سختی سے کہتی ہیں
عائزہ خاموش ہو جاتی ہیں۔

=====

طالب کے گھر سے واپسی پر وہ اسے لے کر ساحل سمندر پر آ گیا۔
غروب ہوتا ہوا سورج اور اس کی ہر سو پھیلی نارنگی سی روشنی۔ پرندوں کا
اپنے گھونسلوں کی جانب اڑنا اور ساحل کا شور اور ہلکی ہلکی تازہ و

ماحول کو خوبصورت بناتے ہوئے انسان پر ایک خوشگوار احساس چھوڑ رہی ہے۔

یہاں آنے کے لیے تم مجھے امی کے گھر سے جلدی اٹھا کر لائے ہو؟ وہ اسے رعب جماتے کی ہوئی کہتی ہے۔

کیوں اچھا نہیں لگ رہا کیا؟ وہ الٹا اس سے پوچھتا ہے۔
سمندر کسی اچھا نہیں لگتا۔ اب وہ ایک نظر غروب ہوتے ہوئے سورج کو دیکھ کر کہتی ہے۔

آئیں پانی تک چلتے ہیں۔ اب وہ اپنی پیٹ فوٹڈ کرتے ہوئے بولتا ہے پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ آہستہ ساحل کی لہروں تک جاتا ہے۔
لہریں اس کے پاؤں کو چھوتی ہے۔ الہام کے چہرے پر بھی اختیار مسکراہٹ آتی ہے لہروں کے اپنے پاؤں کو چھونے پر۔

مجھے سن سیٹ بہت پسند ہے۔ وہ اب سمندر کے اندر سورج کب

اترتے ہوئے دیکھ کر کہتی ہے۔

جانتا ہوں۔ وہ بھی سورج کی جانب دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

کیسے؟ وہ پوچھتی ہے۔

شہزادے نے بتایا تھا۔ وہ معصومیت سے کہتا ہے۔

اسی لیے تو یہاں آئے ہیں ہم۔ وہ مزید کہتا ہے۔

کتنا خوبصورت منظر ہے سمندر میں ڈوبتا ہوا سورج، ارد گرد آسمانوں

پراڑتے اپنے گھروں کو لوٹتے ہوئے پرندے، ہلکی ہلکی کم ہوتی ہوئی

سورج کی کرنیں اور کھلا کھلا سمندر۔ ساحل پر کھڑے وہ دونوں اور

ساحل پر ان کے پیروں کو سمندر کی لہریں۔

ابھی وہ اس منظر میں کھوئے ہوئے غروب ہوتے ہوئے سورج کو

دیکھ رہے ہیں جب آہل کامو بائل بجاتا ہے۔ فائزہ کی کال ہے، وہ اس

سے واپسی کا پوچھتے ہوئے عائزہ کے آنے کی اطلاع دیتی ہیں۔ وہ

سن کرواپس موبائل جیب میں رکھتا ہے۔
گھر چلنا ہوگا ہمیں۔ وہ الہام ہاتھ پکڑ کر کہتا ہے وہ سر ہلاتی ہے۔
ویسے میرا واپسی کا اتنی جلدی کوئی ارادہ نہ تھا۔ مجھے ڈنر بھی باہر ہی کرنا
تھا۔ وہ بے چارگی سے کہتا ہے۔ وہ کچھ دیر وہاں گزار گھر واپسی کے
لیے مڑتے ہیں۔

فائزہ علی اور عائزہ کے ساتھ بیٹھتی باتیں کر رہی ہیں جب وہ دونوں
اندراخل ہوتے ہیں وہ سلام کرتے ہیں۔ وہ مسکرا کر عائزہ کی طرف
بڑھ کر اسے گلے لگاتا ہے۔

بھائی آپ تو شادی کے بعد بالکل بدل گئے، آتے ہی اپنے سسرال

اور بیوی کے ہو گئے۔ بہن کی یاد بھی نہیں آئی۔۔ وہ شکایت کرتی ہے۔

عائزہ ... علی صاحب اسے ٹوکتے ہیں۔ آہل ایک نظر اس پر اور علی پر ڈال کر فائزہ کو دیکھتا ہے۔ الہام سر جھکائے بیٹھی ہے۔

ارے ایسی کوئی بات نہیں ہے میری پیاری بہن۔ تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں۔ میں ابھی واپسی پر تمہاری طرف ہی جانے کا ارادہ تھا ہمارا، اتنے میں امی کا فون آ گیا کہ تم یہیں آئی ہوئی ہو، وہ اس کے برابر میں بیٹھتا پیار سے کہتا ہے۔

بس رہنے دیں بھائی۔۔ بھابی کے آگے اب ہم کہاں نظر آئیں گے آپ کو۔۔ وہ نخرے دکھاتی ہوئی بولتی ہے۔ فائزہ بے بس سی علی کو دیکھتی ہیں وہ انہیں آنکھوں سے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ کیسے نظر نہیں آو گی؟؟ تم سب نظر آؤ گے اور ہمیشہ نظر آؤ گے، میری

نظر اتنی کمزور نہیں ہیں عائزہ۔ وہ اب اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتا ہوا کہتا ہے۔

بس ذرا اب سے زمہداریاں بڑھ گئی ہیں تمہارے بھائی کی۔ اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہے وہ سمجھی۔ اب دوبارہ اس طرح کی باتیں مت سوچنا وہ اسے سمجھاتے ہوئے کہتا ہے۔
یار بھائی۔۔ وہ کہتی نہیں لگتی ہے۔

عائزہ دیکھو جس طرح شادی کے بعد لڑکیوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں نہ بالکل اسی طرح لڑکوں کی بے ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، انہیں بھی سب مینج کر کے چلنا پڑتا ہے۔ وہ کسی ایک کی سائیڈ لے کر ایک کی طرف نہیں ہو سکتے، انہیں اپنے گھر والوں اور بیوی دونوں کو مینج کرنا پڑتا ہے، اس میں شاید کچھ کوتاہی ہو جائے پر اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے گھر والوں سے دور ہو گئے یا بدل گئے ہیں۔

ایک لڑکی اس کی وجہ سے سب چھوڑ کر آتی ہے تو اس کا بھی فرض بنتا ہے کہ اسے کچھ وقت دے، اسے سمجھیں اور دوسری طرح گھر والوں کو بھی اسے سمجھنا چاہیے۔ اس طرح زندگی خوبصورت اور آسان ہوتی ہے عائرہ۔۔ وہ اسے پیار سے آہستگی کے ساتھ سمجھا رہا ہے۔

باقی سب بھی وہاں اس کی باتیں سن رہے ہیں۔ علی کے چہرے پر مسکراہٹ جھلکتی ہے فائرہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی ہیں الہام۔۔ الہام تو حیران ہی ہو رہی ہے بس۔

یار ہم لڑکے بیچارے تو سینڈوچ بن جاتے ہیں۔ بیوی کی سنو یا اس کا ساتھ دو تو جو رکا غلام بدل گئے ہو اور گھر والوں کی سنو تو بیچاری بیوی کیا سوچے۔۔ جس کے لیے وہ آئی ہے اسے ہی اس کی قدر نہیں۔۔ کہاں جائیں ہم بیچارے لڑکے۔۔ وہ مظلومیت سے کہتا ہے۔ علی صاحب قہقہا بلند ہوتا ہے سب حیرت سے انہیں دیکھتے ہیں۔

بیٹا آج جس طرح سے لڑکوں کی وکالت تم نے کی ہے، آج تک دنیا میں اتنی ہمت کسی کہ پاس نہیں آئی ہوگی کہ اپنی بیوی ماں اور بہن کے سامنے اپنی بیچاریگی کا رونا روتے ہوئے اپنی کشتی کو پار لگالے۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب دیکھ کر کہتے ہیں۔

آخر بیٹا کس کا ہوں بابا۔۔۔ وہ کالرا ونچا کرتا ہوا ایک آنکھ دبا کر کہتا ہے اور سب مسکرا کر رہ جاتے ہیں۔

اب بتاؤ عازہ کیا تمہیں اچھا لگتا ہے؟ جب تمہارے میاں جی تمہیں اہمیت یا وقت نہیں دیتے یا پھر تمہارے سسرال والوں کو اچھا لگتا ہے جب وہ تمہیں اہمیت دیتا ہے؟؟ واپس اس کی جانب پلٹ کر پوچھتا ہے۔

نہیں۔ وہ سر جھکائے کہتی ہے۔

تو کبھی اس بیچارے کا اور اپنے مظلوم بھائی کا بھی سوچ لیا کرو یا رکہ ہم

بیچارے کیا کریں؟ کیسے سب کو ایک ساتھ لے کر چلے؟ کتنا مشکل ہوتا ہے ہمارے لیے بھی سب کو ایک ساتھ میچ کرنا کہ کسی دوسرے کو کوئی شکایت نہ ہو۔ ایسے میں تو تمہیں ہمارا ساتھ دینا چاہیے نہ۔ وہ اس سے پیار سے پوچھتا ہے وہ سر جھکاتی ہے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کو درگزر کرنے سے رشتے خوبصورت ہوتے ہیں، انہیں دل میں رکھنے سے وہ بوجھ بن جاتے ہیں۔ وہ مزید کہتا ہوا ایک نظر عائرز پر ڈالتا ہے، سب بڑی خاموشی اور سنجیدگی سے اسے سن رہے ہیں۔

لیکچر اچھا دیکھتا ہوں نا میں ویسے؟ وہ سب کو چھیڑتا ہوا آخر میں بولتا ہے سب مسکراتے ہیں ا۔ پھر باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں ...

=====

اگلی صبح وہ سو کر اٹھتا ہے تو الہام کمرے میں موجود نہیں ہوتی وہ فریش ہو کر نیچے آتا ہے تو اسے فائزہ۔ عائزہ کے ساتھ وہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا دیکھتا ہے۔ آج وہ اسکول نہیں گئی ہے اس نے چھٹی لی ہے۔ وہ سب مل کر ناشتہ کرتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف ہیں، وہ بھی وہیں آ کر بیٹھ جاتا ہے۔

کیا باتیں ہو رہی ہیں؟ وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتا ہوا کہتا ہے۔

عائزہ کچھ دنوں کے لیے وہیں رہنے آئی ہے۔

ہم شاپنگ جانے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ عائزہ آ حل کو دیکھتے ہوئے چہک کر کہتی ہے۔

شاپنگ کون کون جا رہا ہے۔؟ وہ اپنی پلیٹ میں ناشتہ نکالتا ہوا کہتا ہے ہم تینوں لیڈرز۔۔ وہ مزے سے چائے کاسپ لیتے ہوئے کہتی ہے۔

آہل نظر اٹھا کر تینوں کو باری باری دیکھتا ہے۔

ہم نے سوچا آج بھابی گھر پر ہیں اور میں بھی۔ تو کیوں نہ ہم کچھ

پلان کر لیں تو ڈیسا نڈیہ ہوا کہ ہم آج لیڈ یز ڈے آؤٹ منائیں

گے۔ اب وہ انڈے کا ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے مزے سے کہتی

ہے۔ الہام خاموشی سے ناشتہ کر رہی اور فائزہ چائے پیتے عائزہ کی

باتیں سن رہی ہیں۔ آہل اس کی بات پر بہنویں اچکاتا ہے۔

پہلے ہم پالرجائیں گے، پھر اس کے بعد لنچ کریں گے اور پھر شاپنگ

وہ مزے سے پورا پلان بتاتی ہے۔

مطلب پورا دن باہر گزارنا ہے۔ وہ ایک ہاتھ سے نوالہ توڑتا ہوا کہتا

ہے۔

جی بالکل ہمارا بھی تو حق بنتا ہے کبھی کبھی ہم بھی اپنی زندگی سے اپنی

مرضی سے کوئی دن گزار لیں۔۔ وہ اب کوئی ڈرامائی انداز میں

ایموشنل ایکٹنگ کر کے کہتی ہے، جس پر سب کی ہنسی چھوٹ جاتی ہے

-

ڈرامے باز کہیں کی فائزہ کہتی ہیں۔

تو ہم جارہے ہیں بس۔۔ آج اپنی مرضی سے اپنی زندگی کا دن جینے
اور آپ رہیں آج گھر پر۔ آرام کریں، ٹی وی دیکھیں انجوائے
کریں۔۔ وہ مزید فلمی انداز میں کہتی ہے آہل مسکراتا ہے پھر الہام کو
دیکھتا ہے۔ جو خاموشی سے سب سن رہی ہے۔

اچھا ہے نہ بچیاں اتنے عرصے سے کہیں نکلی نہیں ہیں گھوم پھر لیں گی
فریش ہو جائیں گی۔ ایک ہی روٹین سے انسان بور ہو جاتا ہے۔۔
فائزہ چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہتی ہیں۔ وہ مظلومیت سے الہام کو
دیکھتا ہے وہ بھی نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

چلو پھر چلنا ہے تو جلدی کرو زیادہ دیر کرو گے تو میں نہیں جاؤں گی پھر تم

دونوں ہی جانا اکیلے۔۔ اب فائزہ ڈائمنگ ٹیبل سے اٹھتے ہوئے
بولتی ہیں۔

نہیں نہیں امی۔۔ ایسا مت کریں، ویسے اتنی مشکل سے مانی ہے آپ
بس ابھی تیار ہوتی ہوں میں۔ وہ بھی فوراً سے اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔
جلدی کر لیں بھابھی آپ بھی۔۔ وہ کہتی باہر نکل جاتی ہے الہام بھی
اٹھتی ہے وہ اسے دیکھ کر رہ جاتا ہے پھر ایک ٹھنڈی آہ بہرتا ہے

=====

الہام کمرے میں تیار ہو رہی ہے۔ جب وہ اندر آتا ہے۔

سیچ میں جا رہی ہیں؟ وہ اسے دیکھتا ہوا پوچھتا ہے۔

ہاں۔ وہ شیشے میں اس کا عکس دیکھ کر اپنی کلائی میں گھڑی پہنتی ہوئی

کہتی ہے۔

یار میں کیا کروں گا؟ وہ مظلومیت سے چند قدم پیچھے کھڑا ہو کر شیشے میں الہام کو دیکھتا ہوا پوچھتا ہے۔ وہ بھی شیشے میں اسے ہی دیکھ رہی ہے۔

کہا تو ہے عائزہ نے۔ آرام کرنا، ٹی وی دیکھنا، انجوائے کرنا۔ وہ اب لپسٹک اٹھاتے ہوئے اسے تنگ کرتی ہے۔ وہ ایک سرد آہ بھرتا ہے۔

واہ چھٹی میں نے کروائی آپ سے اپنے لیے اور فائدہ عائزہ اٹھا رہی ہے۔ یہ صحیح ہے۔۔ وہ چڑ کر کہتا اپنی وارڈ روب کی جانب بڑھتا ہے۔ الہام کو اس کی باتیں سن کر بے ساختہ ہنسی آتی ہے، جسے وہ ہونٹ میچ کر دبا جاتی ہے۔

وہ لوگ ساتھ ٹائم سپینڈ کر کے بہت انجوائے کر رہے ہیں۔ ڈھیر ساری شاپنگ کرتے ہیں۔ عائرہ کے ہیئر کٹ کروانے اور پھر فائرہ کے زور دینے پر وہ بھی نیا ہیئر کٹ کروا لیتی ہے۔ تینوں مل کر ایک ساتھ خوشگوار اور یادگار دن گزارتے ہیں۔ وہ گھر واپس آتے ہیں تو آہل کولاونچ میں ٹی وی دیکھتا ہوا پاتے ہیں۔

میری بیوی کو ساتھ لے کر گئی تھی۔ اسے وہیں چھوڑ آئی ہیں کیا؟ وہ تینوں پر نظر ڈالتے ہوئے ان کے بدلے ہوئے حلیوں کو دیکھ کر پوچھتا ہے۔ الہام جھجکتی ہے۔ وہ دونوں مسکراتی ہیں۔

ارے یہ تو رہی آپ کی زوجہ محترمہ۔۔ عائرہ اسے چھیڑتی الہام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتی ہے۔

پہچانا نہیں کیا؟ وہ مزید پوچھتی ہے

ہاں لگ تو کچھ کچھ الہام جیسی ہی رہی ہیں۔۔ اب وہ بغور اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔ وہ دونوں مسکراتی ہیں۔ الہام اسے آنکھیں دکھاتی ہے جسے وہ مکمل طور پر نظر انداز کرتا ہے۔

اچھا اب تو میں جا رہی ہوں آرام کرنے۔ امی کھانا نہیں کھاؤں گی میں۔ سونے جا رہی ہوں اب۔ عائرہ تھکن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔

ہاں بھائی تھک تو میں بھی گئی ہوں۔ وہ بھی کہتی ہیں۔

میں بھی فریش ہو کر کچھ دیر آرام کروں گی۔۔ وہ شاپنگ بیگ اٹھا کر کمرے کی جانب بڑھتی ہیں۔ الہام بھی سیڑھیوں کی جانب کا قدم اٹھاتی ہے جبکہ آہل واپس ٹی وی میں مصروف ہو جاتا ہے۔

وہ لوگ رات کے کھانے کے بعد فارغ ہوتے ہیں تو آہل کافی کا منع کرتے ہوئے اپنے کمرے میں آ جاتا ہے۔ الہام وہیں رک کر چائے بنانے لگتی ہے پھر وہیں سب کے ساتھ بیٹھ کر چائے پینے کے دوران سب سے باتوں میں مصروف ہو جاتی ہے۔ آہل اس کا انتظار کرتے کرتے تھک جاتا ہے۔ وہ دیوار پر گھڑی میں وقت دیکھتا ہے جو رات کا 11 بج رہی ہے وہ بد مزہ ہوتا ہے، آج اسے ایک بار بھی الہام سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا، وہ جھنجھلا جاتا ہے۔

الہام کافی دیر سب کے ساتھ وقت گزارنے کے بعد کمرے میں آتی
 ہے تو اسے صوفے بیٹھا ہوا دیکھتی ہے۔ وہ ایک ٹانگ پر دوسری
 ٹانگ کا ٹخنہ رکھے تیزی سے پاؤں ہلا رہا ہے جیسے کسی اسطرابی کیفیت
 کو کم کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ وہ الہام کے اندر آنے پر کوئی ری
 ایکٹ نہیں کرتا خاموشی چہرے پر سجائے اس کی حرکت کو نوٹ کرتا رہتا
 ہے۔ وہ اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی یہ اپنے ہاتھوں اور کانوں
 میں پہنی ہلکی پھلکی جو لری اتار رہی ہے۔ وہ ایک نظر خاموش بیٹھے آہل
 پر ڈالتی ہے پھر بنا کچھ بولے وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکال کر
 چنچ کرنے چلی جاتی ہے۔ وہ واپس آتی ہے تب بھی اسے اسی
 پوزیشن میں بیٹھا ہوا پاتی ہے، اسے آہل کا خاموشی سے بیٹھنا کچھ

عجیب لگتا ہے۔ اب وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھ رہی ہے جب اسے آہل کی آواز سنائی دیتی ہے۔

کل جمعہ کی نماز کے بعد کی فلائٹ ہے ہماری، آپ پیکنگ کر لیں۔۔ ہم دو دن کے لیے اسلام آباد جا رہے ہیں۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے الہام کو دیکھتے ہوئے کہتا ہے وہ پلٹ کر حیرت سے اس کی بات سنتی ہے۔ اسلام آباد؟ وہ پوچھتی ہے۔

ہاں کسی سے ہفتے کو میٹنگ ہے میری تو آپ بھی ساتھ جا رہی ہیں۔ ویسے بھی ویک اینڈ ہے، اسکول کی چھٹی ہے آپ کی، بابا کو بتا چکا ہوں میں۔ آپ تیاری کر لیں۔۔

وہ اٹھتا ہوا کہتا ہے اور پھر اپنے کپڑے لے کر چنچ کرنے چلا جاتا ہے۔ وہ اپس آتا ہے تو الہام اپنے سکول کا کام پھیلائے بیٹھی ہے۔

اس سے اس وقت سگریٹ کی شدید طلب محسوس ہوتی ہے پر وہ الہام کے سامنے پینا نہیں چاہتا اس لیے خاموشی سے بالکونی میں آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ الہام اسے بالکونی میں جاتا دیکھتی ہے پھر واپس اپنے کام میں مگن ہو جاتی ہے۔ وہ بالکونی میں آ کر آنکھیں بند کیے گہرے سانس لیتا ہے ہلکی ہلکی ہوا اسے راحت کا احساس پہنچاتی ہے۔

=====

اگلے دن وہ دونوں اسلام آباد میں موجود ہیں۔ وہ رات کے کھانے سے فارغ ہوتے ہیں۔ الہام بیگ میں کھول کر سامان نکال رہی ہے،

کل میٹنگ کب ہے تمہاری؟ وہ بیک سے اپنا ڈریس نکالتے ہوئے

پوچھتی ہے۔

کپڑے نکال دوں تمہارے کل کے لیے؟ وہ بنا اسے دیکھے آرام سے
اپنا بیگ سے ضروری سامان نکالتے ہوئے پوچھتی ہے وہ اپنے
موبائل پر مصروف نظر اٹھا کر اسے دیکھتا ہے۔
نہیں۔

نہیں مطلب۔۔ وہ سراٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

مطلب کوئی میٹنگ نہیں ہے۔ وہ آرام سے کہتا دوبارہ موبائل میں
مصروف ہو جاتا ہے وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہے۔

میٹنگ نہیں ہے تو یہاں آئے کیوں ہیں؟ وہ تعجب سے اسے دیکھتے
ہوئے پوچھتی ہے۔

کیونکہ میرا دماغ خراب ہے، اس لیے۔۔ اب وہ اس کے سوالوں پر
چڑھتا ہے۔

میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔ وہ نہ سمجھی سے کہتی ہے،

یہی تو مسئلہ ہے کہ آپ کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے۔۔۔ وہ غصے سے کہتا ہے وہ
ہکا بکاسی اسے دیکھ کر رہ جاتی اپنا موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہو کر
چپل پہن کر اس کے بالکل برابر سے گزرنے لگتا ہے جب اسے الہام
کی آواز سنائی دیتی ہے۔

تم جھوٹ بول کر لائے ہو مجھے یہاں؟

وہ بے یقینی اور حیرت سے اس کی بات سمجھتے ہوئے پوچھتی ہے۔

ہاں.. اس کے برابر میں رکنا اس کی جانب پلٹ کر اس کی آنکھوں
میں دیکھتا ڈھیٹائی سے کہتا ہے۔ اسے الہام کی آنکھوں میں بے یقینی
نظر آتی ہے۔

کیوں؟ وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہے۔

کیونکہ مجھے وقت گزارنا تھا آپ کے ساتھ۔ وہ کہتا آگے بڑھنے لگتا

ہے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر روکتی ہے۔ وہ بنا کوئی تاثر دیے رک جاتا ہے
پر دیکھتا نہیں اسے۔

کیا مطلب ساتھ وقت گزارنا تھا؟؟ ہم ساتھ ہی تو رہ رہے ہیں
۔۔ وہ نہ سمجھی سے کہتی ہے۔

یہی تو بات ہے نا الہام۔۔ اب وہ اس کی جانب پلٹ کر دیکھتا ہے۔
کہ ہم ساتھ رہ رہے ہیں۔۔

ساتھ وقت نہیں گزار رہے۔۔ وہ سخت لہجے میں کہتا ہے۔

الہام کو اس کی آنکھوں میں غصہ چڑھ بیزاریت نظر آتی ہے۔ وہ حیرانگی
سے اسے دیکھ رہی ہے اور اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہے۔

میں وہاں سے سب چھوڑ کر صرف آپ کے لیے آیا ہوں، آپ کے

ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے۔ بتائیں کتنا ٹائم سپینڈ کیا ہم نے؟ اب وہ اس

کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھتا ہے۔ وہ اس کے سوال پر صرف حیران

سی اسے دیکھ رہی ہے، وہ پہلی بار آہل کو اس طرح دیکھ رہی تھی۔
کبھی امی کہتی ہیں آپ کو ماموں کے گھر لے جاؤں بلکہ وہیں رہنے
کے لیے چھوڑ دوں کچھ دن۔۔۔ کبھی عائزہ کو پورا دن باہر گزارنا ہے تو
کبھی آپ کو باقی سب کے ساتھ باتیں کرنی ہیں تو کبھی آپ کا
اسکول۔۔۔ وہ چڑ کر کہتا ہے۔

ان سب کے درمیان میں کہاں ہوں؟؟
میرے لیے وقت کہاں ہے الہام؟ وہ مزید کہتا ہے۔
الہام شاک سے صرف اسے دیکھ رہی ہے۔
میں اتنے عرصے بعد آیا ہوں، میں وقت گزارنا چاہتا ہوں اپنی بیوی
کے ساتھ پر کسی کو سمجھ ہی نہیں آتا۔۔۔ کسی کو خیال ہی نہیں آتا۔ وہ غصے
سے کہتا ہے۔

تو پھر بولا میں نے جھوٹ۔۔۔ کیا کرتا میں اور کوئی آپشن نہیں تھا

میرے پاس۔

وہ کہتا ٹیرس کا دروازہ کھول کر باہر نکل جاتا ہے، کمرے میں الہام سکتے میں آ جاتی ہے۔ آہل کی باتیں اس کے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ یہ سب باتیں تو اس نے سوچ ہی نہیں تھی بلکہ اس نے کیا شاید کسی نے بھی نہیں سوچا یہ اس کی غلطی تھی اور باقی سب کی بھی کہ کسی نے بھی اس کے احساسات اور جذبات کا خیال نہیں کیا تھا، کسی نے سوچا ہی نہیں تھا اور سب سے بڑھ کر الہام نے۔۔ کہ وہ کیوں آیا ہے، کس لیے آیا ہے؟ وہ کیا چاہتا ہے؟ کیا سوچتا ہے؟ اور اس طرح کے کئی سوال تھے جو اچانک الہام کو اس کی غفلت کا احساس کروا گئے تھے۔

وہ ابھی تک وہیں اسی حالت میں کھڑی سوچ رہی ہے، اب اس سے احساس ہو رہا ہے کہ وہ مرد صحیح مگر۔۔ وہ بھی دل رکھتا ہے۔ وہ بھی کچھ سوچتا ہے۔ کچھ چاہتا ہے۔۔ غلطی سب کی ہے اور شاید سب سے

زیادہ بڑھ کر اس کی ہے۔۔

وہ کہتا نہیں ہے تو کیا؟؟ انسان تو وہ بھی ہے۔ خواہشات تو اس کی بھی ہیں۔ اسے سوچنا چاہیے تھا اس کے بارے میں، وہ اس کا شوہر تھا اور سب سے زیادہ ذمہ داری اس پر عائد ہوتی تھی اسے جاننے اور سمجھنے کی۔

یہ اس کی غلطی تھی اور آج وہ اپنی غلطی جان چکی تھی۔ اسے احساسِ ندامت نے بری طرح جکڑا تھا وہ اگر اس نے کسی قسم کی کوئی ڈیمانڈ یا تقاضا نہیں کرتا تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ الہام اس کا خیال نہ کرتی۔ اس کے بارے میں نہ سوچتی۔ اب وہ افسوس اور ندامت سے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیڈ کے کنارے پر بیٹھ جاتی ہے۔

اسے آہل کی متعلق اپنی غفلت کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔ وہ کافی

دیر اسی حالت میں بیٹھی سوچتی رہتی ہے پھر حوصلے سے سراٹھاتی ہے،
ایک نظر ٹیرس کے دروازے پر ڈالتی ہے اور لمحے کے لیے آنکھیں بند
کر کر گہرے سانس لیتی ہے جیسے خود کو تیار کر رہی ہو پھر ہمت کر کر
کھڑی ہوتی ہے اور ٹیرس کی جانب قدم بڑھاتی ہے۔

=====

وہ ٹیرس میں آتے ہی دروازہ بند کر کے بے دھڑک جیب سے
سگریٹ نکال کر جلاتا ہے اور تین چار گہرے کا لگاتا ہے خود کو نارمل
کرنے کی کوشش میں پھر سگریٹ پیتے ہوئے ٹیرس کے چکر کاٹنا
شروع کر دیتا ہے، اسے کوئی شرمندگی کی کوئی ندامت نہیں ہے۔ وہ
ایسا ہی ہے، جو دل میں ہو کہہ دینے والا اور اس نے آج کہہ بھی دیا تھا
پر ایک چیز جو اسے خود سمجھ نہیں آئی تھی وہ اس کی چڑ اور جھنجھلاہٹ تھی۔

جو پتہ نہیں کیوں اس پر غالب آگئی تھی۔ وہ الہام پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا پر کر گیا تھا، مگر وہ پرسکون تھا کیونکہ اس نے کوئی غلط بات نہیں کی تھی۔ وہ جو چاہتا تھا جو محسوس کر رہا تھا وہ کہہ آیا تھا۔ لہجہ تھوڑا غلط تھا جس کا اسے احساس تھا، وہ یہ باتیں آرام سے بھی کر سکتا تھا۔

وہ ٹہلتا ٹہلتا ٹیس میں رکھے صوفے پر بیٹھ جاتا ہے۔ اتنے میں اسے کمرے اور ٹیس کے درمیانی دروازہ کھولنے کی آواز آتی ہے۔ وہ کنکھیوں سے اس جانب دیکھتا ہے۔ الہام آہستگی سے دروازہ سرکاتی ٹیس میں آتی ہوئی نظر آتی ہے، وہ چند لمحے کھڑی ہو کر اسے دیکھتی رہتی ہے، وہ اس کی پہلی آہٹ پر ہی اپنا ہاتھ میں پکڑا ہوا سگریٹ صوفے سے نیچے کرتا ہے تاکہ اس کی نظر نہ پڑے۔۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھ کر وہیں اس کے برابر میں بیٹھ جاتی ہے۔ دونوں ٹیس سے باہر دیکھنے میں مصروف ہیں، وہ ایک دوسرے کے بالکل

برابر میں بیٹھے اپنی اپنی جگہ ندامت کا احساس لیے ایک دوسرے کا
سامنا کرنے کی ہمت جمع کر رہے ہیں، جو الہام پہلے جمع کرتی ہوئی
پہل کرتی ہے۔

آئے ایم سوری۔۔ وہ سر جو کہ زمین پر نظر جمائے آہستگی سے کہتی
ہے۔

مجھے خیال کرنا چاہیے تھا تمہارا۔۔ میری غلطی ہے۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتی
ہے۔

وہ اسی طرح بیٹھا باہر دیکھ رہا ہے اور الہام زمین کو دونوں میں ایک
دوسرے سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں ہے۔

مجھے سمجھنا چاہیے تھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔۔ وہ مزید کہتی ہے۔

لیکن تمہیں جھوٹ بول کر یہاں نہیں آنا چاہیے تھا سب سے۔ وہ اب
نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھتی ہے۔

اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت گزارنے کے لیے جھوٹ بولا تو کچھ غلط
نہیں کیا، ویسے بھی مجھے جھوٹ بولنے پر مجبور کس نے کیا۔؟ وہ بھی
اب اس کی جانب ہلکا سا مرتا سو والی نظروں سے پوچھتا ہے۔
الہام کی نظر اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے جلتے سے سگریٹ پر جاتی
ہے، وہ الہام کی نظروں کے تعاقب میں نظر دوڑاتا ہے تو اسے اپنے
ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کا احساس ہوتا ہے وہ فوراً اسے بجھاتا ہے۔ وہ
خاموشی سے دیکھتی ہے۔

کبھی کبھی پی لیتا ہوں میں۔ وہ وضاحت دیتا ہے۔
جانتی ہوں۔! وہ اس کی جانب نظر اٹھا کر کہتی ہے۔
کیسے۔۔؟ وہ الجھتا ہے وہ سگریٹ پیتا ہے اس کا علم تو کسی کو نہیں۔
کبھی کبھی نہیں۔۔ تم اکثر پیتے ہو۔ یہ بھی جانتی ہوں۔۔

اب وہ نظر جھکا کر کہتی ہے۔ وہ حیرت سے اسے دیکھتا ہے، جس

بات کا علم کسی کو نہیں اس بات سے الہام کیسے واقف ہے، اسے تعجب ہوتا ہے۔

آپ کو کیسے پتہ؟ وہ حیرت زدہ سا کہتا ہے۔

ویڈیو کا لپرا کثر تمہارے قریب پڑے عیش ٹرے اور ارد گرد پڑے
جلے ہوئے سگریٹ کے ٹکڑوں کی تعداد دیکھ کر۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں
میں دیکھ کر کہتی ہے وہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہا ہے۔

آپ نے کبھی کچھ کہا کیوں نہیں؟ وہ پوچھتا ہے۔

کیونکہ تم نے کبھی میرے سامنے پی ہی نہیں۔۔۔ وہ آرام سے جواب
دیتی ہے وہ سر ہلاتا ہے۔

میں جانتی ہوں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم میرے سامنے پی
سکتے ہو یا میں تمہیں اس میں سپورٹ کروں گی۔۔۔ وہ جتنا ہی بولتی
ہے۔

مجھے بالکل نہیں پسند تمہارا سیکریٹ پینا۔۔

وہ صاف گوئی سے کام لیتی ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے دونوں کے درمیان چند لمحوں کی خاموشی آتی ہے۔

پتہ ہے جب ہم لاسٹ ٹائم یہاں آئے تھے نا تو مجھے تم نے ایک عجیب سا کانفیڈنس دیا تھا کہ کوئی ہے جس سے میں اپنی ساری باتیں کر سکتی ہوں، تم مجھے اچھے لگنے لگے تھے، میرا دل تمہاری طرف مائل ہو گا تھا۔ اب وہ آرام آرام سے کہہ رہی ہے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھی بنا کر گود میں رکھے ہوئے ان پر نظر جمع بیٹھی ہے وہ خاموشی سے اسے سن رہا ہے۔

میرے دل میں جگہ بننے لگی تھی تمہاری۔۔ وہ ہستی ہے، اس کی ہنسی میں ایک اداسی آتی ہے، پھر اگلے ہی لمحے وہ سنجیدہ ہو جاتی ہے۔ پھر تم چلے گئے۔ تم نے پلٹ کر ایک ہفتے تک مجھ سے بات نہیں کی۔

جانتے ہو اس ایک ہفتے میں کیا ہوا؟ اب وہ جھکا ہوا سر اور نظر اٹھا کر
سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی ہے۔۔

مجھے اپنی زندگی میں تمہاری اہمیت کا اندازہ ہو گیا۔۔

جو تم نے اتنی خاموشی سے بنائی تھی کہ مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ مجھے پتہ لگا
کہ تم کتنے اہم ہو گئے ہو۔۔

وہ دوبارہ کہنا شروع کرتی ہے۔

مجھے لگا کہ میں نے ایک ایسا انسان دور کر دیا جس سے میں اپنی تمام
باتیں کر سکتی تھی۔ جس کے ساتھ ہونے سے مجھے تنہا ہونے کا احساس
نہیں ہو رہا تھا۔ جو مجھے سنتا تھا، سمجھتا تھا، میں اکیلی ہو گئی تھی۔

پھر تم نے مجھ سے بات کرنی شروع کر دی۔ مجھے انتظار رہتا تھا تمہاری
کال کا تم سے بات کر کے اچھا لگتا تھا۔ پہلے پہلے تو مجھے اتنا احساس
نہیں ہوا پھر مجھے چڑھنے لگی، غصہ آنے لگا کہ تم کیوں نہیں ہو

یہاں؟ وہ لمحے بھر کو رک کر اسے دیکھتی ہے وہ بھی اسے دیکھ رہا ہے۔
دونوں کی نظریں ملتی ہیں۔ وہ شاید آج سب باتیں کرنے کے موڈ میں
ہے شاید اتنے عرصے سے چھپی تمام باتیں وہ کرنا چاہتی ہیں آہل
سے۔۔ ایک ایک بات ایک ایک لمحہ سارے جذبے اور احساسات
سب بتانے کا ارادہ کیے بیٹھی ہے۔

مجھے کیوں تمہیں کچھ بتانے کے لیے تمہاری فون کا انتظار کرنا پڑتا ہے؟
کیوں مجھ سے باتیں کرنے کے لیے مجھے دلا سے دینے کے لیے تم
یہاں موجود نہیں ہو؟ میں کیوں تم سے ہر بات فوراً شیر نہیں کر سکتی
؟ کیوں؟ وہ اب اس کی آنکھوں میں شکایت اترتی ہوئی دیکھتا ہے۔
مجھے غصہ آنے لگا تھا۔ تم پر، خود پر اور باقی سب پر۔۔

پھر اس دن تمہیں اچانک یہاں واپس دیکھ کر مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ
میں کیاری ایکٹ کروں۔۔ میں نے بے یقینی سے نکل کر خوش ہوتی

اس سے پہلے ہی ڈرنے میرے اندر پنچے گاڑ لیے کے تم واپس چلے
جاؤ گے اور میں پھر اکیلی ہو جاؤں گی ..

اتنا دنوں میں کتنی بار میرا دل چاہا کہ کاش تم ہوتے تو میں تمہارے
کندھے پر سر رکھ کر رو لیتی۔ پر تم نہیں تھے۔۔ شاید اسی لیے اس دن
تمہیں سامنے دیکھ کر میں، بے اختیار ہو بیٹھی۔۔

اتنے دنوں کا تمام غبار تمہاری شرٹ پر نکال دیا۔ وہ آخری جملہ بول کر
ہستی ہے وہ بھی ہنستا ہے۔

پھر پتہ ہے کیا ہوا؟ وہ سراٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولتی
ہے۔ وہ نفی میں سر ہلاتا ہے۔

میں مطمئن ہو گئی، تمہارے یہاں ہونے سے۔۔

مجھے لگا بس تم یہیں ہو۔۔ یہ بہت ہے۔

مجھے تمہارے ہونے کا احساس ہونے لگا، مجھے تمہارا یہاں ہونا ہے

چاہیے تھا اور تم یہاں تھے۔ اس کے آگے میں نے کچھ سوچا ہی نہیں۔
یہاں مجھ سے غلطی ہوئی، وہ اقرار کرتی ہے اپنی غلطی کا پھر اپنے خشک
ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہتی ہے۔

مجھے سوچنا چاہیے تھا تمہارے بارے میں،، مجھے خیال کرنا چاہیے تھا
اس بات کا مجھے احساس ہونا چاہیے تھا پر میں نے نہیں کیا۔۔ بلکہ کسی
نے بھی نہیں سوچا تمہارا۔۔ کہ تم کیوں آئے ہو؟ کس لیے آئے ہو؟
کیا چاہتے ہو؟ ہمیں سوچنا چاہیے تھا۔

پتہ نہیں ہم لوگ مردوں کے احساسات کا خیال کیوں نہیں کرتے جبکہ
دل تو ان کے پاس بھی ہوتا ہے۔۔ وہ کندھے اچکائے کہتی ہے۔
میں اس دن عائرہ اور پھپھو کے ساتھ اس لیے چلی گئی کہ وہ ناراض نہ
ہو جائیں۔ میں پھپھو اور پھپھا کے ساتھ ٹائم اسپینڈ اس لیے کرتی ہوں
تا کہ انہیں برا نہ لگے۔ میں ایک اچھی بہو بننے کی ایک اچھی بھابھی

بننے کی اور ایک اچھی بیٹی بننے کی کوشش میں لگی رہی، میں نے ایک اچھی بیوی بننے کی کوشش ہی نہیں کی۔۔ وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے اپنی غلطی تسلیم کرتی ہے۔

اور یہی غلطی مجھ سے ہوئی۔

میں نے تمہیں فار گرانٹڈ لیا، تمہارا ہونا ہی بہت تھا میرے لیے۔۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے کہتی تھی۔ وہ اب خاموشی سے اس کے دونوں ہاتھوں کو اس کی گود سے اٹھا کر اپنے ہاتھوں میں تھام کر انہیں دیکھنے میں مصروف ہے۔

لیکن تمہیں جھوٹ بول کر مجھے یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔ اب وہ اس سے دیکھتے ہوئے شکوہ کرتی ہے۔ اس کی نظر الہام کے ہاتھوں پر ہی ہیں۔

سوچو اگر کسی کو پتہ چل گیا اس بات کا تو ان کا تم پر سے مان ٹوٹ

جائے گا، انہیں کتنا دکھ ہوگا۔۔ وہ آخر میں محبت سے دیکھتے ہوئے
اسے کہتی ہے۔

جانتا ہوں میں نے صحیح نہیں کیا۔۔ پر میرے پاس اور کوئی آپشن ہی
نہیں چھوڑا تھا آپ لوگوں نے۔۔ وہ آرام سے کہتا ہے۔ اس کی
نظریں اب بھی الہام کے ہاتھوں پر ہیں اور الہام کی نظریں اس کے
چہرے پر ..

یہ صرف آپ کا قصور نہیں ہے الہام۔ وہ نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھتا
ہوا کہتا ہے۔

مجھے اتنا روڈ نہیں ہونا چاہیے تھا، آئے ایم سوری۔۔ وہ مزید کہتا ہے۔
دونوں کے درمیان چند لمحوں کی خاموشی حائل ہوتی ہے۔

خیر اب جب ہم دونوں کو اپنی غلطیوں کا احساس ہو ہی گیا ہے تو کیوں
اپنا موڈ اتنی خوبصورت جگہ پر خراب کریں؟

ویسے آپ نے اتنی ساری باتیں کر دی مجھے بہت اچھا لگا پرا بھی تک
آپ وہ نہیں کہہ سکی جو کہنا بہت ضروری تھا۔۔ وہ سنجیدگی سے سیدھا ہو
کر بیٹھتے ہوئے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا ہے۔

کیا؟ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی پوچھتی ہے۔

یہی کہ آپ کو بھی محبت ہے مجھ سے۔۔ وہ آرام سے کہتا اس کی
آنکھوں میں دیکھتا ہے وہ سر جھکا کر اس پر نظر ہٹا لیتی ہے، پھر اگلے ہی
لمحے اس کے بازو کے گرد اپنے ہاتھ لپیٹتے ہوئے اس کے کندھے پر
سر ٹکا دیتی ہے۔ وہ مسکراتا ہے پھر اس کے کندھے پر رکھے ہوئے
ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھتا ہے۔ وہ اپنی آنکھیں موند لیتی ہے ..

=====

اگلی صبح اس کی آنکھ کھلتی ہے تو الہام اسے بیڈ پر نظر نہیں آتی۔ وہ کمرے
میں نظر دوڑاتا ہے تو ڈریسنگ کے سامنے نظر آتی ہے۔ وہ صبح شاور
لینے کے بعد ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر ہیر ڈرائیر سے اپنے
بال خشک کر رہی ہے۔ آہل کے چہرے پر اس کو دیکھ کر پیاری سی
مسکراہٹ ابھرتی ہے پھر وہ سیدھا ہو کر لٹے ہوئے اپنا ایک ہاتھ سر
کے نیچے ٹکائے محبت سے اسے دیکھنے لگتا ہے

=====

وہ دونوں ریسٹورنٹ میں بیٹھے لہجہ کر رہے ہیں۔ جب وہ آہل سے
پوچھتی ہے۔

تم کیا واقعی واپس نہیں جاؤ گے؟ ابھی بھی اس کے دل میں اندیشے سر

اٹھا رہے ہیں جن کے ڈر کی وجہ سے وہ پوچھ بیٹھی ہے۔

نہیں۔ وہ کانٹے کی مدد سے مچھلی کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔

کبھی بھی نہیں؟ وہ اسے بغور دیکھتی ہوئی آنکھوں میں امید لیے پوچھتی ہے۔

کبھی نہیں۔۔۔ وہ بنا اسے دیکھے کھانے کو انجوائے کر رہا ہے۔

پکا؟ وہ جیسے اس کی یقین دہانی چاہتی ہو اب وہ مسکرا کر سر اٹھا کر اسے دیکھتا ہے پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہتا ہے۔

میں یہاں ہمیشہ کے لیے آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں الہام۔

میں نہیں چاہتا کہ جب کبھی ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہو ہم ایک دوسرے کے لیے موجود نہ ہوں اور نہ ہی ہمیں اپنے احساسات اور

باتیں شیئر کرنے کے لیے ایک دوسرے کا انتظار کرنا پڑے۔۔۔ وہ اس

کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا محبت سے کہتا ہے۔

تمہیں افسوس نہیں ہوگا تمہارا کریر باہر زیادہ اچھا بن سکتا ہے۔ وہ

اب اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوالوں کو لفظی شکل دیتی ہے۔

میرے لیے آپ اور میری فیملی زیادہ ضروری ہے، میری سب سے
پہلی ترجیح!! کیا ہوگا یہاں پر میں چند پیسے کم کما لوں گا۔ وہ کندھے
اچکائے کہتا ہے۔

پر میں یہاں چند زیادہ پیسوں اور لگژری کے لیے وہ مومنٹ اور
خوشیاں مس نہیں کرنا چاہتا جو مجھے آپ کے اور باقی سب کے ساتھ رہ
کر ملیں گی۔

ہاں اگر مجھے ایسا کوئی موقع ملا کہ ہم سب ساتھ کہیں بہتر سیٹل ہو سکیں تو
پھر ضرور سوچوں گا میں، پرا کیلے نہیں۔ وہ نہایت آرام سے کہتا ہے۔
جیسے اس کے اندر کوئی گلٹ کوئی افسوس نہ ہو۔

لوگ تو مرتے ہیں ایسی اپور چونٹیز کے لیے۔ وہ مزید کہتی ہے جیسے
اسے سوچنے کا ایک اور موقع دینا چاہتی ہو۔

آپ چاہتی ہیں میں واپس چلا جاؤں؟ وہ آرام سے اس کی آنکھوں
میں دیکھتا ہوا پوچھتا ہے

اکیلے رہ لیں گی؟ وہ مزید رہتا ہے۔

نہیں۔۔۔ وہ سر ہلا کر جواب دیتی ہے۔

اب تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ وہ دوبارہ کھانے کی طرف مائل ہو کر کانٹا
اٹھاتے کہتی ہے۔

بس تمہیں کراس چیک کر رہی تھی۔۔۔ وہ اسے چھیڑتی ہے۔

ویری سمارٹ۔۔۔ وہ بھنویں اچکا کر کہتا ہے۔ وہ مسکراتی ہے۔ دونوں

کھانے کی جانب دوبارہ متوجہ ہوتے ہیں کہ آہل مچھلی کا ٹکڑا اکاٹے کی

مدد سے اس کے منہ تک لے جاتا ہے، وہ حیرانگی سے اسے دیکھتی ہے

-
کھالیں۔۔ میاں محبت سے کھلا رہا ہو تو بیوی کو انکار نہیں کرنا چاہیے
۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے۔

سب دیکھ رہے ہیں۔۔ وہ اطراف میں نظر ڈال کر اسے آنکھیں
دکھاتی ہے۔

تو دیکھنے دیں۔ میں کون سا کوئی ڈیٹ پر کسی اور کہ ساتھ آیا ہوں۔۔
وہ بے نیازی سے کہتا کانٹا اس کے مزید قریب لے جاتا ہے۔
آہل عجیب لگ رہا ہے۔۔ وہ نظر جھکا کر کہتی ہے۔

لڑکیاں چاہتی ہیں، ان کے شوہر اس طرح ان کا خیال کریں اور آپ
کا بیچارہ مظلوم میاں کر رہا ہے تو آپ کو اس کے ہاتھ سے کھانا عجیب
لگ رہا ہے؟ ایک ہی پیس ہیں آپ بھی۔۔

وہ مصنوعی خفگی دکھاتا ہوا کہتا ہے۔ وہ منہ کھولے اسے حیرت سے

دیکھتی ہے۔

مظلوم۔۔ وہ دہراتی ہے۔

کھالیں یار۔۔ ہاتھ درد کر گیا میر، اکاٹھا پکڑے پکڑے۔۔ اب وہ
بیچارگی سے کہتا ہے۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھرتی ہے جسے وہ
روکنے کی کوشش کرتے ہوئے آگے جھک کر کاٹتے سے نوالا منہ میں
لے لیتی ہے۔

ہائے... چلیں اب مجھے بھی کھلائیں۔

وہ تھوڑا اور فری ہوتا ہے۔ وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اس کی اگلی
فرمائش سنتی ہے۔

جلدی کریں۔۔ وہ معصومیت سے کہتا ہے۔

تم فری نہیں ہو رہے کچھ زیادہ۔۔ نوالا بنا کر اس کی جانب بڑھاتے
ہوئے بولتی ہے۔

آپ سے فری ہونے کا پرمٹ لائسنس ہے میرے پاس۔۔ وہ نوالا
منہ میں لیتا ہوا کہتا ہے تو اسے دیکھ کر رہ جاتی ہے۔ اس سے باتوں
میں کوئی نہیں جیت سکتا۔

وہ دونوں رات کے کھانے کے بعد واک پر نکل آئے ہیں۔ آہل
دونوں ہاتھ جیکٹ کیجیے وہ میں ڈالے آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہا ہے اور
الہام اپنے دونوں ہاتھ خود پر اوڑھی ہوئی شال کے گردنے لپیٹے اس
کے ہم قدم چل رہی ہیں۔

ایک بات پوچھوں؟ وہ چلتے چلتے کہتا ہے۔
ہاں وہ بولتی ہے۔

آپ گھر میں بتادیں گی میرے جھوٹ اور سگریٹ کا۔؟ وہ سیدھا
مدے پر آتا ایک نظر الہام پر ڈالتا ہے۔

نہیں۔۔ وہ چلتے ہوئے اپنے پیروں کو دیکھ کر جواب دیتی ہے وہ رک
کر خاموشی سے اسے دیکھتا ہے وہ بھی رک کر اس کی جانب نظر اٹھاتی
ہے۔

مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا کہ کوئی تم پر انگلی اٹھائے یا تمہیں برا
کہے۔۔ وہ سہولت سے کہتی ہے وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا ہے۔
تم نے جھوٹ بولا ٹھیک ہے، غلط کیا۔۔ پر یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے میں
اس میں سب کو شامل کر کے ان کا تمہارے پر سے مان نہیں توڑ سکتی
اور نہ ہی ایک بیوی اپنے شوہر کو سب کے سامنے جھوٹا کہلوانا پسند
کرے گی۔ تم نے غلطی کی تم مان رہے ہو مجبوراً کی اب میری ذمہ
داری ہے کہ میں تمہاری غلطی پر پردہ ڈالوں اسے لوگوں کے سامنے لا

کر تم میں شرمندہ نہ کروں ۔

اور رہی بات سگریٹ کی تو میں پہلے سے جانتی تھی بتا چکی ہوں میں
تمہیں۔ پر میں نہیں چاہتی کہ تم اسے پیو۔۔ میری خواہش ہے کہ تم
اسے چھوڑ دو اور میں کوشش کروں گی کہ تم اسے چھوڑ سکو۔

میں دونوں باتوں میں ساتھ دوں گی آہل تمہارا، جتنا ہو سکے گا مجھ
سے۔ پر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں تمہیں اگلی بار اس قسم کی کوئی اور
حرکت کے لیے سپورٹ کر رہی ہوں۔۔ وہ بہت اطمینان کے ساتھ
اسے آئینہ دکھاتی ہے۔ وہ بنا کچھ کہے اسے سن رہا ہے وہ ایک بار پھر
چلنا شروع کرتی ہے، وہ اس کا ساتھ دیتا ہے۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی
غلطیاں خامیاں نا کامیاں سب اپنے اندر چھپا لیتے ہیں، دنیا کے
سامنے اس کا تذکرہ کر کے ایک دوسرے کا مذاق نہیں بنواتے، وہ

ایک دوسرے کو سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں، انہیں صحیح کرنے کی وہ تماشہ نہیں بناتے ..

میں چاہتی ہوں ہم بھی ایسے ہی زندگی گزارے ایک دوسرے کی غلطیوں خامیوں کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، ایک دوسرے کی اصلاح کرتے ہوئے، ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوئے۔۔۔ وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتا ہے وہ زمین کو دیکھتے ہوئے چل رہی ہے۔
درمیان میں خاموشی اپنی جگہ بناتی ہے۔

ہم کچھ دن اور رک سکتے ہیں کیا یہاں؟ اب وہ چلتے چلتے اچانک رک کر اس کی جانب مڑتے ہوئے پوچھتی ہے۔
کچھ دن اور؟ وہ حیرت سے اسے دیکھتا ہے۔

میں واپس ایک بار مری جانا چاہتی ہوں، ان تمام جگہوں پر جہاں پچھلی بار ہم گئے تھے۔۔۔ اب وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہی ہے۔

چھلی بار میں ایک دوست کے ساتھ دوست کی حیثیت سے گئی تھی اس
بار میں بیوی کی حیثیت سے تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔ وہ اسے
دیکھ کر کہتی ہے۔

اور گھر پر کیا کہیں گے۔۔؟ وہ لمحے بھر کو سوچتے ہوئے اس سے پوچھنا
ہے۔

جھوٹ تو تم پہلے بول ہی چکے ہو اس بار سچ بول دو۔۔ وہ نہایت آرام
سے کہتی ہیں جیسے وہ ہر پریشانی سے آزاد ہو۔

اور آپ کا اسکول؟ وہ اب واپسی کی راہ لیتے ہیں جب وہ اس پر نظر
ڈالتے ہوئے پوچھتا ہے۔

وہ میں چھوڑ رہی ہوں۔ وہ چلتے چلتے رک جاتا ہے۔

کیوں؟

مجھے شوق تھا پڑھانے کا اس لیے پڑھا رہی تھی پر اب میں اپنے گھر اور

رشتوں کو ٹائم دینا چاہتی ہوں۔۔ وہ بنا رو کے آرام سے کہتی جا رہی ہے، وہ بھی دوبارہ اس کے ساتھ چلنا شروع کرتا ہے۔

جاب کرتی رہی تو میرے پاس ظاہر ہے اتنا ٹائم نہیں ہوگا۔ ایک نئی تلی ٹائمنگ پر زندگی چلے گی، ظاہر ہے پھر تمہیں بھی ٹائم نہیں دے پاؤں گی۔ وہ خاموش ہوتی ہے۔

پر آپ کو پسند ہے پڑھانا۔ آپ میری وجہ سے مت چھوڑیں اسے۔ ہم مینج کر لیں گے۔۔ وہ کہتا ہے جواب اسے دیکھ کر مسکراتی ہے۔ میری ترجیحات بدل گئی ہیں آہل۔

میں اپنے شوق کے لیے اپنی ذمہ داریوں سے لا پرواہی نہیں برت سکتی۔ وہ اسے دیکھتی ہوئی کہتی ہے۔

آپ سوچ لیں۔۔

مجھے کوئی ایشو نہیں ہے آپ کے پڑھانے سے۔ وہ ایک بار پھر چلتے

چلتے رک کر کہتا ہے۔

میں فیصلہ کر چکی ہوں۔ ہاں اگر میں یہ جاب ضرورت کے تحت کر رہی ہوتی تو شاید مینج کرنے والا آپشن چنتی مگر یہ میں شوق کے لیے کر رہی ہوں اور میرے لیے اب شوق سے زیادہ اپنا گھر اور تم اہمیت رکھنے لگے ہو۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی ہے، جواباً وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام کر چلنے لگتا ہے۔

=====

اگلے دن وہ دونوں اسی جگہ دریا کے پانی میں پاؤں ڈبوئے بیٹھے ہیں جہاں پچھلی بار ہماری آنے پر آئے تھے پر پچھلی بار اور اس بار میں بہت فرق ہے۔ پچھلی بار الہام کے چہرے پر ادا سی تھی۔ آج اس کا رونق

ہے، خوشی ہے، وہ مسکرا رہی ہے اور آحل اسے دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔
ویسے میں نے سوچا نہیں تھا کہ میرا غصے میں بنایا ہوا پلان اتنا کامیاب
اور ایڈ موٹو پنچرس ہوگا۔ وہ ہنستے ہوئے اس نے کہتا ہے وہ بھی مسکراتی
ہے۔

کہاں آپ دو دن کے لیے آنے پر ناراض ہو رہی تھی اور کہاں اب ہم
یہاں اس طرح بیٹھے انجوائے کر رہے ہیں۔ وہ ارد گرد بھر پور نظر
ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ سر جھک کر ہلکا سا مسکراتی ہے جیسے اپنی
حرکت پر خود بھی حیران ہو۔

ویسے یہ اتنی کنجوسی آپ کے اندر کہاں سے آئی؟ ہمارے یہاں تو کوئی
ایسا نہیں ہے؟ وہ اچانک سے سنجیدہ ہو کر پوچھتا ہے وہ سراٹھا کر اسے
دیکھتی ہے۔

کنجوسی؟ وہ کنفرم کرتی ہے۔

ہاں! اتنی کنجوس کیوں ہیں آپ؟ وہ دہراتا ہے۔

کہاں کنجوسی کی میں نے؟ وہ حیرت سے پوچھتی ہے جیسے سمجھنا چاہ رہی ہو اس وقت اس کی اس بات کا مطلب۔۔ وہ ایسا ہی ہے کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی پوچھ لیتا ہے۔

اپنی فیلنگز کے اظہار میں۔۔ اسے دیکھتے ہوئے کہتا ہے، وہ لمحے بھر کو اسے دیکھتی ہے پھر نظر ہٹا کر ارد گرد کا جائزہ لینے لگتی ہے۔ آپ بتاتی کیوں نہیں؟ وہ بغور اسے دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

ہر بات بتانی ضروری نہیں ہوتی۔۔ وہ ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھ کر پھر جھکا لیتی ہے، اب وہ اپنے پانی میں ڈوبے پاؤں کو دیکھ رہی ہے۔ کچھ باتیں سمجھی بھی جاتی ہیں، خاموشی کی اپنی ایک الگ زبان ہے۔ وہ مزید کہتی ہے۔

جہاں رشتے دل سے جڑے ہونا، وہاں لفظوں کی ضرورت نہیں
رہتی۔ وہاں آپ کا ہر عمل آپ کے دل کے احساس کو ظاہر کرتا ہے۔
بس سامنے والے کو سمجھ نہ آنا چاہیے۔۔ وہ آہستگی سے کہتی جا رہی
ہے۔

بس یہاں اختلاف ہے مجھے۔ آپ سے۔۔ اب وہ اس کے قریب
جھکتا ہوا کہتا ہے، وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔ وہ بھی اسے دیکھ رہا
ہے۔

مجھے لگتا ہے انسان کو اپنی فیملنگز میں ایکسپریس ہونا چاہیے۔۔ خاص کر
محبت میں، ورنہ اس پر گردِ جمنے لگتی ہے۔

جیسے دال ایک دن پرانی ہو جائے تو اسے تڑکا لگا کر کھانے کے لیے
بہتر کر لیتے ہیں نا۔ اگلے دن۔۔! وہ کچھ سوچتے ہوئے مثال دیتا ہے
بس بالکل ویسے ہی۔۔ ہمیں محبت میں بھی اظہار کا تڑکا لگاتے رہنا

چاہیے، اس طرح آپ کی محبت خوشبودار اور تازہ رہتی ہے، اس پر کبھی گرد نہیں جمتی اور نہ ہی وہ گرد کے نیچے جم کر کہیں کھوتی ہے۔

وہ انتہائی مزے سے اپنی بات مکمل کرتا ہے، وہ اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کرتے ہوئے آخر میں کھل کھلا کر ہنس پڑتی ہے۔

بات تمہاری دل کو لگی میرے ... پر وہ ..

دال والی مثال کا کچھ الگ ہی لیول تھا۔ وہ ہنسنے کے دوران درمیان میں کہتی ہے۔

کیا کم پیزن کیا ہے آپ نے۔

دال اور محبت کا۔ وہ ایک بار پھر سے ہنسنے لگتی ہے وہ بھی ہنستا ہوا اس کا ساتھ دیتا ہے۔

دونوں کی ہنسی خوبصورت ہے۔ خوشیوں بھری سکون بھری خالص

سیدھا دل سے نکلتی ہوئی۔۔۔

وہ دونوں کچھ دن وہاں گزار کر واپس آ جاتے ہیں یہ ان کی زندگی کا
ایک بہترین ٹرپ ثابت ہوتا ہے۔ جوان کے چہروں پر ہنسی اور دلوں
میں خوشیاں لانے کا باعث بنا ہے۔ الہام اسکول چھوڑ چکی ہے۔
زندگی ایک نئی راہ پر چلنے لگی ہے

آپ کچھ دن ماموں کے یہاں رہ لیں جا کر۔۔۔ وہ اپنے کمرے

میں بیٹھا موبائل استعمال کر رہا ہے جب الہام کو اپنے بستر کی دوسری
سائیڈ پر بیٹھا ہوا محسوس کر کے کہتا ہے۔

تم مجھے وہاں رہنے کا کہہ رہے ہو؟ وہ ہاتھ میں لوشن کی بوتل کو کھول کر
لوشن لگاتے ہوئے کہتی ہے۔

ہاں کافی وقت ہو گیا آپ کو وہاں گئے ہوئے، آپ ہوں آئیں کچھ
دن وہاں سے۔ اب وہ اس کی جانب دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

پکاسوچ لو۔۔ وہ اپنے ہاتھوں میں لوشن لگاتے ہوئے کہہ رہی ہے۔
پکاسوچ لیا۔۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے

کل انٹرویو کے لیے جاتے ہوئے چھوڑ دوں گا آپ کو، تیار ہو جائے
گا۔۔ وہ لیٹتے ہوئے کہتا ہے وہ سر ہلاتی ہے۔

اگلے دن وہ اسے طالب کے گھر چھوڑ کر انٹرویو کے لیے چلا جاتا ہے۔ الہام اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی ہے جب آسیہ اندر آتی ہیں۔

کیا پڑھ رہی ہو؟ وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پیار سے پوچھتی ہیں۔
کچھ نہیں بس ایسے ہی امی۔۔۔ وہ کہ تب بند کر دی ہے۔
اتنے دنوں بعد آئی ہو اور کیسا ہاتھ مارا ٹرپ؟ وہ محبت سے پوچھتی ہیں۔

اچھا تھا۔ کافی انجوائے کیا۔۔۔ وہ اب اپنا سران کی گود میں رکھتے ہوئے کہتی ہیں۔

تمہیں خوش دیکھ کر دل کو سکون ہو گیا ورنہ تمہاری اداسی اندر ہی اندر بے چین رکھتی تھی مجھے۔۔۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے

ہوئے کہتی ہیں وہ مسکراتی ہے۔

جانتی ہوا چھا اور محبت کرنے والا شوہر اللہ کی بہت بڑی نعمت ہوتا ہے۔
جو ہر کسی کو نہیں ملتا اس کی قدر کرنی چاہیے۔

آپ کو کیسے پتہ کہ وہ اچھا اور محبت کرنے والا ہے؟ وہ وہ آنکھوں میں
شرارت لیے انہیں دیکھتی ہے۔

تمہارے چہرے سے۔۔ وہ آرام سے جواب دیتی ہیں وہ اٹھ کر بیٹھ
جاتی ہے۔

بیوی کا چہرہ شوہر کے رویے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔۔ وہ سہولت سے کہہ
کر الہام کو دیکھتی ہیں وہ بھی انہیں ہی دیکھ رہی ہے۔

اور تمہارے چہرے پر اس کی محبت صاف طور پر نظر آرہی ہے۔۔ وہ
مسکرا کر کہتی ہیں وہ ہکا بکا سی انہیں دیکھ رہی ہے۔

شوہر اگر خیال کرنے والا اور محبت کرنے والا ہو تو بیوی کھل اٹھتی ہے،

اس کے چہرے پر تازگی اور آنکھوں میں چمک آ جاتی ہے۔۔ وہیں
اگر شوہر برا ہو تو بیوی مرجھا جاتی ہے، آنکھوں میں اداسی چھا جاتی
ہے۔ چہرے بولتے ہیں الہام۔ بس آپ کو پڑھنا آنا چاہیے۔ وہ
مسکراتے ہوئے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر کہتی ہیں۔
میرے چہرے پر اس کی محبت نظر آتی ہے۔۔؟؟ وہ بے اختیار سوچتی
ہے پھر مسکرا دیتی ہے اس کے دل کے کسی کونے سے آواز آتی ہے۔۔
ہاں۔۔۔۔

عائزہ اپنے شوہر کے ہمراہ اچانک رات کو گھر آ جاتی ہے۔ سب سے
مل کر خوش گپیوں میں مصروف ہے چائے کا دور چل رہا ہے جب وہ

فائزہ سے پوچھتی ہے۔

بھابھی کہاں ہے امی نظر نہیں آرہی؟

وہ بھائی کے ہاں گئی ہے رہنے کے لیے۔ وہ جواب دیتی ہیں

ابھی تو گھوم پھر کر آئی تھیں اتنے دن پھر اب اپنے میکے چلی گئی یہ کیا

بات ہوئی امی آپ نے منع کیوں نہیں کیا؟ وہ فائزہ سے کہتی ہے۔

عائزہ یہ فضول کی باتیں مت کیا کرو اور نہ ہی اپنے دماغ میں اس قسم

کے خیالات کو جگہ دو۔۔ علی صاحب سختی سے کہتے ہیں۔

اس کے والدین ہیں، وہ جاسکتی ہے ان کے گھر بیٹا۔۔ وہ آخری میں

نرمی سے کہتے ہیں۔

پر ابوا بھی تو اتنے دن گھر سے دور رہ کر آئی تھی نہ۔۔ وہ اپنی بات پر

قائم رہتی ہے۔

آہل خاموشی سے اس کی بات سن رہا ہے۔ اس میں کون سی اتنی بڑی

بات ہوگئی عائرہ تم بھی تو اپنے گھر آئی ہونہ وہ بھی اسی طرح گئی ہے
بس۔۔ فائرہ اسے ٹوکتی ہیں۔

آپ تو بس مجھے ہی سمجھایا کرے امی۔۔ وہ چڑ جاتی ہے۔

الہام کو میں نے بھیجا ہے عائرہ وہ میرے کہنے پر گئی ہیں۔۔ وہ ضبط
کرتے کرتے آخر میں ٹھنڈے لہجے میں اس سے کہتا ہے وہ خاموش
ہو جاتی ہے۔

اگلے دن وہ اس سے طالب کے گھر سے پک کر کے واپس آ رہا ہے۔
جب آئس کریم پارلر کے سامنے گاڑی روک کر آئس کریم کا آرڈر دیتا
ہے، چند منٹوں بعد ویٹر آئس کریم سرو کر کے چلا جاتا ہے وہ واپس

گاڑی سٹارٹ کرتا ہے اور ساتھ ساتھ آئس کریم سے بھی لطف اندوز ہوتا ہے۔

جانب لگ گئی ہے میری۔۔ وہ آئس کریم کا چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔

واقعی۔۔ وہ اس کی جانب مڑتی ہے۔

پرسوں سے جوائن کرنا ہے اچھا پیکج ہے۔ وہ اطمینان سے کہتا ہے۔
دیٹس گڈ تو یہ آئس کریم اس بات کی ٹریٹ ہے؟ وہ پوچھتی ہے۔

یہی سمجھ لیں۔۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے دیکھتا ہے وہ پھر آئس کریم کھانے میں مگن ہو جاتی ہے۔

=====

وہ دونوں کمرے میں داخل ہوتے ہیں تو الہام کی نظر کمرے میں ہر طرف بکھرے ہوئے ان تحفوں پر جاتی ہے جو اس نے آہل کے لیے لے کر رکھے ہوئے تھے۔ جن کو دینے کی ہمت وہ ابھی تک نہیں کر پائی تھی، وہ دو قدم آگے بڑھ کر بیڈ تک جاتی ہے۔ وہاں اسے ہر طرف وہ تمام چیزیں کھلی ہوئی ملتی ہیں۔ وہ خاموشی سے ان پر نظر جمائے کھڑی ہے۔ جب اسے آہل کی آواز سنائی دیتی ہے۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں کسی کے لیے اتنا اہم ہوں۔۔

وہ اس کے بالکل پیچھے کھڑا اس کے کان کے قریب جھک کر کہتا ہے۔
کسی کے لیے نہیں اپنی بیوی کے لیے۔۔!! وہ بنا اس کی جانب بڑے سر جھکائے کہتی ہے وہ مسکراتا ہے۔

ویسے اتنے سارے گفٹس لیے آپ نے میرے لیے۔۔

تو کبھی دیے کیوں نہیں۔۔؟؟ اب وہ آگے بڑھ کر ایک گفٹ اٹھا کر

دیکھتا ہوا پوچھتا ہے۔

ہمت نہیں ہوئی۔ وہ آرام سے کہتی ہے۔

مجھے یاد ہی نہیں پڑتا کبھی کسی نے مجھے کوئی گفٹ دیا ہو۔ ہاں بچپن میں ملتے تھے۔۔ وہ کہتا ہے وہ پلٹ کر اسے دیکھتی ہے۔

میں نے تو آج تک آپ کے لیے کچھ نہیں لیا، پھر بھی آپ نے میرے لیے اتنا سب کچھ لے کر رکھا۔۔؟؟

وہ ایک نظر ان سارے تحفوں پر ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔

میرا دل کیا تو میں نے لے لیا۔۔ وہ اطمینان سے بولتی ہے۔

ویسے بھی ضروری نہیں کہ شوہر ہی گفٹ دے بیوی بھی دے سکتی ہے۔

وہ کندھے اچکا کر بولتی ہے وہ سراقرا میں ہلاتا ہے۔

اتنے میں الہام کی نظر بیٹھ کے کنارے پر پڑے اپنے دوپٹے پر جاتی

ہے، وہ آگے بڑھ کر اسے اٹھاتی ہے۔

یہ دوپٹہ تو گم ہو گیا تھا میرا، یہ کہاں سے آیا؟ وہ پہچانتے ہوئے کہتی ہے
-

آپ کے لیے گم ہو گیا تھا۔۔ میرے لیے نہیں۔ وہ جواب دیتا ہے۔
مطلب۔؟

مطلب میں لے گیا تھا اسے اپنے ساتھ جاتے ہوئے، آپ کی کوئی
نشانی تو پاس چاہیے تھی نا مجھے۔۔ وہ مسکرا کر کہتا ہے۔
تو بس خاموشی سے الماری سے نکال کر اپنے سوٹ کیس میں لے گیا
تھا اسے۔۔ وہ اب اس کے ہاتھ سے دوپٹہ لیتے ہوئے کہتا ہے وہ
حیرت سے اسے دیکھ رہی ہے۔

آپ سے زیادہ ہمزاز ہے یہ میرا میرے دکھ، غم، اداسی، ہنسی، خوشی ہر
چیز میں ساتھ۔۔ وہ یاد کرتے ہوئے کہتا ہے وہ خاموش ہے۔
آپ کے اپنے ساتھ ہونے کا احساس ہوتا تھا اس سے، میری

تنہائیوں کا ساتھی۔۔ وہ اب دوپٹے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر
محبت سے دیکھتا ہے۔

اب جب آپ یہاں نہیں تھی کل تو مجبوراً نکالنا پڑا اس سے مجھے۔ وہ
نظر اٹھا کر الہام کو دیکھتا ہے وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی ہے۔

لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ احساس مختلف ہوتے ہیں۔ ان کے انداز
مختلف ہوتے ہیں پر محبت صرف ایک ہوتی ہے،
محبت صرف ایک ہوتی ہے۔۔۔

جو نبھائی جاتی ہے، جی جاتی ہے پر ہر کوئی اپنے طریقے سے جیتا ہے،
اپنے طریقے سے کرتا ہے، پر کرتا ہے اور یہ کرنا ہی دونوں کو جوڑ دینے
کے لیے کافی ہوتا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو مس کرتے تھے ایک
دوسرے سے محبت کرتے تھے پر اپنے اپنے انداز میں اپنے اپنے
طریقوں سے۔۔ پر کرتے تھے، وہ محبت کرتے تھے۔۔

=====

اسی طرح اپنی ڈگر پر رواں دواں ہیں۔ الہام گھر میں رہ کر سب کے ساتھ وقت گزارا ہی ہے بلکہ اپنا گھر بنا رہی ہے اور آہل دن بھر جاب کے بعد گھر آ کر ایک خوشگوار اور خوبصورت زندگی جیسی وہ چاہتا ہے گزارا ہے۔ سب ہنسی خوشی وقت کی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ جب ایک دن اچانک کا الہام کی طبیعت خراب ہونے پر اس کہ سرچکراتا ہے۔ فائزہ اور آہل اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں۔ جو انہیں ان کے گھر میں اضافے کی نوید سناتا ہے، ان کی خوشیاں دہنی ہو جاتی ہیں۔ جب ایک دن سیڑھیاں اترتے ہوئے اس کا پاؤں سلپ ہوتا ہے اور وہ بری طرح سیڑھیوں سے گرتی ہے، جس کے نتیجے میں اس کا مس کیرج ہو جاتا ہے۔ وہ ہاسپٹل میں اپنے بیڈ پر بے ہوش ہیں

سب کے چہروں پر دکھ اور پریشانی عیاں ہے سب اس کے روم میں
موجود ہیں جب وہ اپنی آنکھیں کھولتی ہیں۔

آسیہ اور فائزہ فوراً اس کے پاس آتی ہے۔ اس کی طبیعت کا پوچھنتی ہے
پرہمت کر کے اسے اس کے بارے میں بتاتی ہیں۔ وہ چند لمحوں کے
لیے سن ہو جاتی ہے کچھ دیر کے بعد اس کی آنکھوں سے چند قطرے
آنسو کے نکلتے ہیں پر وہ خاموش رہتی ہے۔ آسیہ زبردستی اسے سوپ
پلاتی ہیں پھر آہل کے کہنے پر سب واپس چلے جاتے ہیں۔ آہل وہاں
الہام کے ساتھ رک جاتا ہے۔

وہ سب کے جانے پر دروازہ بند کرتا خاموشی سے آکر اس کے قریب
رکھی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔ آنسو ایک بار پھر الہام کی آنکھوں سے
رواں ہوتے ہیں وہ تکیے پر سر رکھ کر لیٹی چھت کو گھور رہی ہے۔ وہ ہاتھ
بڑھا کر اس کے آنسو صاف کرتا ہے، وہ مڑ کر اس کی جانب نمی سے

دیکھتی ہے، وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ہونٹوں سے لگاتا ہے۔ دونوں ہی خاموش ہیں جیسے ان کے پاس بات کرنے کے لیے کوئی لفظ ہی نہ ہو۔

جب درد بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے تو لفظ کم پڑ جاتے ہیں۔ آج ان کی خاموشیاں گفتگو کر رہی ہیں وہ بنا آواز کیے آنسو بہائے جا رہی ہے اور وہ محبت سے اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا ہے۔ اس کی آنکھوں میں بھی ہلکی ہلکی نمی ہے جیسے وہ نہ چھپا رہا ہے اور نہ ہی دکھا رہا ...

=====

اگلے دن ہاسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد آہل آسیہ اور طالب الہام کو لے کر گھر آتے ہیں۔ وہاں سب موجود ہیں عائرہ بھی آئی

ہوئی ہے اور فاطمہ بھی اپنے بچوں سمیت لوٹ آئی ہیں۔ وہ الہام کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر میں ساختہ آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتی ہیں اس کا ماتھا چومتی ہوئی اس کی خیریت پوچھتی ہے۔ اور صرف ہاں میں سر ہل آتی ہے پھر فاطمہ اور آسیہ اسے پکڑ کر صوفے پر بٹھاتے ہیں۔ فائزہ اس کی خیریت دریافت کرتی ہیں، علی بھی اس کا حال احوال پوچھتے ہوئے طالب کے ساتھ ڈرائنگ روم کا رخ کرتے ہیں۔ اب وہاں سے خواتین اور آہل موجود ہیں، آسیہ ملازمہ کو آواز دے کر الہام کے لیے سوپ لانے کا کہتی ہیں سب الہام کی دل جوئی میں لگے ہوئے ہیں۔ عائزہ بے چینی اور بیزاریت سے پہلو بدلتی ہے۔ فائزہ الہام کو اسے اپنے ہاتھوں سے سوپ پلاتا دیکھ کر اس کی برداشت ختم ہو جاتی ہے۔

امی یا آپ لوگ تو ایسے ان کا خیال کر رہے ہیں، ان کے اتنے نخرے

اٹھارہ ہیں جیسے یہ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے کر آئی ہیں۔
عائزہ چڑ کر ایک نظر الہام پر ڈالتے ہوئے کہتی ہے، سب ہکا بکا سے
اس کی جانب مڑتے ہیں۔

جبکہ جو بھی ہوا، ان کی لا پرواہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ وہ حقارت سے
کہتی ہے۔ فائزہ سوپ کا پیالہ فاطمہ کو پکڑا کر اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔

عائزہ حد میں رہواپنی۔ اب ایک لفظ نہ سنو میں تمہاری زبان سے۔۔
فائزہ غصے سے انگلی دکھاتی ہوئی بولتی ہیں۔ الہام سر جھکائے بیٹھی

ہیں۔ چند آنسو اس کی آنکھوں سے بے مول ہوتے ہیں جنہیں وہ
سب کی نظروں میں آنے سے پہلے ہی صاف کر لیتی ہے۔ جو اس کے

سامنے بیٹھے آہل کی آنکھوں سے مغوی نہیں رہتے۔ وہ خاموشی سے

اس پر نظر جمائے سخت تاثرات کے ساتھ عائزہ کی باتیں سن رہا ہے۔

کیوں نہ بولوں میں؟؟ آپ لوگوں کو تو کچھ نظر ہی نہیں آتا۔۔

ان کی غلطی۔ جو بھی ہوا ہے ان کی وجہ سے ہوا ہے۔۔ وہ زبان درازی سے کہتی ہے۔

فاطمہ اور آسیہ حیرت سے اسے دیکھ رہی ہے الہام سر جھکائے خود کو مجرم تصور کر رہی ہے۔ آہل اس کی بات پر غصے سے آنکھیں میچتا ہے جیسے صبر کر رہا ہو۔

اور اب اتنی معصوم بن کر بیٹھی ہیں جیسے ان کا کوئی قصور ہی نہ ہو۔۔ وہ الہام کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہتی ہے۔

عائزہ تم۔۔۔ فائزہ کچھ بولنے لگتی ہیں۔ جب آہل ان کی آواز درمیان میں کاٹتا ہوا ان کا جملہ روک دیتا ہے۔

بہت سن لیا میں نے اور بہت برداشت کر لیا۔۔ اب اگر کسی نے میری بیوی کے خلاف ایک لفظ بھی بولا تو میں برداشت نہیں کروں گا۔ وہ غصے سے اٹھ کر کھڑا ہوتا ہوا عائزہ کو دیکھ کر سختی سے کہتا ہے۔

بھائی آپ ... پھر کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتی ہے۔ جب آہل اس کی جانب مڑتا ہے آہل کی آنکھوں میں سختی دیکھ کر وہ چپ ہو جاتی ہے۔ اور نہیں .. پھر وہ غصے سے الہام کی جانب بڑھ کر اس کی گود میں رکھا ہوا اس کا ہاتھ جھک کر تھامتا ہے، وہ بھی اٹھ کھڑی ہوتی ہے میں نہ کچھ کہے، بنا نہ کسی کو دیکھے قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھتا ہے وہ بھی اس کے پیچھے سر جھکائے چل پڑتی ہے۔ سب افسوس بھری نظر عائرہ پر ڈالتے ہیں۔ انہوں نے آج پہلی بار آہل کا یہ انداز دیکھا ہے ورنہ وہ تو ہمیشہ ٹھنڈا لہجہ رکھتا تھا اور درگزر سے کام لیتا تھا ..

منہ سے لے کر کمرے میں آتا ہے اور احتیاط سے بیڈ پر بٹھا کر مڑنے لگتا ہے جب وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیتی ہے، وہ اس کی جانب مڑتا ہے۔

تم بھی ناراض ہو مجھ سے؟ وہ سر جھکائے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی

کوشش کرتے ہوئے پوچھتی ہے۔

میری وجہ سے۔۔ وہ کہتے کہتے رکتی ہے آنکھوں سے برسات برسنے لگتی ہے جو اس کی بات مکمل نہیں ہونے دیتی۔

کچھ نہیں ہوا آپ کی وجہ سے۔ وہ اب بستر پر اس کے سامنے جگہ بناتا بیٹھ جاتا ہے۔

جو بھی ہوا اللہ کی مرضی تھی الہام۔ وہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتا ہوا کہتا ہے وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

مجھے خیال کرنا چاہیے تھا، میری وجہ سے ہوا سب۔ ہم نے کھو دیا اسے

آ حل۔۔ وہ اٹکتے اٹکتے کہتی ہے جیسے صبر کر رہی ہو۔ آخر میں دونوں

ہاتھوں میں اپنا منہ چھپاے روئے لگتی ہے، دل کا درد آنکھوں کے

راستے باہر نکلنے لگتا ہے۔ وہ بے چین سے ہو کر اس کی مزید قریب ہوتا

ہے۔

ہر کام میں اللہ کی مصلحت ہوتی ہے الہام۔۔

وہ بہتر کرنے اور جاننے والا ہے، اس طرح خود کو قصور وار مت سمجھے
اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ آپ نے جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا
۔۔ وہ اسے خاموش کروانے کی کوشش میں کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے اور پھر اس کے سینے سے لگ کر ایک بار
پھر رونا شروع کر دیتی ہے۔ اس کے آنسو آہل کی شرٹ بھگونے کے
ساتھ ساتھ اس کے دل پر بھی گر رہے ہیں۔ اس کی آنکھوں میں بھی
نمی اترتی ہے مگر وہ ضبط کرتا ہے چھپا جاتا ہے۔ وہ مرد ہے نا۔ وہ رو
نہیں سکتا۔ کہہ نہیں سکتا اسے سہنا پڑتا ہے، اسے چھپانا پڑتا ہے
اس واقعے نے الہام پر بڑا گہرا اثر چھوڑا ہے۔ وہ خاموش سی ہو گئی
ہے۔

، کھوئی کھوئی سی رہتی ہے۔ کبھی کبھی گھبرا جاتی ہے۔ ڈر جاتی ہے،

راتوں کو بنا اس کا ہاتھ تھا مے سو نہیں پاتی وہ بہت محبت اور خیال سے
سمیٹا رہا ہے اسے وہ ڈپریشن کا شکار ہے۔ پینک کر جاتی ہے۔ وہ
سمجھ رہا ہے۔

=====

رات کو سوتے ہوئے آہل کی بیچ میں آنکھ کھلتی ہے تو وہ اسے جاگتی ہوئی
بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے کہیں کھوئی نظر آتی ہے۔ وہ نظر گھڑی پر
ڈالتا ہے پھر بیٹھتا ہے۔

آپ سوئی نہیں ابھی تک وہ پوچھتا ہے؟ وہ اس کی جانب خالی
نظروں سے دیکھتی ہے جیسے اس کے پاس کوئی جواب نہ ہو۔
بہت رات ہو گئی ہے الہام سو جائیں۔ وہ چند لمحے اس کے جواب کا

انتظار کرتا پھر خود ہی ہاتھ اس کی جانب بڑھاتا اسے لیٹنے کا اشارہ کرتا
ہے وہ خاموشی سے لیٹ جاتی ہے۔ وہ بھی اس کے برابر میں لیٹ
جاتا ہے وہ خاموشی سے چھت کو گھور رہی ہے۔ وہ اس کو دیکھتا ہے پھر
ہاتھ بڑھا کر خاموشی سے اس کا ہاتھ تھام لیتا ہے، وہ اس کا تحفظ محسوس
کرتے ہوئے خاموشی سے آنکھیں موند لیتی ہے جیسے پرسکون ہو گئی
ہو۔

=====

آہل بات سنو ذرا۔۔ وہ آفس سے واپس آتا ہے جب اسے فائزہ کی
آواز سنائی دیتی ہے وہ ان کے کمرے کی جانب بڑھتا ہے۔
جی امی۔۔ وہ کہتا ہوا اندر داخل ہوتا ہے۔

بیٹھو۔۔ وہ اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہتی ہیں۔

آہل! الہام کچھ ڈسٹرب ہے میرے خیال سے تم اسے کچھ دنوں کے لیے بھائی کے ہاں بھیج دو۔ ماحول بدلے گا کچھ چینج بھی کبھی کبھی زندگی کے لیے ضروری ہو جاتا ہے، وہ بہتر محسوس کرے گی ورنہ اس طرح کتنے دن گزارے گی۔ تم اسے کچھ دن کے لیے وہاں بھیج دو۔ وہ خاموشی سے سنتا پھر سر ہلاتا ہے جیسے سمجھ گیا ہو۔

اگلے دن طالب کے گھر چھوڑ آتا ہے پھر خود بھی چین سے نہیں رہ پاتا۔ اسے الہام سے محبت کے ساتھ ساتھ شدت سے اس کی عادت بھی ہو گئی ہے۔ اسے اس کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ وہ کمرے سے نکل کر بالکونی میں آ جاتا ہے اور سگریٹ نکال کر گھرے کش لیتا ہے۔

مجھے آپ کی عادت ہو گئی ہے یا۔ کیا کیا ہے آپ نے میرے

ساتھ۔۔ وہ سوچتا ہے۔

کبھی کبھی محبت سے زیادہ خطرناک انسان کی عادتیں ہو جاتی ہیں اور پھر جہاں محبت اور عادت دونوں ہی ایک ساتھ ہو جائے تو انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں وہ پھر خود میں خود سنا نہیں رہتا۔ وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور یہی آہل کے ساتھ ہو رہا تھا۔

دوسری طرف وہ اپنے میکے آکر بھی بے چین یا شاید اور زیادہ بے چین ہو گئی ہے کسی چیز میں اس کا دل نہیں لگ رہا۔ وہ آسیہ اور طالب کے ساتھ بیٹھے ہونے کے باوجود بھی وہاں نہیں ہوتی، زیادہ تر خاموش سی اپنے کمرے میں ہی وقت گزار رہی ہے۔

ایک تو پہلے ہی ڈپریشن۔۔ اوپر سے آہل کا نہ ہونا اس کے رہے سہے عصاب بھی سلب کر گیا تھا۔ وہ اس کی ہر حالت کو ہر بات کو اس سے پہلے سمجھ جایا کرتا تھا، اس کے بغیر پہلی بار الہام کو اپنا گزارا مشکل ترین

لگا تھا۔ اس نے وہاں گزاری ہوئی دو راتیں جا کر گزاری تھی۔ اس کے بازوؤں سے لگ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر سونے کی اس کی عادت پڑ چکی تھی اس کے بغیر وہ سونے سے ڈر رہی تھی، وہ اسے اپنی ڈھال محسوس ہوا تھا جو ہر چیز سے اسے بچا لیتا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ اچانک بہت اکیلی ہو گئی ہے اسے وہ تحفظ کا احساس نہ ہونا ستار ہا تھا اور بہت بری طرح ستار ہا تھا۔

صرف ایک وہی تھا جو اس کی اس حالت سے پریشان نہیں ہوتا تھا، اس کا مذاق نہیں اڑاتا تھا۔ اس سے چڑھتا نہیں تھا بلکہ اسے خود سے لگا کر محبت سے مان سے رکھ رہا تھا۔ اس نے دو دن بہت مشکل سے گزارے تھے تیسرے دن اس نے بنا کچھ کہے سوچے آہل کو بیچ کیا تھا۔

مجھے لے جاؤ۔۔

جس کا وہ جواب دیے بغیر اسے لینے آن پہنچا تھا اور وہ اس کے ساتھ
پر سکون سی واپس آ گئی تھی۔

=====

وہ ٹیرس میں کھڑا سگریٹ پی رہا ہے۔ جب الہام وہاں آتی ہے، وہ
پہلے سے بہت کم پیتا ہے پر الہام کے سامنے نہیں پیتا۔

وہ غصے سے اس کے ہاتھ سے سگریٹ چھین کر زمین پر پھینکتی ہے۔

آہل کو اس کی آنکھوں میں غصے سے زیادہ ڈردکھائی دیتا ہے۔

کیوں پیتے ہو کیوں؟

کتنی بار منع کروں تمہیں۔۔۔ وہ چڑھ کر غصے سے کہتی ہے۔

اچھی چیز نہیں ہے۔ بہت بری ہے صحت کے لیے۔۔۔ سمجھتے کیوں نہیں

ہو تم۔۔؟؟ وہ اب جھنجھلا جاتی ہے وہ خاموش سا اسے دیکھ رہا ہے۔
اب نہیں پیوں گا۔ وہ آرام سے کہتا ہے جیسے اس کی حالت کو سمجھ گیا
ہو۔

اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے انسان کو۔ تم کو بھی کر دے گی اور تمہیں کوئی
نقصان ہو گیا تو؟ نہیں۔۔ نہیں۔۔ وہ اب جذباتی سی ڈری ہوئی اس
کو چھو کر کہتی ہے جیسے اس کے صحیح ہونے کا اطمینان کر رہی ہو۔
ریلیکس الہام۔۔ وہ اس کے ساتھ لگائے کہتا ہے۔

نہیں پیوں گا۔ اوکے؟ وہ اسے بھی سمجھ رہا ہے اور اس کے ڈر کو بھی اور
اندر سے پریشان بھی ہے۔

=====

اگلے دن وہ کچن میں کھڑی آہل کی فرمائش پر پیزا بیک کر رہی ہے۔
چھٹی کا دن ہے وہ بھی لاؤنچ میں بیٹھائی وی دیکھ رہا ہے۔ علی اور فائزہ
کسی عزیز کی جانب گئے ہوئے ہیں جب ہی وہ ٹی وی دیکھتے دیکھتے
اس کی نظر کچن میں پریشان سی کھڑی الہام پر پڑتی ہے وہ اٹھ کر کے
کچن میں اس کے پاس آتا ہے۔

خوشبو تو بڑی اچھی آرہی ہے کتنی دیر اور لگے گی۔۔؟ وہ اندر آتے
ہوئے اس سے پوچھتا ہے۔ وہ بے ساختہ اس کی جانب پلٹتی ہے آہل
کو الہام کی آنکھوں میں الجھن نظر آتی ہے۔

کیا ہوا؟

وہ اس کی جانب بڑھتا محبت سے کہتا ہے۔

وہ ساس ختم ہو گیا ہے۔ اب کیسے بناؤں پیزا؟ وہ معصومیت سے بولتی

ہے۔

اس کے بغیر بالکل بھی مزہ نہیں آئے گا، اس کے بغیر بن ہی نہیں سکتا۔۔ وہ کھوئی سے کہتی ہے وہ نظر اٹھا کر اس کی خالی بوتل کو دیکھتا ہے۔ اور مجھ سے تو بالکل بن نہیں سکتا اس کے بغیر،، بہت خراب ہو جائے گا۔ ویسے بھی مجھ سے ہر کام خراب ہو جاتا ہے۔۔ وہ گھبرائی ہوئی کہہ رہی ہے۔

دنیا میں آپ سے اچھا پیزا کوئی بنا ہی نہیں سکتا یا۔۔ ایسے کیسے خراب ہو جائے گا۔۔ وہ اسے ساتھ لیے کاؤنٹر کی جانب آتا ہے۔

چلیں ایسا کرتے ہیں آج ہم دونوں مل کر پیزا بناتے ہیں۔ وہ اب ایپرن اٹھا کر پہنتے ہوئے کہتا ہے وہ حیرت سے اسے دیکھتی ہے۔ تم بناؤ گے کسی نے دیکھ لیا تو کیا کہیں گے سب؟ وہ بولتی ہے۔

میں نے کہا تو تھا آپ سے کہ بنا کر کھلایا بھی کروں گا آپ کو کھانا تو چلیں بناتے ہیں۔ بہت بھوک لگ رہی ہے ویسے ہی، جلدی کریں

۔۔ وہ اپرن کی ڈوری باندھتے ہوئے بولتا ہے وہ اس کی موجودگی میں پرسکون ہونے لگتی ہے، اس پر طاری ہونے والی گھبراہٹ منٹوں میں دور ہوتی ہے۔

ابھی وہ پیزا بنا کر فارغ ہی ہوتے ہیں۔ جب فاطمہ اور دانیال انہیں اندر آتے ہوئے سلام کرتے ہیں، وہ بھی انہیں دیکھ کر اب اپرن اتار کر ان کی جانب بڑھتے ہیں۔ رسمی علیک سلیک کے بعد آہل اور دانیال باہر لان کی طرف نکل جاتے ہیں جبکہ فاطمہ اور الہام کے کچن میں آ جاتے ہیں۔

وہ باہر لان میں آہل سے گریٹ نکالتا ہے، دانیال خاموشی سے اسے دیکھ رہا ہے وہ اسے سلگا کر ہونٹوں سے لگاتا ہے۔

ایک بات پوچھوں آپ سے بھائی؟ اگر برا نہ مانے تو۔۔ دانیال جھجکتے ہوئے پوچھتا ہے۔

ہاں۔۔ وہ ایک کش لگاتا ہوا کہتا ہے۔

آپ۔ وہ اٹکتا ہے۔

میرا مطلب ہے۔۔

آپ آپ کے کچھ زیادہ ہی نخرے نہیں اٹھاتے؟؟

مانتا ہوں میری آپ ہیں، مجھے عزیز ہیں پر آپ بھی تو بھائی ہیں

میرے، عزیز ہیں مجھے۔۔۔ وہ کہتا ہے۔ وہ اس کی بات سن کر مسکراتا ہے۔

نخرے کیا ہوتے ہیں؟ دانیال وہ اسے دیکھ کر پوچھتا۔

یہی کہ ان کے لاڈ اٹھانا۔ ان کے ہر کام میں ان کی مدد کرنا، ان کا

خیال کرنا جیسے ابھی آپ کچن میں بھی ان کے ساتھ کام کروارہے

تھے۔۔ وہ وضاحت کرتا ہے۔

تمہیں پتہ ہے بیویاں کیا کرتی ہیں۔۔ وہ دانیال سے پوچھتا ہے اور

پھر خود ہی کہنا شروع کرتا ہے۔

وہ ہمارا خیال کرتی ہیں۔ ہماری ہر چھوٹی بڑی چیز کا خیال رکھتی ہیں۔
ہمارے تمام کام ہمارے کھانے، کپڑے کی ضرورت ہر چیز کا اہتمام
ہمارے بولنے سے پہلے کر دیتی ہیں تو اگر شوہر بھی ان کے کچھ نخرے
اٹھالیں۔۔ ان کا خیال کر لیں۔۔ کاموں میں ان کا ہاتھ بٹا دیں تو کیا
برائی ہے اس میں؟؟ وہ آرام آرام سے سگریٹ کش لگاتا ہوا کہتا
ہے۔

تالی ایک ہاتھ سے نہیں بچتی میرے بھائی۔۔

دونوں ہاتھوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔

جانتے ہومیاں بیوی ایک دوسرے کا لباس کیوں کہا گیا ہے، کیونکہ
لباس انسان کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس کے تمام عیبوں
کو چھپا لیتا ہے اور جب انسان اپنے سے قریب ترین چیز کا خیال نہ کر

پائے تو وہ کیا کر پائے گا زندگی میں۔۔ وہ بہت مختلف زاویے سے
اسے سمجھا رہا تھا اور وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہے اور ان کی باہمی محبت اس لباس
میں مزید خوبصورتی پیدا کرتی ہے۔ جو انہیں خوبصورت بناتا ہے تو
میرے بھائی زندگی کی گاڑی اگر اچھے سے چلائی ہے تو محنت دونوں کو
کرنی پڑے گی۔۔

ذمہ داری صرف بیوی پر لاگو نہیں ہوتی۔ شوہروں کو بھی اپنا حصہ ڈالنا
پڑتا ہے۔۔ وہ مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے۔

آپ کو پروفیسر ہونا چاہیے تھا۔ وہ کہتا ہے
ہاں سوچتا ہوں کبھی کبھی۔۔ غلط پروفیشن میں آ گیا میں۔۔ وہ دونوں
ہنستے لگاتے ہیں۔

وہ دونوں باہر لانگ ڈرائیو پر نکلے ہیں۔ آج کافی دنوں بعد وہ اسے لے کر باہر آیا ہے ورنہ وہ بار بار منع کرتی تھی آج مان گئی۔
میں بہت تنگ کرنے لگی ہونا تمہیں؟ وہ ہاتھ میں پکڑی آئس کریم میں
چبچھلاتی ہوئی کہہ رہی ہے۔

مجھے تنگ نہیں کریں گی آپ تو اور کیسے کریں گی۔۔ وہ ہلکے پھلکے انداز
میں کہتا ہے۔

میری وجہ سے تم اپنے کام پر بھی فوکس نہیں کر پا رہے جانتی ہوں میں
آفس سے بھی لیٹ ہو جاتے ہو۔ وہ سر جھکائے کہتی ہیں۔
یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے الہام اپ چھوڑیں ان سب باتوں کو۔۔ وہ
آئس کریم کا بائٹ لیتے ہوئے کہتا ہے۔

میں نے کل تمہاری باتیں سن لی تھی۔ وہ گویا سر جھکا کر انکشاف کرتی ہے وہ مڑ کر اسے دیکھتا ہے۔

جب کل تم اپنے باس کو پروجیکٹ ووٹ پر کمپیٹ نہ کرنے پر ایکسپلینیشن دے رہے تھے۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی ہے۔ ان سب کی خیر ہے الہام کچھ بھی آپ سے زیادہ امپورٹنس نہیں رکھتا۔ وہ بھی اسے دیکھ کر کہتا ہے۔

تمہیں غصہ نہیں آتا مجھ؟ پر وہ حیرت سے پوچھتی ہے
پیارا آتا ہے، محبت بھی آتی ہے، پر غصہ نہیں آتا۔ اب وہ شرارت سے کہتا ہے وہ مسکراتی ہے۔

تم بہت عجیب ہو۔

جانتا ہوں۔

=====

وقت پر لگا کے اپنی رفتار سے اڑ رہا ہے۔ وہ اسے نارمل کرنے کی
بھرپور کوشش کر رہا ہے اور وہ نارمل ہونے کی پرکھی کبھی کسی وقت
گھبراہٹ کا شکار ہو جاتی ہے بری طرح سے،، جس پر بعد میں بہت
شرمندہ ہوتی ہے۔

=====

شام کی چائے پر سب موجود ہیں۔ عائزہ بھی آئی ہوئی ہے الہام سب
کے لیے چائے نکال رہی ہے اتنے میں آہل بھی آ جاتا ہے، اس کا چہرہ

کچھ اتر اہوا سا ہے وہ سب کو سلام کرتا ہوا وہیں بیٹھ جاتا ہے الہام اس کے لیے پانی لانے کیچن میں چلی جاتی ہے۔

خیریت تو ہے؟ علی اس کی خاموشی کو نوٹ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اتنے بجھے ہوئے ہہ اور خاموش کیوں ہو؟ وہ پوچھتے ہیں۔

جواب ختم ہو گئی میری۔ وہ بنا کسی جھجک کے بتاتا ہے۔

لو ایک اور نئی سنو۔ عائرہ بڑبڑاتی ہے۔

مطلب جاب چھوڑ دی میں نے۔۔ وہ کہتا ہے۔

اتنے میں الہام پانی کا گلاس لیے اسے لا کر دیتی ہے وہ گلاس تھام کر

پانی پیتا ہے وہ چائے میں چینی ڈالنے لگتی ہے، پھر کچھ لمحے کے لیے

ہچکچاتی ہیں۔

کیا ہوا الہام؟ فائرہ اسے نوٹ کرتے ہوئے پوچھتے ہیں۔

وہ چینی زیادہ ہو گئی مجھ سے پپا کی چائے میں ذرا... میں دوسری بنا کر

لاتی ہوں وہ کہتے ہوئے کہتی ہے۔

ارے کوئی بات نہیں لاؤ دے دو مجھے چلتا ہے۔ علی ٹیبل کی جانب
چوک کر اپنا کپ اٹھانے لگتے ہیں۔

نہیں پھوپھا جان میں لادیتی ہوں دوسری۔ آپ کو شوگر ہے زیادہ نہیں
پینی چاہیے صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔۔ وہ گھبرا کر کہتی ہے۔
کبھی کبھی چلتا ہے بچے وہ اٹھا کر پیتے ہیں۔

آپ رہنے دیں پھوپھا جان۔ میں لادیتی ہوں۔ صحت کے لیے ٹھیک
نہیں ہے زیادہ چینی۔۔ وہ وہ مزید کہتی ہے۔

بھابھی کیا ہو گیا ہے یار۔۔ ذرا سی چینی ہی تو ہے۔ عائرہ حیران سی
اسے دیکھ کر بولتی ہے۔

آپ اتنا کیوں اوورری ایکٹ کر رہی ہیں۔

الہام پلٹ کر آہل کو دیکھتی ہے۔ وہ الہام کو آنکھوں کے اشارے سے

ریلیکس رہنے کا کہتا ہے۔

امی یہ تو بالکل ہی عجیب ہو گئی ہیں۔۔۔ عجیب طرح کی باتیں کر رہی ہیں
کیا ہو گیا ہے انہیں؟؟؟ وہ حقارت سے الہام پر نظر ڈالتی ہیں۔
عائزہ۔۔۔ علی صاحب اسے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بھابھی آپ تو بالکل پاگلوں کی طرح ری ایکٹ کر رہی ہیں جیسے پتہ
نہیں کیا ہو گیا ہے۔ آپ لوگ کس طرح برداشت کر رہے ہیں ان کی
اس طرح کی بے وقوفانی حرکتوں کو؟ وہ بولتی چلی جاتی ہے۔

بھائی آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ پاگل تو نہیں ہو گئے؟ پہلے ان کی وجہ سے
اچھی خاصی جاب اور کریئر چھوڑ کر یہاں آگے پھر ان کی اس طرح کی
حالت برداشت کر رہے ہیں اور اب ان کی وجہ سے ایک بار پھر جاب
چلی گئی۔۔۔ اب وہ بنا کسی کا لحاظ کیے کہتی جا رہی ہے۔

جاب کی بات پر الہام آہل کی جانب دیکھتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں

نمی اترنے لگتی ہے۔ آہل غصے سے مٹھیاں بیچے ہے اور فائزہ افسوس سے اسے دیکھ رہے ہیں، آپ کیوں رہ رہے ہیں ان کے ساتھ؟
چھوڑ کیوں نہیں دیتے انہیں۔

سارے سردرد آپ کے حصے میں ہی کیوں آئیں۔۔۔؟؟ وہ اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتی ہے جب آہل کی گرجدار آواز اسے بولنے سے روکتی ہے جبکہ الہام اپنی آنسو کو روکنے کی کوشش میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ جاتی ہے۔

بہت ہو گیا، میں نے بہت برداشت کر لیا تمہارا رویہ۔۔۔ پر تم حد سے بڑھتی جا رہی ہو وہ بس۔۔۔ وہ آنکھیں لیے سختی سے اسے کہتا ہے۔
نندھونند بن کر رہو گند پھیلانے کی کوششیں مت کیا کرو۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ میں اپنے اور تمہارے رشتے کو بھول جاؤں۔ وہ مزید غصے سے کہتا ہے۔

آئندہ میری بیوی اور میرے درمیان بولنے کی جرات نہ کرنا اور نہ ہماری ذاتی معاملات میں مداخلت کرنا۔ ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ تم میری بہن ہو۔۔ وہ غصے میں کہتا ہے۔

عائزہ حیرت سے اس کی شکل دیکھ رہی ہے اس نے آج تک آہل کا یہ انداز نہیں دیکھا تھا۔ اسے شک لگتا ہے آہل ہمیشہ اس سے محبت اور چاہت سے بات کرتا تھا۔

امی ابو سمجھالیں آپ اسے۔۔ ورنہ میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔ وہ اب ان دونوں پر نظر ڈال کر انہیں دیکھتا ہوا کمرے کی جانب بڑھ جاتا ہے

-

=====

وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتی ہے اور بیڈ پر گرتے
ہی سسکیوں کے ساتھ باقاعدہ رونا شروع کر دیتی ہے۔ عائزہ کی
باتیں اس کے دل میں تیر کی مانند لگتی ہیں۔

انسان تلوار کا زخم سہ جاتا ہے پر بنا تلوار سے اور ہاتھ لگائے لفظوں کی
دھار اور لہجے کی کاٹ سے لگا ہوا زخم اس کے دل میں تیر کی طرح
پیوست ہوتے ہیں جو نہ نکلتے بنتے ہیں اور نہ ہی کھلے چھوٹتے ہیں۔ وہ
پل پل تکلیف دے کر انسان کو برداشت کی انتہا تک لے جاتے
ہیں۔ کچھ ایسا ہی اس وقت الہام کے ساتھ ہوا تھا اس کی سسکیاں
پورے کمرے میں گونج رہی تھی چند منٹوں بعد آہل کمرے میں آتا
ہے۔ الہام کو اس طرح دیکھ کر اس سے اپنا دل کٹا ہوا محسوس ہوتا ہے
۔ وہ آگے بڑھ کر اسے آواز دیتا ہے۔

وہیں رک جاؤ۔ وہ اب اس کی آواز پر بیٹھ سے اتر کر کھڑے ہوتے ہوئے اسے رکنے کا اشارہ کرتی ہے۔

میری بات تو سنیں یا۔۔۔ وہ قدم آگے بڑھاتا ہے۔

میں نے کہا تھا نا تمہیں کہ تنگ کرنے لگی ہوں تمہیں بہت۔ وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ پوچھتی ہے۔

میری وجہ سے کتنا نقصان اٹھاؤ گے تم کتنا؟ وہ چلاتی ہے۔

الہام آپ میری۔۔۔ وہ کہنے کی کوشش کرتا ہے جب وہ درمیان میں اسے روک دیتی ہے۔

صحیح کہتی ہے عائرہ تمہیں چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔

مجھے سارے سردرد تمہارے حصے میں کیوں آئیں؟؟ وہ بے دردی

سے اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہتی

ہے۔

چپ کر جائیں الہام بس۔ وہ اس کے کندھے سے پکڑ کر ہلاتا ہوا سختی سے کہتا ہے وہ بہتے آنسو اور لرزتی پرکھوں کے ساتھ سراٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

تم چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے۔ اب نڈھال نسی ہو کر اس کے سینے سے لگتی ایک بار پھر آنسو بہانا شروع کر دیتی ہے۔ وہ اسے کچھ کہے ساتھ لگائے بیڈ تک لاتا ہے پھر بیٹھ کہ کنارے پر بٹھا کر خود زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے۔

آپ عائنہ کی باتوں کو اتنا سیریس مت لیا کریں یا۔ آپ کو تو پتہ ہے وہ اس طرح ہی بولتی ہے، وہ اس کا ہاتھ تھام کر کہتا ہے۔ مجھے بابا کے گھر جانا ہے۔ وہ اچانک میں نہ کچھ سوچے کہتی ہے وہ ہکا بکا سا اسے دیکھ رہا ہے۔ کیا اسے شک لگتا ہے۔

میں بابا کے گھر جارہی ہوں۔۔ وہ بنا اسے دیکھے دل پر پتھر نہ کر کہتی ہے۔

کیا بول رہی ہیں آپ پتہ ہے آپ کو؟ وہ اب چڑھتا ہے اس کی بات پر۔

ہاں جانتی ہوں میں، میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔
میں بابا کے گھر جارہی ہوں۔۔

اب وہ اٹھ کر الماری سے اپنا بیگ نکالتے ہوئے کہتی ہے۔
الہام کیا کر رہی ہیں آپ۔۔ وہ جھنجھلا کر اس کے پیچھے آتا ہے الہام کو
آواز لگاتا ہے وہ بیگ میں اپنے کپڑے ڈال رہی ہیں۔
میں کچھ کہہ رہا ہوں آپ سے۔۔۔ وہ غصے میں آ کر اس سے بیگ دور
کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اور میں بھی کہہ چکی ہوں آہل۔ مجھے جانا ہے۔ وہ بھی بنا کوئی آسرہ کے

سپاٹ لہجے کے ساتھ کہتی ہے۔ وہ اسے دیکھ کر رہ جاتا ہے اسے الہام
کہ اس قسم کے رویے کی بالکل امید نہیں تھی۔

ڈرائیور کو کہو۔ مجھے چھوڑ آئے۔۔ وہ اب آگے بڑھ کر اپنا بیگ بند
کرتے ہوئے کہتی ہے۔

آپ میرے ساتھ اس طرح نہیں کر سکتی۔ وہ یقینی سے نفی میں سر ہلاتا
ہے۔

آپ کے بغیر کیسے رہوں گا میں۔۔ وہ التجا بھری آنکھوں سے کہتا ہے
اور میرے ساتھ کبھی خوش بھی نہیں رہو گے۔۔ وہ بنا کوئی تاثر چہرے
پر لائے کہتی ہے۔

اتنی ظالم نہ بنیں۔۔

مجھے مت روکو آہل۔ میں نہیں رکھوں گی۔

الہام آپ ایسا کیسے۔۔ وہ اس کی بات بیچ میں کاٹتی ہیں۔

اپنا خیال رکھنا۔۔ وہ کہتی ہے تیری سے بیگ اٹھا کر کمرے سے نکل جاتی ہے۔

الہام ... الحام وہ چلاتا ہے۔

وہ بنا اس کی آواز پر پلٹے سیڑھیاں اتر جاتی ہیں، وہ غصے سے دروازے پر لات مارتا ہے اور اپنے ہاتھوں کا مکہ بناتے ہوئے دیوار پر مار کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لاونچ میں الہام کو فائزہ نظر آتی ہیں وہ اس کے ہاتھوں میں بیک دیکھ کر اس کی جانب بڑھتے ہوئے اسے آواز لگاتی ہیں مگر وہ انہیں بھی مکمل طور پر نظر انداز کیے باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو چلنے کا کہتی ہے۔ جب تک فائزہ باہر آتی ہیں گاڑی گھر سے باہر نکل چکی ہے وہ حیران پریشان سی آہل کے کمرے کی جانب بڑھتی ہیں۔

آہل .. آہل وہ اسے آواز دیتی ہوئی کمرے کے اندر آتی ہیں وہ بیٹھ

کے کنارے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھا ہے۔
آہل کیا ہوا ہے؟ کہاں گئی ہیں الہام اس طرح۔۔ وہ گھبرا کر پوچھتی
ہیں۔

وہ چلی گئی ہیں امی۔ وہ بنا انہیں دیکھے اس طرح بیٹھے جواب دیتا ہے۔
کیا مطلب کہاں چلی گئی ہے؟ کیوں چلی گئی ہے؟ وہ پریشان ہوتی
ہیں۔

آپ کی پیاری عائزہ کی بدولت امی۔۔ وہ چلاتا ہے۔
وہ چلی گئی ہیں۔

مجھے چھوڑ کر۔۔ وہ چلاتا ہوا اس سے میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔
عائزہ کی باتوں کو دل پر لے لیا امی انہوں نے، بغیر کچھ سوچے سمجھے
چلی گئی وہ۔۔۔ وہ غصے سے کہتا سائٹ ٹیبل پر بڑا سا راسا مان گرا دیتا
ہے۔

آہل۔۔ وہ چلا کر اسے روکنے کی کوشش کرتی ہیں۔

میرا دماغ پھٹ جائے گا امی پاگل ہو جاؤں گا میں۔۔ وہ ایک بار پھر
سے غصے سے چلاتا دیوار پر لگے فریم اتار کر پھینکتا ہوا کہتا ہے پھر اپنا
ایک ہاتھ سر کو تھامے گہرے سانس لیتا ہے۔ فائزہ اس کے قریب آ
کر اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کرتی ہیں پر اگلے ہی لمحے وہ غصے
سے کمرے سے نکل جاتا ہے، وہ اس کے پیچھے آتی ہیں پر وہ تیزی
سے گاڑی کی چابیاں لیتا گاڑی میں بیٹھ کر باہر نکل جاتا ہے وہ
پریشان سی اندر بھاگتی ہیں۔

===

پورے راستے الہام کے آنسو بہتے جا رہے ہیں جنہیں وہ بیدردی سے
صاف کرتی خاموشی کے ساتھ رو رہی ہے۔ پتہ نہیں اس کے اندر اتنی
ہمت کہاں سے آگئی تھی جو وہ لمحے بھر میں یہ سب کرائی۔۔

===

الہام کو بیلکے ساتھ بے حال سے حلیے میں دیکھ کر طالب اور آسیہ کا دل
بیٹھ جاتا ہے۔

کچھ تو کہو الہام کیا ہوا ہے؟ آسیہ اس سے پوچھتی ہیں وہ خاموشی سے
ضبط کیے بیٹھی ہے۔

بیٹا کیا بات ہے؟ اب طالب اس سے پوچھتے ہیں۔

میں وہ گھر چھوڑ آئی ہوں بابا۔۔ وہ سپاٹ چہرہ اور خالی آنکھیں لیے
کہتی ہے۔

ایسی کیا بات ہوگئی بیٹا، کچھ بتاؤ تو ہمیں۔۔ وہ پوچھتی ہیں وہ خاموش رہتی ہے۔

الہام میرا دل گھبرا رہا ہے، بتاؤ کیا ہوا ہے آہل نے کچھ کہا ہے کیا؟ وہ اندازے لگاتی ہیں وہ ان کی بات پر پلٹ کر خالی نظروں سے انہیں دیکھتی ہے۔

کچھ تو کہو بچے۔۔ وہ اب اس کا چہرہ تھا ہم کر کہتی ہیں وہ بنا انہیں کچھ کہے اپنا بیگ تھام کر کمرے کی جانب بڑھ جاتی ہے وہ طالب کو پریشانی سے دیکھتی ہے۔

میں آہل سے بات کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہوئے جیب سے اپنا موبائل نکال کر ٹرائی کرتے ہیں وہ کال پک نہیں کرتا وہ دو تین بار اور فون ملا تے ہیں مگر کوئی جواب نہیں آتا۔ وہ دونوں پریشان ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اتنے میں انہیں علی صاحب کا فون آنے لگتا ہے۔ وہ کال

ریسیو کرتے ہیں علی الہام کے بارے میں پوچھتے ہیں۔

ہاں وہ یہی ہیں۔۔ طالب کہتے ہیں پھر وہ آہل کا پوچھتے ہیں۔

نہیں آہل تو نہیں آیا یہاں میں کافی دیر سے اسے کال کر رہا ہوں۔ وہ

ریسیو بھی نہیں کر رہا۔۔ طالب علی سے کہتے ہیں۔

علی بھائی بات کیا ہے کچھ بتائیں تو ہمیں۔۔ وہ پوچھتے ہیں۔ ان کے

پوچھنے پر والی ساری بات ان کے گوش گزار کرتے ہیں۔ وہ پریشان

سے ہو جاتے ہیں۔

آپ فکرنا کریں آہل کو دیکھیں ہم بات کرتے ہیں الہام سے۔۔

طالب ان کو تسلی دیتے ہوئے کال کاٹ دیتے ہیں اور پھر آسیہ کو

سارے معاملات سے آگاہ کرتے ہیں۔

اپنے کمرے میں آتے ہی اس کے ضبط کیے ہوئے آنسو تو اتر سے بہنا شروع ہو جاتے ہیں، وہ وہیں زمین پر بیڈ کے کنارے سے لگ کر بیٹھ جاتی ہے آنسو اس کے گال بھگور رہے ہیں وہ بے آواز رو رہی ہے۔
اے ایم سوری آہل۔۔ ائی ایم سوری۔۔۔

وہ روتے ہوئے خود کلامی کرنے لگتی ہے ..
میں تمہارا دل نہیں توڑنا چاہتی تھی۔ تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔
پر تمہارے ساتھ رہ کر تمہارے لیے مشکل بھی نہیں بننا چاہتی۔۔ آنسو
اب اور تیزی سے اس کی آنکھوں سے بہنے لگتے ہیں۔ خاموشی کی جگہ
اب اس کی سسکیاں کمرے میں سنائی دے رہی ہیں، وہ اپنے منہ پر
ہاتھ رکھ کر انہیں روکنے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔

باہر آسیہ اس کا دروازہ ناک کرتی ہے۔ وہ کوئی جواب نہیں دیتی
خاموشی سے آنسو بہاتی رہتی ہے وہ مزید کچھ دیر اسے آوازیں دیتی

ہیں وہ کوئی جواب نہیں دیتی پھر طالب کی آواز سنائی دیتی ہے جو آسیہ کو دروازہ بجانے سے منع کرتے ہیں۔

وہ بے آواز گھٹی سانسوں کے درمیان آنسوؤں کو بے مول کر رہی ہے کچھ دیر بعد دروازے کی دوسری جانب خاموشی چھا جاتی ہے، اس کے رونے میں ایک بار پھر شدت آتی ہے۔

میں تمہیں اس طرح خود کے لیے برباد ہوتا نہیں کیسے دیکھ سکتی ہوں آہل۔۔۔ وہ پھر آنسوؤں کے درمیان خود سے کہتی ہے۔

مجھے معاف کر دو۔۔ میں جانتی ہوں میں نے تمہیں دکھ دیا ہے پر میں مجبور تھی، میں اب اور تنگ نہیں کر سکتی تمہیں۔۔

وہ مزید کہتی ہے جیسے خود کو خود ہی سمجھا رہی ہو۔ خود کو خود ہی اپنے کیے گئے فیصلے کی وضاحتیں دے رہی ہو۔ خود کو یقین دلا رہی ہو اپنے اس قدم کا جو وہ اٹھا آئی تھی۔ پوری رات اسی طرح رونے اور تڑپنے کے

ساتھ ساتھ خود کو یقین دلاتے گزر جاتی ہے۔ رات کے آخری پہر
جانے کب اس کی آنکھ لگتی ہے اسے پتہ نہیں چلتا وہ وہی زمین پر سر بیٹھ
کے کنارے سے سو جاتی ہے۔

=====

آہل غصے سے گاڑی لے کر نکلتا ہے۔ بہت ہی ریش ڈرائیونگ
کرتے ہوئے اسے بے انتہا غصہ آرہا ہے الہام پر۔۔ عائزہ پر۔۔
ایک ایک فرد پر۔ اس کی آنکھوں میں غصے سے سرخی صاف چھلک
رہی ہے۔

کیوں الہام؟ کیوں؟ وہ غصے سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہتا
ہے۔

کیا نہیں کیا میں نے آپ کے لیے اور آپ نے کیا کیا الہام۔۔ کیوں
کیا؟ وہ گاڑی چلاتے ہوئے اپنا غصہ نکال رہا ہے۔
کیوں؟

وہ سمندر پر گاڑی روکتا وہاں اترتا ہے جو چیز سامنے آتی ہے۔ چیز کو
ٹھوکر مارتے اپنا غصہ نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اتنی محبت کی میں نے آپ سے الہام۔۔ ہر بار ساتھ دیا آپ کا اور
آپ نے ہی چھوڑ دیا مجھے۔۔۔

سمندر کے کنارے اندھیری رات میں چلتا ہے۔

میں پاگل ہو جاؤں گا الہام، میں کیسے رہوں گا۔۔؟ وہ اسے پکار کر کہہ
رہا ہے۔

ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا آپ کو، نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ وہ اب ریت
پر نڈھال سا بیٹھ جاتا ہے اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگتے ہیں وہ

خاموشی سے آنسو کو بہنے دیتا ہے۔

=====

صبح اس کی آنکھ دروازہ نوک کرنے کی آواز پر کھلتی ہے۔ وہ چند لمحے نیند سے بیدار ہونے میں لگاتی ہے پھر اپنے کمرے اور اپنی حالت کو دیکھ کر اسے کل کی تمام باتیں یاد آتی ہیں۔ دروازہ دوبارہ نوک ہوتا ہے وہ اٹھتی ہوئی گھڑی پر نگاہ ڈالتی ہے، گھڑی صبح کے دس بج رہی ہے وہ اٹھ کر خاموشی کے ساتھ دروازہ کھول کر پلٹ جاتی ہے آئیہ اندر آتی ہیں۔

الہام تم ٹھیک ہو؟ اس کے پیچھے آتے ہوئے پوچھتی ہیں۔

جی جواب دیتی ہے۔

ناشتہ لگواتی ہوں تمہارے لیے تم فریش ہو کر آ جاؤ۔ وہ اس کے سر پر
ہاتھ پھیرتی ہیں وہ سر ہاں میں ہلا کر واش روم کی جانب بڑھ جاتی
ہے ..

=====

وہ رات کے کسی پہر تھک ہار ٹکڑ خود سے گھر لوٹ آیا تھا اب کمرے میں
بے حال پڑا سو رہا ہے، اسی حلیے میں جس میں کل گھر سے نکلا تھا
۔ جوتے تک نہیں اتارے اس نے۔۔ تب علی اور فائزہ اس کے
کمرے میں داخلہ ہوتے ہیں۔ وہ آہستہ اس سے اس کے سر پر ہاتھ
پھیرتی ہیں جس سے محسوس کرتے ہوئے وہ آنکھیں کھولتا ہے پھر ان
دونوں کو دیکھ کر ان کے سامنے کل کہ گزرے ہوئے مناظر ایک بار پھر

گھومنے لگتے ہیں۔

آہل آج کافی دیر تک سولے بیٹا چلو فریش ہو کر نیچے آ کر ناشتہ کر لو۔
وہ محبت سے اسے دیکھتی ہوئی کہتی ہے وہ سر ہلا کر اپنے جوتے
اتارنے لگتا ہے۔

چلو جلدی کرو پھر ناشتہ کے بعد ہمیں الہام کو بھی لینے جانا ہے۔ علی اس
کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں۔

میں انہیں لینے نہیں جاؤں گا ابو۔ وہ سب کو اس سے کہتا وہ دونوں ایک
دوسرے کی شکل دیکھتے ہیں

بیٹا چھوٹی موٹی باتیں تو ہو ہی جاتی ہیں غصہ چھوڑو اور چل کر اسے لے
آؤ۔ وہ سمجھاتے ہیں۔

میں نہیں جاؤں گا۔ وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے کہتا واش روم کی جانب
بڑھ جاتا ہے وہ پریشانی سے فائزہ کی طرف دیکھتے ہیں

===

وہ کمرے سے باہر آتی ہے تو آسیہ کے ساتھ فاطمہ بھی اسے بیٹھی نظر آتی ہیں۔ وہ دونوں ماحول کو ہلکا پھلکا رکھنے کے لیے ناشتے کے دوران اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہتے ہیں وہ بھی صرف ہوں ہاں میں جواب دیتی ہے رہتی ہے۔ ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہی ہوتے ہیں جب اسے فائزہ اور علی اندر آتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ انہیں سلام کرتی واپس کمرے کی جانب مڑتی ہے جب فائزہ کی آواز پر رکتی ہے جاتی ہے۔

الہام واپس چلو۔۔ وہ بنا تمہید کے سنجیدگی سے کہتی ہیں۔

سوری پھپھو مگر میں نہیں چل سکتی۔ وہ سپاٹ چہرے لیے کہتی ہیں۔
بیٹا ہر گھر میں باتیں ہو جاتی ہیں پر اس طرح گھر سے نہیں آتے۔۔ وہ
سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں خدمت کرو بیٹا چلو۔۔ وہ مزید کہتی
ہیں۔

آپ کی ہر بات سر آنکھوں پر پھپھو پر یہ بات نہیں مان سکتی سوری،، وہ
سر جھکائے کہتی ہے۔

الہام بچے مان جاؤ پھپھو کتنی محبت سے آئی ہیں تمہیں لینے۔۔ اب کی
بار آسیہ کہتی ہیں۔

پھپھو اور پھپا کی محبت کا تو کوئی مول ہی نہیں ہے امی پر اب میں
واپس گئی تو ان کا بیٹا بے مول ہو جائے گا۔۔

وہ آنکھوں میں نمی لیے کہتی اور بنار کے کمرے کی جانب بڑھ جاتی ہے
ان سب میں خاموش کھڑی فاطمہ ایک نظر سب پر ڈال کر اس کے

پیچھے جاتی ہیں۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے آنسو گرنے لگتے ہیں جنہیں وہ ہاتھوں کی پشت سے بڑی بے دردی کے ساتھ صاف کرتی ہے۔

الہام .. اسے اپنی پشت سے فاطمہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔

آئی ایم سوری پھپھو۔۔

پر اس بار آپ مجھے منانے کی کوشش بالکل مت کریے گا کیونکہ میں نہیں مانوں گی۔ وہ دو ٹوک انداز میں کہتی ہے اور وہ اسے کچھ کہے بنا گلے لگا لیتی ہیں کسی کا سہارا پاتے ہی وہ ایک بار پھر سے دبے آنسو بہانا شروع ہو جاتی ہے۔

میں تمہیں واپس جانے کے لیے منانے نہیں آئی میری بچی۔۔ اس کے بالوں کو سہلاتے ہوئے پیار سے کہتی ہیں۔

میں یہاں تم سے صرف آہل کی غلطی جاننے آئی ہوں؟ وہ آرام سے

بولتی ہیں وہ بے یقینی سے سراٹھا کر ان کی آنکھوں میں دیکھتی ہے۔
میں تم سے پوچھنے آئی ہوں الہام آہل کی کوتاہیوں کے بارے میں،
تاکہ اس کے کان کھینچ سکوں۔۔ وہ محبت سے اسے دیکھتی ہیں۔
آپ سے کس نے کہا کہ غلطی آہل کی ہے۔ وہ بے صبری سے کہتی
ہے۔

ظاہر ہے تم اس سے چھوڑ کر آگئی ہو تو غلطی اس کی ہی ہوگی نا۔۔ وہ
اپنی بات کی وضاحت کرتی ہیں وہ نفی میں سر ہلاتی ہے۔
اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ وہ سر جھکا کر ہلکی آواز میں کہتی ہے آنکھوں
میں ایک بار پھر نمی نے ڈیرے جمائے ہیں۔
اس کا اچھا ہونا ہی اس کی غلطی ہے۔ وہ کہتی ہے وہ اسے تھام کر بیڈ پر
بٹھاتی ہیں خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ جاتی ہیں۔

وہ کب تک میرے مسئلے سلجھاتا رہے گا؟ میرے درد سر خود چھیلتا رہے

گا۔ میں ایک مشکل بن گئی ہوں اس کے لیے۔۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں واپس نہ جاؤں۔

وہ آرام آرام سے کہتی آخر میں اپنے ہاتھوں سے رگڑ کر اپنے آنسو صاف کرتی ہے وہ خاموش سی اسے دیکھ رہی ہیں۔ دونوں کے درمیان چند لمحوں کی خاموشی آتی ہے۔

تم رہ لوگی اس کے بغیر؟ وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہیں۔
کوشش کروں گی۔ وہ سر جھکائے کہتی ہے۔

محبت کرنا چھوڑ دوگی؟ وہ پھر پوچھتی ہیں۔

اس کے لیے چھوڑ دوں گی۔ وہ ضبط سے کہتی ہے۔

یاد نہیں آئے گا وہ تمہیں۔۔؟ وہ ایک اور سوال کرتی ہیں۔

ہر لمحہ آئے گا۔ وہ سب کو اس سے جواب دیتی ہے

پھر بھی؟ وہ حیران ہوتی ہیں۔

ہاں۔۔ وہ سر ہلاتی ہے۔

اور کیا وہ رہ لے گا تمہارے بغیر؟ اب وہ دوبارہ آرام سے اس پر نظر
جمائے ہوئے بولتی ہیں وہ سراٹھا کر انہیں دیکھتی ہے چند لمحوں کے
لیے خاموشی درمیان میں جگہ بناتی ہے۔

سیکھ جائے گا۔۔ وہ آہستگی سے کہتی سر جھکا لیتی ہے وہ نفی میں سر ہلاتی
ہیں جیسے اس کی بات پر افسوس کر رہی ہوں۔

=====

وہ آہل لاونچ میں آتا ہے تو اسے کچن میں عائرہ نکلتی نظر آتی ہے وہ خود
پر بہت مشکل سے ضبط کرتا ہے۔

بھائی کھانا لگا دوں؟ وہ اسے دیکھ کر پوچھتی ہے جب وہ اسے مکمل طور

پر نظر انداز کرتا ہوا گاڑی کی چابیاں اٹھا کر باہر نکل جاتا ہے۔
ان کو کیا ہوا ہے؟ وہ اپنے کندھے اچکا کر کہتی ہے پھر اپنے کام میں
مشغول ہو جاتی ہے ..

=====

وہ ایک بار پھر سمندر کے کنارے بیٹھا ہے۔ بے چینی اسطرا بیت
تکلیف کچھ بھی اسے سکون سے رہنے نہیں دے رہے وہ کافی دیر وہیں
بیٹھا اپنا درد کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے پھر اندھیرا بڑھتے ہی گھر کی
راہ لیتا ہے ...

=====

فاطمہ باقی سب کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی ہیں وہ سب آہل اور
الہام کو لے کر بہت پریشان ہیں۔ آہل اسے لینے جانے کے لیے
بالکل تیار نہیں ہے علی صاحب کہتے ہیں۔

اور وہ آنے کے لیے تیار نہیں ہے۔۔۔ اب فائزہ سرد آہ بھر کر کہتی ہیں۔
کس کی نظر لگ گئی میرے بچوں کو میری تو خود سمجھ ہی نہیں آ رہا کیا
کروں کس طرح مناؤں دونوں کو۔۔۔ فائزہ پریشانی سے کہتی ہیں۔
فکر نہ کریں باجی اللہ سب بہتر کرے گا کچھ دن لگیں گے انشاء اللہ
دونوں کو احساس ہو جائے گا۔۔۔ فاطمہ انہیں ساتھ لگائے دلاسا دیتی
ہے۔

میری تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا فاطمہ حالت دیکھو تم آہل کی نہ کھانے کا ہوش
نہ پینے کا کب آتا ہے کب جاتا ہے کچھ خبر نہیں دو دونوں میں دنیا سے

بیزار لگنے لگا ہے۔ وہ روحا سی ہوتی ہے۔

وہاں الہام کا بھی یہی حال ہے وہ مزید کہتی ہیں جب عائرہ ان کی بات کاٹتی ہے۔

بس کر دے امی یا راب بھی الہام الہام ان کی وجہ سے ہی ہو رہا ہے یہ سب۔ بھائی کی یہ حالت ان کی بدولت ہی ہے۔۔ وہ ترش لہجے میں کہتی ہے۔

اچھا ہوا چلی گئی خود ہی۔۔ کم سے کم اب کچھ سکون تو آئے گا بھائی کی زندگی میں۔۔ وہ حقارت اور چڑ سے کہتی ہے۔

چپ کر جاؤ عائرہ چپ کر جاؤ۔۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہی ہو رہا ہے وہ غصے میں چلاتی ہیں۔

تمہاری گز بھر کی زبان نے تباہی پھیلا دی ان دونوں کی زندگی میں۔۔ وہ غصے سے کہتی ہیں۔

میں نے نہیں امی بھابھی نے تباہی پھیلائی ہے بھائی کی زندگی میں
، وہ اپنے ہاتھ جھاڑتی ہے۔

دروازے سے اندر آتا آہل وہیں پر کھڑا ہو کر اس کی تمام گفتگو بڑے
ضبط کے ساتھ مٹھیاں نیچے برداشت کرتا ہے۔

ہم اپنی زندگی میں خوش تھے۔ وہ کہتا اس کی جانب بڑھتا ہے۔

پر تم نے اپنی انا اپنی چڑ اور بے لگامی کی وجہ سے اپنے بھائی کی زندگی
میں تباہی پھیر دی۔۔ وہ غصے سے سرخ آنکھیں لیے بے رحمی سے
اسے دیکھ کر کہتا ہے۔

آج سے میرا اور تمہارا تعلق ختم۔ وہ مزید کہتا ہے۔

تم نے برباد کر دیا مجھے میری بہن برباد کر دیا۔۔ وہ آنکھوں میں نمی
لیے اسے بولتا ہے ۔

آج کے بعد میں بھول جاؤں گا کہ میری کوئی بہن ہے۔ وہ غصے سے

کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ جاتا ہے۔ وہ آہل کی باتیں سن کر
سکتے میں آ جاتی ہے اسے اب اس لمحے اچانک احساس ہوتا ہے کہ وہ
کیا کر بیٹھی ہے۔ سب ایک افسوس بھری سر دنگاہ اس پر ڈالتے ہیں وہ
نہ ڈال سی صوفے پر بیٹھ جاتی ہیں۔۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ہے کہ اس سے اچانک الہام کی وہاں
موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔ وہ ہر بڑا کر اپنے اطراف میں نظریں
دوڑاتا ہے وہ وہاں کہیں نہیں ہے۔ اس کے اپنے اندر اچانک گھٹن کا
احساس ہوتا ہے، وہ شرٹ کا ایک بٹن کھول کر گہرا سانس لیتا ہے پھر

اٹھ کر ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر پیتا ہے مگر بے چین ہے اسے
سکون نہیں آرہا وہ بالکونی کا دروازہ کھول کر بالکونی میں آ جاتا ہے اور
گہرے گہرے جیسے اپنے اندر کی گھٹن کو کم کرنا چاہ رہا ہوا تنے میں
فاطمہ اندر آتی ہیں نظر کمرے میں دوڑا کر بالکونی کا دروازہ کھولا دیکھ کر
وہ بھی وہیں آ جاتی ہے۔

اسے لے کیوں نہیں آتے؟ وہ بناتا ہی وہاں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
پوچھتی ہیں۔

میں لینے نہیں جاؤں گا خالہ۔ وہ ان کی موجودگی محسوس کر کے بنا انہیں
دیکھے ریلنگ سے ہاتھ ٹکائے کہتا ہے۔

کیوں؟

انہوں نے بہت غلط کیا میرے ساتھ،، اب وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں
کو دیکھتا ہوا کہتا ہے۔

میں نے کیا نہیں کیا ہے الہام کے لیے۔۔ ان سے اتنی محبت کی کہ
اب وہ نہیں ہیں یہاں تو سانس لینا مشکل لگنے لگا ہے۔ ان کے لیے
سب چھوڑ دیا ان کا ہر مشکل میں ہر بات پر ساتھ دیا۔۔ وہ بے بسی
سے کہتا ہے۔ اور وہ چھوڑ گئی مجھے اس کے لہجے میں دردا بھرتا ہے
وہ بھی ایک تیسرے شخص کی بے وجہ باتوں کی بنیاد پر۔۔ وہ طنزیہ ہنستا
ہے۔

انہیں ذرا خیال نہیں آیا میرا؟ ایک بار بھی نہیں سوچا میں کیا کروں گا
ان کے بغیر اکیلے؟ اب وہ آنکھوں میں نمی لیے فاطمہ کی جانب مڑتا
ہے وہ خاموشی سے اسے دیکھ اور سن رہی ہیں۔
میری اتنی ہی اہمیت تھی ان کی زندگی میں کہ کسی کے کچھ بھی کہنے سے
وہ ایک لمحے میں میرے بارے میں سوچے بغیر چلی گئی یہاں سے۔۔
میں بھی نہیں جاؤں گا انہیں لینے۔۔ اب وہ فیصلہ کن انداز میں کہتا

ہے۔

اب بات میری بھی انا اور خود داری پر بن آئی ہے۔ وہ اپنا فیصلہ سناتا ہے۔

جب تک وہ خود نہیں چاہیں گی میں میں بھی آگے نہیں بڑھوں گا۔ وہ چند لمحوں کے لیے روکتا ہے۔

میں نے ایک مرد ہوتے ہوئے بھی ہر بار اپنی انا اور خود داری کو کچلا، ہمیشہ محبت کو ترجیح دی ہمیشہ سب سے پہلے محبت کو رکھا۔ اس کا یہ صلہ ملا مجھے؟ وہ غصے اور دکھ سے کہتا ہے۔

ان کے بغیر رہنا بہت مشکل ہے خالہ۔۔۔

سانس رکنے لگتا ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے۔ پھر بھی اس بار بات میری انا پر آگئی ہے میں پہل نہیں کروں گا۔ وہ حتمی انداز میں کہتا ہے وہ خاموشی سے سر ہلاتی ہیں بس ..

وہ کچن میں کھڑی اپنے لیے چائے بنا رہی ہے آسیہ بھی وہیں اس کے ساتھ کھڑی کھانا بنا رہے ہیں مصروف ہیں جب الہام کو اچانک اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوتا ہے وہ بے ساختہ کچن کا سلیب تھام لیتی ہے۔ آسیہ اسے تھامتی ہیں پھر اس کے لا کر منع کرنے کے باوجود اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہیں۔ جہاں وہ ان کو گڈ نیوز سناتی ہے وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتی الہام سکتے میں آ جاتی ہے اسے یقین کرنے میں وقت لگتا ہے وہ بے یقینی میں واپس آتی ہیں۔ آسیہ سب کو کال کر کر خوشخبری سناتی ہیں، وہ خاموشی اپنے کمرے میں بیٹھی ہے اسے سمجھ نہیں آ رہا کہ کس طرح ری ایکٹ کرے پھر اسے اچانک آہل

کا خیال آتا ہے وہ بے ساختہ موبائل اٹھاتی ہے پھر اچانک رک جاتی ہے۔ خاموشی سے آنکھیں میچتے موبائل واپس رکھتی ہے وہ کافی دیر سمجھنے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ کیا کرے اور اسے کیا کرنا چاہیے وہ مزید بے چین ہو جاتی ہے۔

=====

عائزہ آہل کے کمرے میں آتی ہیں۔ وہ الماری کھولے کوڈھونڈنے میں مصروف ہیں وہ خوشی سے اس کو آواز دیتی اس کے کمرے میں آکر اس کو خوشخبری سناتی ہیں آہل کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھرتی ہے وہ خوش ہوتا ہے پر اگلے ہی لمحے فائزہ کی فرمائش سن کر خاموش ہو جاتا ہے۔

اب تو لے آؤ جا کر آحل اسے۔۔ وہ پیار سے کہتی ہیں
نہی امی۔۔ وہ کہتا ہے۔

آہل کچھ تو خیال کرو اب تو۔۔ وہ کہنے کی کوشش کرتی ہیں میں ان کی
بات کاٹتا ہے۔

جب تک وہ خود آنا نہیں چاہیں گی میں لینے نہیں جاؤں گا انہیں۔ اس
بار پہل انہیں کرنی پڑے گی۔۔ وہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل جاتا
ہے وہ افسوس کے ساتھ اس کو کمرے سے نکلتا ہوا دیکھتی ہیں۔

=====

الہام سب بھول جاؤ بیٹا اب تو واپس چلی جاؤ۔۔ اس کے پاس بیٹھی
بہت سے اسے سمجھا رہی ہے وہ خاموش رہتی ہے۔

مان جاؤ الہام مت کرو اپنا بسا بسا یا گھر برباد۔ کیوں کر رہے ہو میری
بچے؟ وہ خاموشی سے سن رہی ہے۔

اس سے بات کرو الہام مجھے یقین ہے وہ ضرور مان جائے گا۔ بس
اب تم بھی اپنی چھوڑو ورنہ انا سے کبھی کسی کا کوئی فائزہ نہیں ہوا ہے۔
ہمیشہ سے نقصان کا باعث بنتی ہے۔۔ وہ خاموشی سے سنتی ہے پر کوئی
جواب نہیں دیتی ۔

===

وہ اتنے دنوں بعد خوش نظر آ رہا ہے، مسکراہٹ اس کے چہرے کا حصہ
بنی ہوئی ہے وہ پرسکون ہے آج کے اتنے دنوں بعد ...

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی ہے گزرتے دنوں کے
بارے میں سوچ رہی ہے۔ کتنے دن ہو گئے اسے آہل سے بات کیے
ہوئے اس کی آواز سنے ہوئے۔ یہ اتنے دن کتنے بے سکون سے
گزرے تھے اس کے۔۔ پھر وہ آسیہ کی باتیں سوچنے لگتی ہے پھر خود
اپنا موبائل اٹھا کر پھر اسے میسج کرتی ہے ..

وہ لیپ ٹاپ پر بیٹھا کسی کام میں مصروف ہے جب اس کے موبائل پر
میسج ٹیون بجتی ہے وہ موبائل اٹھا کر دیکھتا ہے وہاں الہام کا نام جگمگا رہا
ہے وہ میسج کھول کر دیکھتا ہے۔
مجھے لے جاؤ۔۔

وہ اس کا میسج پڑھ کر بنا ریپلائی کیے اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو
جاتا ہے۔

اگلے دن وہ اس کے ساتھ لے جانے کے لیے طالب کے گھر پر
موجود ہے۔ وہ خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑتی ہے پورے
راستے دونوں کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ گھر آ کر بھی وہ کھانے سے فارغ
ہو کر سیدھا اپنے کمرے میں چلا جاتا ہے جبکہ وہ علی اور فائزہ کے پاس
کچھ دیر بیٹھ جاتی ہے۔

وہ اندر کمرے میں آتی ہے تو وہ اسے بستر کے کنارے پر لیپ ٹاپ
کے ساتھ مصروف نظر آتا ہے۔ وہ خاموشی سے اپنے کپڑے لے کر
چینج کرنے چلی جاتی ہے، وہ چینج کر کر واپس آتی ہے تو بھی وہ اسی
پوزیشن میں بیٹھا کام کر رہا ہے۔ اسے آہل کی خاموشی بہت کھلتی ہے

پر وہ بھی خاموش رہتی ہے۔ اب وہ اپنا بیگ اٹھانے لگتی ہے جب وہ
لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتا اس کے پاس آکر اس کا بیگ اٹھا کر اوپر بیڈ پر
رکھتا ہے اور خاموشی سے جانے کے لیے پلٹتا ہے جب وہ اس کا ہاتھ
پکڑ کر روک لیتی ہے۔ وہ رک جاتا ہے پر اس کی جانب پلٹتا نہیں۔
ناراض ہو؟ وہ پوچھتی ہے وہ خاموش رہتا ہے۔

معاف کر دو۔۔ وہ کہتی ہے وہ پھر خاموش رہتا ہے وہ اب اس کے
سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔

آہل .. پلینز .. وہ آنکھوں میں امید لیے اسے دیکھ کر کہتی ہے وہ نظر
اٹھا کر اسے دیکھتا ہے آج کتنے دنوں بعد اس کی زبان سے اپنا نام سنا
تھا۔ آہل کے دل کا کوئی کونا مسکرایا تھا۔

معاف کرنا چاہیے؟ وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر خفگی سے کہتا ہے
وہ نفی میں سر ہلاتی ہے۔

پھر؟ وہ پوچھتا ہے۔

پتہ نہیں۔۔۔ وہ سر جھکا لیتی ہے

بس خاموش نہ رہو۔۔ وہ آہستگی سے اس سے کہتی ہے۔

میں اتنا برا لگنے لگ گیا تھا الہام آپ کو، کہ مجھے یہاں اکیلا مرنے کے

لیے چھوڑ گئی؟ وہ شکوہ کرتا ہے وہ بے ساختہ سرنفی میں ہلاتی ہیں۔

جانتی ہیں کہ کتنی مشکل سے سانس لے رہا تھا میں۔۔۔ پل پل لگتا تھا دم

گھٹ جائے گا میرا اس کمرے میں۔۔۔ وہ آنکھوں میں شکایت لیے

کہتا ہے تو اس کی آنکھوں میں نمی اترتی ہے۔

اور وہ بھی کس لیے الہام؟؟ ایک تیسرے شخص کے چند بیکار بے معنی

جملے۔۔ آپ کو ایک بار بھی رحم نہیں آیا مجھ؟ پر خیال نہیں آیا میرا؟

لمحے بھر کو سوچا نہیں میرے بارے میں؟ لڑائی ہمارے درمیان تو نہیں

تھی الہام۔۔ وہ کہتا جاتا ہے، لہجے میں انتہا کی سرد مہری اور درد ہے۔

تمہارے بارے میں ہی تو سوچا آہل۔۔ اب نظر اٹھا کر اسے دیکھتی ہے۔

مجھے لگا میں تمہارے قدموں کی وہ بیڑیاں بن گئی ہوں جو تمہیں اڑنے سے روک رہی ہیں۔ تمہارے پر کوتر رہی ہیں بس یہی سوچا اس سے آگے اور کچھ سوچا ہی نہیں گیا مجھ سے،،، وہ تر لہجہ لیے اسے کہتی ہے۔ بس... بس وہ اسے حقارت سے دیکھتا ہوا پوچھتا ہے۔

یہ سوچا آپ نے؟؟ وہ غور سے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولتا ہے وہ سر ہلاتی ہے۔

آپ نے کیا سمجھا ہے الہام مجھے۔۔ میں کوئی روبوٹ ہوں دل نہیں ہے میرے پاس، مجھے کچھ فیمل نہیں ہوتا، کیا ہاں کیا؟ وہ غصے میں لال آنکھیں لیے اسے گھورتے ہوئے کہتا ہے۔

آہل میری بات تو۔۔ وہ کہتے ہوئے اس کے جانب ہاتھ بڑھاتی

ہے۔ جسے دیکھ کر وہ جھٹکے سے دو قدم پیچھے ہوتا ہے وہ انگلی اٹھا کر اسے بولنے سے باز رکھتا ہے۔

آہل نہیں سنے گا آج۔ وہ اسے دیکھتا ہوا ناراضگی سے کہتا ہے وہ ایک بار پھر اس کی جانب بڑھتی ہے وہ مزید پیچھے ہوتا ہے۔

آپ نے میری محبت کی تذلیل کی ہے الہام۔ آپ نے میری ناقدری کی۔۔ وہ دکھ سے آنکھوں میں نمی لیے سرخی کے ساتھ کہتا ہے نہیں۔۔ وہ اس کے چہرے کی جانب ہاتھ بڑھاتی ہے جب وہ اس کا ہاتھ کلائی سے سختی سے پکڑ لیتا ہے۔

آپ نے بہت تکلیف دی الہام مجھے۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے روکتا ہے۔

میں نے ہمیشہ سب پر آپ کو ترجیح دی، سب سے پہلے محبت کو رکھا میں جتنا کر سکتا تھا میں کرتا گیا۔۔۔ اپنی پوری پوری کوشش میں ایک اچھا

رشتہ بنانے کی اور بنایا بھی۔۔ اب وہ اپنی آنکھ سے گرتے انسو کو صاف کرتا ہے الہام کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہیں۔

ہم ایک بہت اچھی لائف جی رہے تھے الہام۔ پر کیا کیا آپ نے۔۔۔؟؟ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا ہے

کیا کیا؟؟ اب کی بار وہ چلا کر کہتا ہے۔

آپ سب چھوڑ کر بنا کچھ دیکھے بغیر کچھ سنے میرے بارے میں ایک لمحے کو سوچے بغیر چلی گئی۔۔ وہ رکتا ہے اب وہ باقاعدہ رو رہی ہے وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہتا ہے۔

اچھا نہیں کیا آپ نے میرے ساتھ بالکل۔ کل کو پھر کوئی اور آئے گا کچھ کہے گا اور آپ پھر چل پڑیں گی سب چھوڑ کر۔۔

وہ کہتا بالکونی جانب بڑھ جاتا ہے۔ وہ وہیں اسی جگہ زمین پر بیٹھ جاتی ہے وہ باقاعدہ رو رہی ہے۔ وہ شرمندہ ہے اس سے غلطی ہوئی تھی

وہ جان چکی تھی پر اب اسے آہل کو منانا دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا۔ وہ آہل کا روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ اس نے آہل کی محبت اور اس کی چاہت اپنائیت دیکھی تھی اس کا غصہ آج پہلی بار دیکھا تھا۔ کچھ دیر اسی طرح رونے کے بعد وہ اپنے آنسو کو صاف کرتی ہوئی کھڑی ہوتی ہے اور بالکونی کی جانب قدم بڑھاتی ہے اسے منانا ہے آہل کو ہر حال میں ہر قیمت پر وہ کسی قیمت پر اس کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی، اس کی ناراضگی الہام کے لیے بے انتہا جان لیوا تھی وہ جان گئی تھی وہ پل پر مرنا نہیں چاہتی تھی ..

===

وہ بالکونی میں آکر سگریٹ جلانے لگتا ہے غصے کی وجہ سے اس سے

سگریٹ نہیں جلائی جاتی، وہ دو تین بار کوشش کرتا ہے پھر غصے میں منہ
میں دبی ہوئی سگریٹ بنا جلائے اٹھا کر پھینک دیتا ہے پھر بالکونی کی
ریلنگ تھام کر خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب کچھ دیر اس
طرح کھڑے رہنے کے بعد دوبارہ سے سگریٹ جلا کر بھونکتا ہے اور
چند گہرے کش لگاتا ہے جب اسے اپنے عقب سے بالکونی کے
دروازے پر آہٹ سنا سیدیتی ہے وہ ہلکا سا ترچھا ہو کر دیکھتا ہے۔
آپ جائیں یہاں سے الہام۔۔ وہ جھنجلا کر کہتا ہے۔ وہ ٹس سے مس
نہیں ہوتی خاموشی سے اسے دیکھ رہی ہے۔

میں نے کہا جائیں۔۔ اب وہ چلاتا ہے۔

وہ چند لمحوں کے لیے سہم کر آنکھیں بند کر لیتی ہے پر ہلتی نہیں۔ وہ چند
ساعتیں گزرنے کے بعد اس کی جانب پلٹتا ہے۔

نہیں جائیں گی آپ یہاں سے۔۔ وہ سپاٹ لہجے میں پوچھتا ہے وہ

بنا کچھ کہے نہ میں سر ہلاتی ہے۔

ٹھیک ہے پھر۔ وہ سوچتے ہوئے کہتا ہے چند لمحے الہام کو خاموشی سے کھڑا دیکھتا ہے پھر دروازے کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے اس کے بالکل برابر سے گزرنے لگتا ہے، جب وہ اس کا بازو کہنی کے اوپر سے پکڑ لیتی ہے وہ ہلکا سا جھٹکا دے کر چھڑانے کی کوشش کرتا ہے پر اس بار الہام کی گرفت بھی مضبوط ہے۔ وہ ایک نظر اس کے بازو کو پکڑے ہوئے ہاتھ پر ڈالتا ہے پھر اس پر۔۔۔ وہ مطمئن نظر آتی ہے جیسے ابھی قصہ ختم کرنے کے ارادے سے آئی ہو۔

میرا ہاتھ چھوڑیں۔۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہتا ہے۔
نہ ہی تم باہر جاؤ گے اور نہ میں۔۔!! وہ اب اس کی جانب ہلکا سا مڑتی ہے۔

آہل کے ماتھے پر شکن ابھرتی ہیں وہ الہام کو آنکھوں میں سختی لیے دیکھتا

ہے۔

مان رہی ہوں۔ مجھ سے غلطی ہوگئی، مجھے نہیں جانا چاہیے تھا چھوڑ کر۔۔ وہ آنکھوں میں التجا لیے نظر اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہے وہ اس پر سے نظر ہٹا کر سامنے دیوار پر ٹکا لیتا ہے۔

پر جتنا تم تڑپے ہو آہل، جتنی تمہیں تکلیف ہوئی ہے، اس سے کئی گنا زیادہ مجھے بھی ہوئی ہے۔۔ وہ مزید کہتی ہے اس کی آنکھوں میں نمی اترتی ہے۔

تو کس نے کہا تھا آپ سے جانے کو؟ وہ یہ کہتا اس پر ایک گہری نظر ڈالتا ہے۔

میری بے وقوفیوں نے۔۔ وہ آنکھوں سے چھلکتے ہوئے آنسو صاف کرتی ہے۔

آئی۔ ایم۔ سوری۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر امید سے کہتی

ہے، وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا ہے۔ بنا کسی تاثر کہ۔۔۔

پلیز اہل۔۔!! وہ التجا کرتی ہے۔

تمہاری خاموشی میرے لیے بہت سخت ثابت ہو رہی ہے، میرا دم گھٹ جائے گا۔

وہ اب سر اس کے کندھے پر ٹکا دیتی ہے، وہ بے اختیار گہری سانس لیتا ہے مگر کوئی رسپانس نہیں دیتا۔ وہ بھی خاموشی سے اس کے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے گھیرے اس کے کندھے پر سر ٹکائے کھڑی ہے جیسے وہ ذرا بھی ہلی تو ہاتھ تو وہ ہاتھ چھڑا کر چلا جائے گا۔

بعض دفعہ انسان کا غصہ ہر چیز پر غالب آ جاتا ہے۔ اس کی عقل، سمجھ سب کھا جاتا ہے، اسے کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل ہی نہیں چھوڑتا۔ اس باریہ آحل کے ساتھ ہوا تھا۔ اس بار اس کا غصہ اس کی ذات پر

غالب آیا تھا۔ جب ایک ٹھنڈے مزاج کے آدمی کو غصہ آتا ہے نا۔ تو آسانی سے واپس نہیں جاتا بہت وقت اور صبر بھی ساتھ لے جاتا ہے۔ آہل کا غصہ ٹھنڈے ہونے میں بھی وقت لگنا تھا کچھ دن کا۔ اسے نارمل ہوتے ہوتے کئی دن لگ گئے تھے اور اس دوران الہام نے صرف صبر کیا تھا اور ساتھ میں خود کی نادانیوں پر افسوس بھی ...۔۔۔

===

آج چھٹی کے دن، وہ سب کے ساتھ بیٹھا شام کے ناشتے سے لطف اندوز ہو رہا ہے، جب عائزہ اپنے شوہر جہانگیر کے ساتھ اندر آتی ہے۔ اسے دیکھ کر آہل کے چہرے پر ناگواری چھا جاتی ہے، جسے سب محسوس کرتے ہیں۔ وہ جہانگیر سے مل کر بغیر عائزہ سے ملے کسی کام کا

کہہ کر گھر سے باہر نکل جاتا ہے۔ کافی دیر باہر گزار کر وہ واپس آتا ہے
تو سب رات کا کھانا کھا رہے ہوتے ہیں عائرہ بھی وہیں موجود ہے۔
اسے کوفت محسوس ہوتی ہے۔

صحیح ٹائم پر آئے ہو بالکل، جلدی آ جاؤ فریش ہو کر کھانا ٹھنڈا ہو جائے
گا۔۔ فائرہ اسے اندر آتا ہوا دیکھ کر کہتی ہیں۔

ابھی بھوک نہیں ہے امی بعد میں کھاؤں گا۔۔ وہ ایک نظر وہاں موجود
سب لوگوں پر ڈال کر کہتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ جاتا ہے۔ باقی
سب دوبارہ کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

=====

کچھ دیر بعد الہام کمرے میں آتی ہے۔ وہ اپنا آفس کا کام پھیلاے

بیٹھا ہے۔

کھانا لگا دوں تمہارا؟ وہ اسے مصروف دیکھ کر پوچھتی ہے۔

ہاں! یہیں لے آئیں۔۔ وہ بنا اسے دیکھے کہتا ہے۔

پھر وہ کھانا لینے کے لیے واپس پلٹ جاتی ہے، کچھ دیر بعد کھانے کے

ساتھ واپس آتی ہے، وہ بھی اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ کھانا نکال کر اس

کی جانب بڑھاتی ہے، وہ بھی پلیٹ تھام کر کھانے میں مصروف ہو

جاتا ہے۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی ہے۔

آپ نے کھانا نہیں ہے کیا؟ وہ ایک نظر اسے دیکھ کر کہتا ہے۔

تم نے پوچھا ہی نہیں مجھ سے۔۔ وہ کندے اچکا کر کہتی ہے۔ اس کا

کھاتا ہوا ہاتھ رکھتا ہے وہ لمحے بھر کو ٹھہرتا ہے۔

سوری یار۔۔ وہ کہتا اپنا نوالہ اس کی جانب بڑھاتا ہے، وہ اس کی

جانب ہلکا سا جھکتے ہوئے نوالہ منہ میں لے لیتی ہے، پھر وہ اس کے

لیے پلیٹ میں کھانا نکالنے لگتا ہے۔

میرا موڈ تھوڑا عجیب تھا، اس لیے بھول گیا۔

وہ کھانا اس کو دیتے ہوئے وضاحت کرتا ہے وہ خاموشی سے پلیٹ پکڑ لیتی ہے۔ دونوں کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب الہام کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولتی ہے۔

تم بھول جاؤ سب، معاف کر دو اسے۔۔۔ وہ نوالا منہ میں ڈالتے ہوئے بہت آرام سے کہتی ہے۔ وہ نظر اٹھا کر تعجب سے اسے دیکھتا ہے۔

چوری کی سزا ہوتی ہے، قتل کی بھی سزا ہوتی ہے۔ تو کسی کا دل دکھانے کی سزا کیوں نہیں ہوتی الہام؟؟ وہ اب اسے دیکھتے ہوئے پوچھتا ہے وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی ہے۔ وہ لا جواب ہوتی ہے۔ اس نے میرا بہت دل دکھایا ہے۔ وہ بہن ہے میری، اسے سوچنا

چاہیے تھا میرا۔۔۔ پر وہ اپنی زبان کی دھار سے میرا دل کاٹتی رہی۔۔۔
اسے زخمی کرتی رہی۔ وہ دکھ سے کہتا ہے۔

وہ بہن ہے تمہاری، یہی سمجھ کر بھول جاؤ سب۔۔۔ وہ سادگی سے کہتی
ہے وہ اسے دیکھتا ہے۔

تم ہی تو کہتے ہو کہ تم دل پر کوئی بوجھ نہیں رکھتے پھر تم کیسے اپنے دل
میں اس کے لیے ناراضگی رکھ کر سکون سے جی پاؤ گے؟؟ وہ اب پانی
کا گلاس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھتی ہے۔

ایک سوال اس سے بھی پوچھیں نہ جا کر۔۔۔ کہ وہ کسی کا اپنے لفظوں
سے دل دکھا کر سکون سے سو کیسے پاتی ہے؟؟ وہ ہاتھوں میں گلاس
تھامتا اسے دیکھتا ہے۔

اور آپ بھول گئی ہیں سب؟؟ لہجوں کے زخم تو اتنی جلدی نہیں بھرتے
الہام، وہ سوال کرتا ہے۔

جانتی ہوں! لہجوں کے زخم اتنی آسانی سے نہیں بھرتے۔۔۔ پر ہمیں
اپنوں کے لیے دل بڑا کرنا پڑتا ہے آہل۔۔۔ تم بھی کرلو، میں بھی کر
لوں گی۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتی ہے، تم بڑے ہو، چھوٹوں کی غلطی
معاف کر دو۔۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں امید لیے دیکھ رہی ہے۔
میں ہی کیوں؟؟ ہر بار میں ہی کیوں معاف کروں؟ وہ چڑتا ہے۔
تم بدل رہے ہو آہل۔۔۔

کیونکہ تمہارے دل پر بوجھ ہے، اور میں تمہیں بدلتا ہوا دیکھنا نہیں
چاہتی۔ وہ آہستگی سے کہتی ہے۔

تم ایسے ہی بہت اچھے لگتے ہو، آسانی سے زندگی کی بڑی بڑی باتیں
سمجھ کر جینے والے۔۔۔ ہلکے پھلکے سے، مسکراتے ہوئے سے، بہت
اپنے لگتے ہو۔۔۔ بوجھ ہلکا کر لو اپنے دل کا آحل۔۔۔ وہ اب اس کے
ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے پر امید نظروں سے

اسے دیکھ کر کہتی ہے۔ وہ خاموشی سے دیکھتے ہوئے اس پر سے نظر ہٹا لیتا ہے ...

=====

امی یار پلیز۔۔ بھائی سے کہیں نہ، مجھ سے بات کر لیں۔ عائزہ آسیہ کے کمرے میں ان کے ساتھ بستر پر بیٹھی ان سے بول رہی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی عائزہ۔، وہ نہیں مانے گا۔ فائزہ کہتی ہیں۔ آپ بولیں گی تو مان جائیں گے نہ وہ آپ کی بات کہاں ٹالتے ہیں۔ دیکھیں اب تو سب صحیح ہے، بھابھی بھی آگئی ہیں گھر، اتنی سی بات تھی۔ ویسے بھی اتنے دن ہو گئے ہیں اب تو۔۔ وہ مزید کہتی ہے۔ تو تم نے حرکتیں بھی تو ایسی ہی کی ہے نا۔۔ میں کس منہ سے جا کر

بولوں آہل کو تمہارے حق میں؟؟ فائزہ اب اسے آئینہ دکھاتی ہیں۔

تب ہی کمرے کا دروازہ ناک کر کے الہام اندر آتی ہے۔

میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا۔۔ وہ کہتی ہے۔

نہیں بھئی!! آؤ بیٹھو۔۔ وہ اس کے لیے اپنے برابر میں جگہ بناتی ہیں

۔

میں عائزہ سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔۔ وہ ایک نظر عائزہ پر ڈال کر کہتی ہے عائزہ سر گھما کر اس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہے۔

عائزہ۔۔!! تمہیں اگر مجھ سے شکایت ہے، میری کوئی بات بری لگی

ہے تو تم مجھ سے آرام سے بیٹھ کر بات کر لیا کرو۔ وہ اب اپنی دونوں

ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پھنسائے گود میں رکھے اپنے

ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہتی ہے۔

پر اس طرح سب کے بیچ اور طنز کے درمیان مت بولا کرو۔۔

دیکھو کیا ہوا اس سے، تمہارا اور تمہارے بھائی کا رشتہ خراب ہو گیا ہے۔ وہ اب نظر اٹھا کر عازہ کو دیکھتی ہیں وہ سر جھکائے سن رہی ہے فائزہ بھی خاموش ہیں۔

میں پوری کوشش کر رہی ہوں کہ سب ٹھیک ہو جائے پر اس کے لیے پہلے میرا تم سے بات کرنا بھی ضروری ہے۔ تمہیں مجھ سے کوئی مسئلہ ہے کوئی شکایت ہے تو مجھ سے دل صاف کر لو اپنا۔ وہ مزید کہتی ہے۔ عازہ نفی میں سر ہلاتی ہے۔

تمہیں پتا ہے عازہ! میرے اور تمہارے درمیان اتنی تلخی کیوں آگئی؟ جبکہ میں تو آپنی تھی نا تمہاری۔ وہ تکلیف سے کہتی ہے۔ عازہ کا جھکا ہوا سر مزید جھکتا ہے۔

کیونکہ آہل اور میری شادی کے بعد، تم نے مجھے، میرا اور تمہارا پرانا رشتہ بھلا کر بھابھی کے رشتے سے دیکھنا شروع کر دیا۔ تم میرا اور اپنا

پہلا اور خوبصورت رشتا ہی بھول گئی۔۔ پتہ نہیں شادی کے بعد ہم تمام
پچھلے رشتے بھلا کر صرف نئے رشتوں میں کیوں تو لگتے ہیں
ایک لڑکی کو؟ تم نے بھی یہی کیا۔۔ تم نندا اور بھاوج کے رشتے کو سمجھ ہی
نہیں پائی۔۔ وہ آرام آرام سے کہتی جا رہی ہے۔ وہ سر جھکائے اسے
سن رہی ہے۔

میں نے تمہیں ہمیشہ اپنی چھوٹی بہن مانا ہے عائزہ۔۔ اور تم رہو گی بھی
ہمیشہ میری بہن۔ باقی آگے اب تمہاری مرضی، تم کس طرح رہنا
چاہتی ہو؟ ہمارے رشتے کو اچھا بنا کر رکھنا چاہتی ہو یا پھر اسے
خاردار رکھنا چاہتی ہو؟؟

یاد رکھنا۔۔ خاردار چیزیں ہمیشہ زخم ہی دیتی ہیں، ان میں کبھی پھول
نہیں کھلتے۔۔۔۔

طنز کے تیر ہمیشہ دل پروار کرتے ہیں، اور دل نفرت کے معمالے میں

بہت کمزور ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ وار سہہ نہیں پاتے۔۔۔ وہ خاموش ہوتی ہے۔ عائرہ سر جھکائے بیٹھی ہے الہام خاموشی کے ساتھ چند لمحے گزارنے کے بعد کمرے سے نکل جاتی ہے۔

==

اگلے دن وہ صبح صبح تیار ہو کر ناشتے کے لیے نیچے آتا ہے علی اور فائرہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ہیں۔ وہ کرسی کھینچ کر بیٹھنے لگتا ہے، جب ہی الہام کچن سے چائے کی ٹرے لیے وہاں آتی ہے وہ اس کے لیے کرسی باہر کرتا ہے، پھر بیٹھ کر ناشتہ نکالنے لگتا ہے۔ اتنے میں عائرہ بھی وہاں آ جاتی ہے۔ وہ خاموشی سے ناشتہ کر رہا ہے۔ الہام اپنی چائے میں چینی ڈال کر چلا رہی ہے۔ علی اخبار پڑھنے میں مصروف

ہیں۔

آؤ عائرہ بیٹھو۔۔ فائرہ اسے دیکھ کر کہتی ہیں وہ خاموشی سے ان کے برابر میں بیٹھ جاتی ہے۔

بھائی۔۔!! وہ سر جھکائے آہل کو مخاطب کرتی ہے۔ آہل کے ناشتہ کرتے ہوئے ہاتھ چند لمحے کورکتے ہیں، پروہ اسے دیکھتا نہیں ہے۔ آئے ایم سوری۔۔ وہ کہتی ہے۔ وہ دوبارہ اپنے ناشتے میں مشغول ہو جاتا ہے۔

بھائی پلیز۔۔ میں بہت شرمندہ ہوں اپنی حرکتوں پر مجھے معاف کر دیں۔ وہ اب اس کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھتی ہے۔ پلیز بھائی۔۔ میں آئندہ کبھی ایسا دوبارہ نہیں کروں گی۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی اترتی ہے۔ سب کی نظر آہل پر جاتی ہے، وہ ناشتہ چھوڑ کر خاموشی سے نظر اٹھا کر اسے دیکھتا ہے۔

مجھ سے اس طرح ناراض مت ہوں بھائی۔۔۔ اس کی آنکھوں سے
اب آنسو رواں ہوتے ہیں۔

تمہاری باتوں سے مجھے بہت تکلیف پہنچی۔ جب کسی انسان پر انگلی
اس کے اپنے گھر کے اندر سے اٹھنے لگے تو بتاؤ پھر وہ انسان کہاں
سہارا تلاش کرتا پھرے۔۔۔؟؟ وہ اسے جتنا ہے۔ وہ سسکتی ہے۔
گھر کو پر امن اور خوبصورت بنایا جاتا ہے عائرہ۔۔۔ محبت سے
برداشت سے صبر سے اور ایک دوسرے کے ساتھ سے۔۔۔ ایک
دوسرے کے نقص گنوا کر اور ایک دوسرے کی غلطیاں نکالنے سے کوئی
بھی شخص کبھی خوش نہیں رہتا اور نہ ہی کوئی گھر کبھی گھر رہتا ہے۔۔۔ وہ
چند لمحوں کے لیے خاموش ہوتا ہے۔

تم میری چھوٹی بہن ہو عائرہ!! مجھے بہت عزیز ہو، بہت محبت کرتا
ہوں میں تم سے۔۔۔ پر اس محبت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں تمہاری

ہر غلطی میں تمہیں سپورٹ کروں۔ وہ اب نہایت آرام سے کہتا ہے۔
سب چھوڑ کر آگے بڑھتے ہیں، لیکن آگے کہ ہمارے راستے کس طرح
کے ہوں گے وہ اب تم پر منحصر ہے عائزہ۔۔ وہ کہہ کر خاموش ہو جاتا
ہے۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی ہے، فائزہ محبت سے عائزہ کے سر پر ہاتھ
پھیرتی ہیں الہام اور علی بھی مسکراتے ہیں۔
میں چلتا ہوں اب دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔ وہ اٹھتے ہوئے کہتا ہے۔

=====

وہ آفس میں بیٹھا کام کر رہا ہے جب اسے تین میسج ٹیون سنائی دیتی
ہے وہ موبائل اٹھا کر دیکھتا ہے عائزہ کا میسج ہے وہ کھولتا ہے۔
بھائی شام کو اٹھ بجے آپ کے اور بھابھی کے لیے بکنگ کروائی ہے۔

پلیز بھابی کو لے کر ٹائم پر چلے جانا۔۔۔ وہ میسج پڑھ کر مسکراتا ہے پھر
وہی میسج الحام کو فارورڈ کرتا ہے ساتھ ہی
بی ریڈی ان ٹائم۔۔۔ کا میسج بھی سینڈ کر دیتا ہے۔

===

دن تیزی سے گزر رہے ہیں۔ زندگی پھر سے ایک بار خوشیاں لٹاتی
ہوئی ان پر مہربان ہے، وقت بھی بڑی ہی کوئی عجیب شہ ہے جب دکھ
اور تکلیف میں ہوا انسان، تو گزرتے نہیں گزرتا اپنی رفتار ایک کچھوے
کی مانند کر لیتا ہے اور یہی وقت اگر خوشی اور مسرتوں کے ساتھ آپ کی
دہلیز پر آئے تو بجلی کی رفتار سے گزرنے لگتا ہے۔

ان سب کی زندگیاں بھی ہنسی خوشی اپنی اپنی ڈگر پر گامزن تھی وقت

تیزی سے پرلگا کر اڑ رہا تھا ان کے گھر اور زندگیوں میں نئے فرد اور نئی خوشیوں کی عنقریب آمد تھی۔ آج الہام کا ڈاکٹر کے ساتھ اپوائنٹمنٹ ہے وہ تیار ہو کر آہل کا انتظار کر رہی ہے۔ جب کہ وہ آج پہلی بار غیر معمولی طریقے سے لیٹ ہے وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے اس سے فون ملانے کا ارادہ کرتی ہے پھر خود ہی اپنا ارادہ ترک کر کے فون اپنے بیگ میں ڈال کر نیچے لاؤنچ میں آ کر بیٹھ جاتی ہے۔ فائزہ بھی وہیں آ جاتی ہیں۔

کیا بات ہے آج لیٹ ہو گیا آہل؟ فائزہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولتی ہیں۔

ٹریفک میں پھنس گیا ہو گا آتا ہی ہو گا۔ علی صاحب کہتے ہیں۔

تم فون تو ملا والہام اسے، ڈاکٹر کا ٹائم نکل جائے گا، وہ الہام کی جانب مڑ کر کہتی ہیں وہ سر ہلا کر موبائل نکالتی ہے، وہ نمبر ملانے لگتی ہے جب

ہی علی صاحب کا موبائل بجنے لگتا ہے۔ فائزہ اور الہام دونوں ان کی جانب دیکھتے ہیں وہ موبائل اٹھاتے ہیں۔

بات کرتے ہوئے ان کی آواز میں پریشانی چھلکتی ہے، فائزہ ان کی جانب مڑتی ہیں الہام بھی انہیں دیکھ رہی ہے وہ موبائل بند کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

کیا ہوا خیریت تو ہے؟ فائزہ پوچھتی ہیں۔

آہل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، میں ہاسپٹل جا رہا ہوں وہ موبائل جیب میں ڈالتے ہوئے کہتے ہیں۔

کیا وہ دونوں گھبرا جاتے ہیں۔

رکیں ہم بھی چلیں گے۔۔ وہ کہتی ہیں، وہ رکتے ہیں۔

آپ دونوں کیسے۔۔؟

پلیز پھوپھا میں نہیں رک سکتی یہاں پلیز۔۔ وہ التجا کرتی ہے۔

اچھا جلدی آئیں پھر۔۔ وہ تیزی سے کہتے باہر نکلتے ہیں الہام اور
فائزہ بھی ان کے پیچھے ہی نکلتی ہیں۔

=====

ہاسپٹل میں تقریباً سب ہی آئی سی یو کے باہر موجود ہیں طالب اور
آسیہ بھی آگئے ہیں فاطمہ اپنے دونوں بچوں کے ساتھ اپنے شوہر کے
پاس ملک سے باہر گئی ہوئی ہیں۔ وہ کئی گھنٹوں سے آئی سی یو کے باہر
پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہیں۔

عائزہ تم اپنی امی اور بھابھی کو لے کر گھر جاؤ بیٹا وہ کب تک اس طرح
یہاں بیٹھیں گی۔۔ علی عائزہ سے کہتے ہیں۔
وہ دونوں نہیں مانیں گی ابو۔۔ وہ کہتی ہے۔

بیٹا پتہ نہیں کتنی دیر لگے گی جب اسے ہوش آجائے گا تو ہم آپ کو فون کر دیں گے آپ لوگ آجانا۔۔ وہ اسے سمجھاتے ہیں۔۔ وہ خاموشی سے سر ہلاتی ہے پھر الہام کے پاس جا کر اسے گھر چل گھر آرام کرنے کا کہتی ہے

بالکل بھی نہیں جارہی میں عائرہ۔۔ اس طرح آہل کو چھوڑ کر۔ جب تک مجھے اس کی آواز سنائی نہیں دے گی، میں یہاں سے ہلنے بھی نہیں والی۔۔ وہ ایک ہاتھ میں تصبیح تھا مے صاف انکار کرتی ہے۔ اور پھر سے آہل کے لیے دعا میں مشغول ہو جاتی ہے۔ جب کچھ ہی دیر گزرنے کے بعد ڈاکٹر باہر آ کر آہل کے ہوش میں آنے کی خبر دیتا ہے سب سکون کا سانس لیتے ہوئے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ پر ڈاکٹر کی اگلی ہی بات پر پریشان ہو جاتے ہیں۔ ایکسیڈنٹ سے ان کا بایاں پیر متاثر ہوا ہے، اس لیے وہ صحیح تو ہیں۔۔ پر اب وہ

اپنا الٹا پیر کچھ عرصے تک ٹھیک طرح استعمال نہیں کر سکیں گے۔

-- ڈاکٹر کی بات پر سب کے چہروں پر افسردگی اور پریشانی اپنا ڈیڑھ جماتی ہے چند لمحے اسی طرح گزر جاتے ہیں۔

مم۔۔م۔۔مطلب۔۔؟ الہام اٹکتے ہوئے پوچھتی ہے۔۔

مطلب اگر وہ ہمت اور کوشش کریں تو چانسز ہیں کہ ان کا پیر صحیح کام کر سکے، اب یہ ان کی ول پاور پر ڈیپینڈ کرتا ہے اور ان کا پیر ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے فائزہ وہی کرسی پر گرسی جاتی ہیں، عائزہ ان کو سنبھالنے لگتی ہے جبکہ طالب اور علی ایک دوسرے کو حوصلہ دیتے ہیں۔ آئیہ الہام کو سنبھالتی ہیں۔ وہ کوئی ری ایکٹ نہیں کرتی البتہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔۔ کچھ گھڑیاں اسی طرح خاموشی کی نظر ہوتی ہیں۔ جب الہام ہی ایک نئی امید کے ساتھ اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی اس کے کمرے کی جانب قدم بڑھاتی ہے۔

وہ چند دن ہاسپٹل میں گزار کر گھر واپس آ جاتا ہے لائف کو واپس ڈگر پر آنے میں مشکل ہو رہی ہے اور اس کی وجہ آہل کا پیر ہے۔ وہ ہر بات پر غصہ کرنے لگا ہے چڑ جاتا ہے۔ پر ہر کوئی پر امید ہے خاص کر الہام کے وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

=====

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھائی وی دیکھ رہا ہے۔ الہام الماری میں کچھ ڈھونڈنے میں مصروف ہے۔ جب اسے اچانک تکلیف کا احساس ہوتا ہے وہ بے ساختہ الماری تھام کر ضبط کرنے کی کوشش کرتی ہے، پھر مشکل سے بیٹھ کے کنارے تک آتی ہے۔ تکلیف کے اثرات اس کے چہرے پر ظاہر ہو رہے ہیں، وہ آہل کو آواز دیتی ہے۔ وہ بے

دھیانی میں اس کی طرف پلٹتا ہے، پھر جلدی سے اٹھ کر اسٹک کے
سہارے اس تک آتا ہے جب تک وہ درد سے نڈھال ہو جاتی ہے
۔ وہ اسے سہارا دے کر بیڈ تک لاتا ہے، پھر پانی کا گلاس سائڈ ٹیبل
سے اٹھا کر اسے پلاتا ہے ۔

مجھے ہاسپٹل جانا ہے آہل۔۔ وہ مشکل سے اسے کہتی ہے وہ جیسے تیسے
بہت مشکل سے سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔

میں بلاتا ہوں امی کو۔۔ وہ اٹھ کر دروازے کی جانب بڑھتا ہوا آواز
لگاتا ہے، پھر تیزی سے واپس الہام کے پاس واپس آتا ہے اسے
حوصلہ دیتا ہے جب تک فائزہ بھی وہاں آ جاتی ہے۔
ابو کہاں ہیں امی؟ وہ بے صبری سے پوچھتا ہے۔

وہ تو نماز پڑھنے گئے ہیں۔۔ وہ الہام کو سنبھالتے ہوئے کہتی ہیں وہ
جھنجھلا جاتا ہے۔

اچھا میں دیکھتا ہوں حوصلہ کریں آپ۔۔ وہ نیچے کی جانب دوڑتا ہے
لڑکھڑاتا ہے، پھر موبائل نکال کر کال ملاتا ہے، ان کا فون لاؤنج میں
ہی بچتا ہے وہ مایوسی سے اپنا سر پکڑ لیتا ہے۔

کیا کروں میں۔۔؟ کس طرح ڈرائیو کروں؟؟

الہام۔۔۔ کیا مصیبت ہے۔۔ وہ اپنے ہاتھ پر نظر ڈالتے ہوئے کہتا
ہے۔ وہ پھر سے ایک بار دروازے کی جانب جاتا ہے، گلی میں نکل کر
ادھر ادھر نظر ڈالتا ہے کوئی نظر نہیں آتا۔ وہ واپس آتا ہے اور اوپر جاتا
ہے۔

کیا ہوا آہل؟ ابو ملے تمہارے۔۔ فائزہ پوچھتی ہیں۔

نہیں!! ایسا کریں آپ لوگ نیچے آجائیں۔۔ جب تک ابو بھی آ

جائیں گے۔ وہ کہتا ہے پھر فائزہ کے ساتھ مل کر الہام کو سہارا دیتا

ہے۔ درد کے اثار اس کے چہرے پر صاف نظر آرہے۔ وہ وہ بامشکل

الہام کو فائزہ کی مدد سے نیچے لے کر آتا ہے۔ وہ اسے لاونچ میں بٹھا
کر واپس باہر کی جانب گرتا پڑتا دوڑتا ہے۔

کیا کروں میں۔۔؟ کیا کروں؟؟ اتنا بے بس ہوں یا میں۔۔۔۔۔
وہ تڑپ کر خود سے کہتا ہے کبھی ادھر کبھی ادھر جاتا وہ سمجھ ہی نہیں پا رہا
کیا کرے۔۔ الہام کی تکلیف برداشت سے باہر ہے وہ الہام کو اس
طرح نہیں دیکھ پاتا، اتنے میں علی صاحب اندر داخل ہوتے ہیں۔
صورتحال کو سمجھتے ہوئے فوراً گاڑی نکالتے ہیں اور سب ہاسپٹل کی
جانب روانہ ہوتے ہیں ہاسپٹل میں سب باہر انتظار کر رہے ہیں کہ
کچھ دیر میں نرس آکر انہیں بیٹا ہونے کی خوشخبری سناتی ہے۔ سب بے
انتہا خوش ہوتے ہیں۔ آہل کو مبارکباد دیتے ہوئے الہام اور بچے
سے ملنے اس کے کمرے میں جاتے ہیں پر آہل نہیں جاتا۔ وہ وہیں
باہر بیٹھا رہتا ہے۔

وہ بار بار سب سے آہل کا پوچھتی ہے۔ پروہ نہیں آتا۔۔۔ وہ وہیں
باہر بیٹھا رہتا ہے۔ سب کے گھر جانے کے بعد وہ اس کے روم میں
آتا ہے، وہ دواؤں کے زیر اثر سو رہی ہے، وہ بہت آہستگی سے چل کر
اس تک آتا ہے۔ اس کے ماتھے پر لب رکھتا ہے اور مسکراتے ہوئے
اسے دیکھتا ہے آسیہ کی آنکھ کھلتی ہے۔ وہ انہیں خاموش رہنے کا کہتا
ہے۔ پھر اپنے بیٹے کے سر پر پیار کرتے ہوئے ہاتھ پھرتا ہے۔ وہ
آہل کے لمس پر کسمسا جاتا ہے آہل بے ساختہ مسکراتا ہے اور اس کا
ماتھا چوم کر باہر آ جاتا ہے۔

=====

اگلے دن بھی وہ الہام سے ملنے اس کے کمرے میں نہیں جاتا اور اسے

بہانے سے طالب اور آسیہ کے ساتھ ان کے گھر بھیج دیتا ہے۔ وہ
سب سے بار بار آہل کا پوچھتی ہے، پر وہ نہیں آتا، اسے عجیب لگ رہا
ہے کچھ۔۔ وہ طالب اور آسیہ کے ساتھ جانا نہیں چاہتی تھی پر سب کہ
زور دینے پر ان کے ساتھ آ جاتی ہے۔ وہاں آ کر بھی وہ بار بار اسے
کال ملاتی ہے پر وہ نہ ہی کال اٹھاتا ہے اور نہ ہی اس سے ملنے آتا
ہے وہ پریشان ہاتھ میں موبائل لیے بیٹھی ہے پھر اسے عائرہ کا خیال
آتا ہے اور وہ عائرہ کو کال ملاتی ہے۔

=====

وہ اپنے اندر سوچوں کا ایک طوفان لیے خاموش سا سمندر کے
کنارے بیٹھا ہے اس کا موبائل بج بج کر خاموش ہو چکا ہے۔ اس نے

موبائل سائلنٹ پر لگا دیا ہے۔

کتنا شور ہے میرے اندر، پر میں کسی سے کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔ میں آپ کو لینے نہیں آ سکتا الہام۔ آپ کو اب وہیں رہنا ہوگا۔ میں ایک بہت ہی مجبور اور لاچار انسان بن چکا ہوں۔ میں آپ کا خیال تک نہیں رکھ سکتا۔۔ اب سمجھ چکا ہوں میں اچھے سے۔ بہتر ہے آپ دور ہی رہیں مجھ سے۔ ورنہ آج نہیں تو کل آپ پر میرا بوجھ بھی پوری طرح سے آ پڑے گا اور میں خود کو بوجھ نہیں بنانا چاہتا آپ پر۔۔۔ وہ خود کلامی کر رہا ہے ہلکی ہلکی ہوا اس کے بال ماتھے پر بکھیر رہی ہے وہ ایک ہاتھ سے اپنے بال سمیٹتا ہے۔

میں معذور ہو گیا ہوں الہام۔۔ اور معذور انسان کسی کا سہارا اور محافظ نہیں بن سکتے۔ وہ خود سہاروں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اس دن ہاسپٹل جانے کے لیے جتنا بھی بے بس لاچار میں نے خود کو محسوس

کیا تھا۔۔ میں سوچنا بھی نہیں چاہتا اور نہ ہی دوبارہ آپ کو اس طرح
بے آسہرہ دیکھنا چاہتا ہوں، لہذا بہتر ہے آپ وہیں رہیں۔۔ وہ خود
سوچتا اور خود ہی فیصلہ کرتا ہے۔ وہ کافی دیر اسی طرح بیٹھا رہتا اپنے
اور الہام کے بارے میں سوچتا اور اپنی آنے والی زندگی کے بارے
میں فیصلہ کرتا رہتا ہے۔

=====

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر پریشانی کے عالم میں بیٹھی ہے، وہ آہل کے
رسپانس نہ کرنے پر عائرہ کو میسج کر چکی ہے پر وہ اندر سے بے چین
ہے، اسے سکون نہیں آرہا، بے چینی اس کے اندر بڑھتی جا رہی ہے۔
کہاں ہو آہل؟ کیوں کر رہے ہو اس طرح؟ آج دو دن ہو گئے

ہیں۔۔۔ تم مجھ سے ملنے تک نہیں آئے، وہ بھی ایسے وقت میں۔۔۔ وہ
اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سوچتی ہے۔
تم کس طرح دو دن تک بغیر مجھ سے بات کیے، مجھ سے ملے ہوئے رہ
سکتے ہو؟ جب کہ اب تو تمہارا ہمارے ساتھ ہونا لازمی بنتا ہے، آہل
کہاں ہو؟ میرا دل بہت بے چین ہو رہا ہے آہل بی انتہا۔۔ گھبراہٹ
نے آگھیرا ہے مجھے پلینز آہل آجاؤ یا۔۔۔ وہ اب ایک نظر برابر میں
اپنے بستر پر لیٹے ہوئے اپنے ننھے سے بیٹے کو دیکھ کر کہتی ہے جو معصوم
سانیند کے مزے لینے میں مصروف ہے۔

=====

عائزہ الہام سے بات کرنے کے فوراً بعد اپنے گھر آئی ہے۔ آہل گھر

پر موجود نہیں ہے وہ لاؤنچ میں بیٹھی فائزہ سے بات کر رہی ہے۔
امی یار بھائی کو کہیں نہ بات کریں بھابی سے۔۔ کیا مسئلہ ہو گیا ہے
اب انہیں بھابی کتنی پریشان ہو رہی ہیں۔۔ وہ ایک بار بھی ان سے
ملنے نہیں گئے، عائزہ پریشانی سے کہتی ہیں۔

میری تو خود کو سمجھ نہیں آ رہا عائزہ۔۔ کیا چاہ رہا ہے یہ لڑکا۔ اوپر سے
الہام اور چھوٹے کو اٹھا کر بھائی کے گھر بھیج دیا ایک بار بھی نہیں ملا
دونوں سے۔۔ وہ خود بھی پریشانی سے کہتی ہیں۔

تو امی بات کر ہیں نا۔۔ ایسے کیسے چلے گا؟؟ وہ کب سے بھائی کو کالز
اور میسجز کر رہی ہیں بھائی کچھ ریپلائی ہی نہیں کر رہے، پریشان ہو کر
انہوں نے مجھے کال کی۔۔ وہ مزید کہتی ہے۔

بھابی کب تک وہاں رہیں گی امی۔۔؟ عائزہ پوچھتی ہیں۔
پتہ نہیں کیا سوچے بیٹھا ہے؟ کیا کر رہا ہے؟ کیا چاہ رہا ہے؟ مجھے کچھ

سمجھ نہیں آ رہا عائرہ۔۔ وہ پریشانی سے پہلو بدلتی عائرہ کو دیکھ کر کہتی ہیں۔

وہ اب وہیں رہے گی عائرہ۔۔ اندر آتا ہوا آہل اس کی بات سن کر کہتا ہے ..

کیا مطلب وہیں رہے گی؟؟ پاگل تو نہیں ہو گئے ہو تم؟ فائرہ غصے سے اسے گھورتی ہیں۔

وہ وہیں رہیں گی۔۔ کیونکہ میں اب ان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا۔ وہ سپارٹ لہجہ لیے کہتا ہے سب شک رہ جاتے ہیں۔

دماغ تو نہیں خراب ہو گیا تمہارا؟؟ اول فال بکے جا رہے ہو۔۔ فائرہ غصے میں اسے دیکھتے ہوئے کہتی ہیں۔

بھائی یا کیا ہو گیا ہے؟ کیوں اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں؟ ابھی تو نئی نئی خوشیاں دی ہیں اللہ میاں نے۔۔ آپ کیوں اس طرح کی

باتیں کر رہے ہیں۔۔ عائرہ فکر مند ہوتی ہے۔

جو مجھے کہنا ہے میں کہہ چکا ہوں عائرہ۔۔ وہ کہتا اوپر جانے لگتا ہے۔
بہت بڑے ہو گئے ہو تم؟ جو ہر فیصلہ اپنی مرضی سے کرو گے۔۔ فائرہ
غصے سے کہتی ہیں۔

پر ہم پاگل نہیں ہیں، جو بنا کسی وجہ کے تمہاری ہر بات مانتے پھریں
۔۔ وہ اونچی آواز میں اسے ڈانٹ کر کہتی ہیں۔

وجہ تو ہے نا امی اتنی بڑی۔۔۔ پر آپ دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔۔ وہ چڑتا
ہے۔

اچھا! کیا وجہ ہے؟ ہاں بتاؤ ذرا۔۔ وہ آنکھیں دکھائے اسے پوچھتی
ہیں۔

میں معذور ہو گیا ہوں امی۔۔ اور ایک معذور شخص کسی کا کیا سہارا بنے
گا یہ دیکھ لیا میں نے بہت اچھے سے، اس رات ہاسپٹل جانے کے

لیے کوشش کرتے ہوئے۔ وہ کہتا ہے ان دونوں کو اس کی بات سن کر
جھٹکا لگتا ہے۔

اس لیے بہتر ہے وہ وہاں ہیں تو وہیں رہیں۔۔ وہ کہتا اپنے کمرے کی
جانب بڑھ جاتا ہے سب پریشانی سے ایک دوسرے کی شکل دیکھتے
ہیں ۔

=====

وہ پوری رات اس کی پریشانی اور بے چینی میں گزرتی ہے، اگلی صبح کو
دوبارہ اس کا کوئی ریپلائی یا کال نہ آنے پر ہاتھ میں موبائل لیے

پریشان بیٹھے کسی سوچ میں گم ہے۔۔ وہ پھر ایک بار پھر آہل کو میسج کرتی ہے۔

مجھے لے جاؤ۔۔۔

اس بار اس امید کے ساتھ کہ وہ آجائے گا۔۔ وہ ہر بار آہل کو ایسے ہی میسج کرتی ہے اور وہ بنا کچھ پوچھے اسے لینے آجاتا ہے۔ اس بار بھی اسکے دل میں امید ہے کہ وہ آجائے گا۔

لیکن اس بار اس کے دل میں ہزار طریقے کے سوال بھی ہیں، کیا ہوا ہے؟ کیوں اس طرح کا رویہ رکھا ہوا ہے اس نے؟ ناراض ہے تو کیوں ہے؟ یہ سب سوچ سوچ کر وہ ہلکان ہو رہی ہے۔

===

آہل اپنے کمرے میں بیٹھا ہے جب فائزہ اندر آتی ہیں۔

مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے آہل۔۔ وہ سنجیدگی سے کہتی ہیں۔
میں آپ لوگوں کو بتا چکا ہوں امی۔ وہ آرام سے کہتا ہے۔
تم ایک انتہائی کوئی فضول جواز بنا کر اس طرح کا کوئی فیصلہ نہیں کر
سکتے آہل۔۔ وہ اب سختی سے کہتیا سے گھورتی ہیں۔

فضول کہاں ہے امی؟
حقیقت ہے!! تلخ حقیقت۔۔ میں پوری زندگی انہیں اپنے ساتھ
باندھ کر نہیں رکھ سکتا، یہ جانتے ہوئے کہ میں ایک خود سہارے کے
قابل انسان ہوں۔ اب وہ ٹھٹھر کر کہتا ہے۔

آہل تم کیوں سوچ رہے ہو اس طرح کی باتیں۔۔؟؟
الہام کا سوچو، اپنے بیٹے کا سوچو۔۔ وہ کیسے رہے گی تمہارے
بغیر۔۔؟؟؟ اب

کی بار وہ نرم پڑتی ہیں۔

سب کا ہی تو سوچ رہا ہوں امی۔۔ دیکھا تھا نا آپ نے، اس دن۔۔
وہ کس طرح، کتنی تکلیف میں تڑپ رہی تھی۔ یہیں۔۔ اسی جگہ اور
میں۔۔ اس کی زبان کہتے کہتے لڑکھڑاتی ہے۔

میں، کتنا بے بس اور لاچار تھا۔۔ میں کچھ کر ہی نہیں پار ہا تھا میں انہیں
ہاسپٹل تک لے جانے کے قابل نہیں ہوں امی۔۔۔ وہ تکلیف سے
کہتا ہے، اس کی آنکھوں اور لہجے میں نمی اترتی ہے۔

وہ دونوں کس طرح رہیں گے میرے ساتھ پوری زندگی؟؟ اس کے
لہجے میں درد نمایاں ہے۔۔

آہل مگر، بیٹا۔۔ وہ کچھ کہنے کی کوشش کرتی ہیں، جب ہی وہ درمیان

میں ان کو روک دیتا ہے۔

میں نے سوچ لیا ہے امی۔۔ میں بوجھ نہیں بننا چاہتا، میں کسی کے لیے کچھ نہیں کر سکتا اس لیے بہتر ہے وہ میرے ساتھ نہ ہی رہیں۔ کم از کم اس طرح وہ ہمارے بیٹے کو پوری توجہ تو دے سکیں گی۔۔ بیٹے کا ذکر کرتے ہوئے اس کے چہرے پر اداس سی مسکراہٹ آتی ہے۔ آہل لیکن تم ٹھیک ہو جاؤ گے ڈاکٹر۔۔ وہ مزید کہتی ہیں۔

جب ہو جاؤں گا تب کی تب دیکھیں گے۔۔ وہ درمیان میں ہی ان کی بات کو رد کر دیتا ہے۔

امی فی الحال میں سوچ چکا ہوں اور میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔ وہ کہہ کر تیزی سے کمرے سے نکل جاتا ہے وہ اس کی سوچ اور باتوں پر افسوس سے اپنا سر تھامے وہیں بیٹھ جاتی ہیں۔

=====

اس دوران الہام، عائزہ کو کال کرتی ہے۔ جو وہ آہل کو اپنے کمرے سے باہر نکل کر نیچے آتا ہوا دیکھ کر نہیں اٹھاتی۔ وہ آہل کے باہر نکلنے کے بعد دوڑتی ہوئی اس کے کمرے میں فائزہ کے پاس جاتی ہے۔

==

آہل کا موبائل بچتا ہے۔ وہ جیب سے موبائل نکال کر دیکھتا ہے،
الہام کا میسج ہے۔۔

مجھے لے جاؤ۔۔۔

وہ صبط سے آنکھیں بند کرتا ہے۔ پھر واپس موبائل جیب میں ڈال لیتا ہے۔

==

کیا ہوا امی؟؟ بھائی مان گئے؟

وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بے چینی سے فائزہ سے پوچھتی ہے، وہ نفی میں سر ہلاتی ہیں۔

یار... وہ کوفت میں مبتلا ہوتی ہے، چند لمحے خاموشی میں گزر جاتے

ہیں۔

امی۔۔!! کیا بھائی۔۔ بھابھی کو چھوڑ دیں گے؟؟

اس کی آنکھوں میں اندیشے جنم لیتے ہیں۔ اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔۔ وہ چونک کر اسے دیکھتی ہیں۔

نہیں نہیں۔۔ امی! ایسا نہیں ہوگا۔۔ نہیں ہوگا ایسا۔۔

اور پھر وہ خود ہی اپنے اندیشوں کو رد کرتی ہے۔

ہم ایسا ہونے ہی نہیں دیں گے۔۔ وہ انہیں دیکھتے ہوئے عزم سے کہتی ہے۔

امی!! میں نہیں ہونے دوں گی اپنی آپنی کے ساتھ ایسا کچھ۔ وہ امید

لیے آنکھوں میں انہیں دیکھ رہی ہے۔۔ فائزہ چونک کر اسے حیرت

سے دیکھتی ہیں پھر مسکرا کر ہاں میں سر ہلاتی ہیں۔

میں بھائی کو ایسی کوئی الٹی حرکت کرنے نہیں دوں گی امی،، میں ٹھیک
کردوں گی سب۔۔ وہ کہتے ہوئے اٹھتی ہے، پھر اپنے کمرے سے
اپنا بیگ اٹھاتی فائزہ کو حیران پریشان سا چھوڑ کر باہر نکل جاتی ہے۔

=====

الہام پریشان سی بیٹھی ہے، وہ ہر تھوڑی دیر بعد اپنا موبائل اٹھا کر دیکھ
رہی ہے، تب ہی عائزہ اس کے کمرے میں داخل ہوتی ہے۔
عائزہ تم۔۔۔ آہل بھی آیا ہے؟؟ وہ خوش ہو کر اس کی جانب بڑتے
ہوے پوچھتی ہے۔

نہیں!! وہ نہیں آئے۔۔۔۔

میں آئی ہوں۔۔۔ لینے آپ کو اور اپنے پیارے سے بھتیجے کو۔۔۔ اب وہ اپنے بھتیجے کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتی ہوئی کہتی ہے۔
کیا مطلب؟

تم آئی ہو۔۔۔ آہل کہاں ہے؟؟ وہ وہ تعجب سے آنکھوں میں حیرانی لیے پوچھتی ہے۔

بس، آپ چلیں بھا بھی۔۔۔ آپ گھر چلیں گی تو بھائی بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔ وہ کہتی ہے۔

عائزہ!! بات کیا ہے؟ مجھے بتاؤ تو کچھ۔۔۔ وہ پریشانی سے عائزہ کو دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔

بس آپ دونوں چلے نا۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔ وہ الہام کو ٹالنے کی کوشش

کرتی ہے۔

عائزہ،!

آہل کہاں ہے۔۔؟؟ اب کی بار وہ سختی سے عائزہ سے پوچھتی ہے۔

پاگل ہو گئے ہیں وہ۔۔۔ عائزہ جھنجھلا کر کہتی ہے۔

کہتے ہیں۔ ایک معذور انسان کے ساتھ آپ کی زندگی بھی خراب ہو

جائے گی۔۔۔ الہام شاک سے عائزہ کو دیکھتی ہے۔ پھر نڈھال سی

بستر پر بیٹھ جاتی ہے۔

آپ چلے نا۔۔ آپ وہاں جائیں گی، تو خود ٹھیک ہو جائیں گے آپ

کو دیکھ کر، ہمارے پیارے چھوٹو کو دیکھ کر۔۔ اب وہ محبت سے اسے

گود میں اٹھاتے ہوئے کہتی ہے۔

بس چلے نا آپ۔۔ الہام ابھی تک صدمے کی حالت میں بیٹھی ہے۔
اسے سب سن کر دھجکا لگا ہے۔

بھابھی... بھابھی؟؟؟ وہ الہام کی غیر موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے
اس کا کندھا ہلاتی ہے۔

آں۔۔۔ ہاں۔۔۔ الہام ہوش میں آتی ہے۔
چلیں نا۔۔ جلدی کریں۔۔ وہ بے چینی سے کہتی ہے۔

کیا کہا ہے اس نے عائزہ۔۔؟؟
وہ عائزہ کو دیکھتے ہوئے بے یقینی سے پوچھتی ہے جیسے دوبارہ سننا
چاہتی ہو۔ جیسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔

انہیں لگتا ہے، وہ آپ پر بوجھ بن جائیں گے۔۔ وہ آہستگی سے سر

جھکائے کہتی ہے۔

اس لیے وہ آپ کے ساتھ اب نہیں رہنا چاہتے۔۔۔ وہ مزید کہتی ہے۔
دماغ خراب ہو گیا ہے ان کا، فضول کا سوچتے رہتے ہیں، لیکن خیر کوئی
بات نہیں ہم کون سا کرنے دینے والے ہیں ان کو اپنی مرضی۔۔۔ وہ
اپنی ہی دھن میں بولتی چلی جاتی ہے، الہام خاموشی سے آنکھوں
میں بے یقینی لیے اسے سن رہی ہے۔

چل رہی ہیں نہ آپ پی پھر، میرے ساتھ؟؟؟

وہ اس کی جانب سوالیاں نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھتی ہے۔ اس
نے شادی کے بعد آج پہلی بار اسے آپ پی کہا ہے۔ الہام چونک کر اسے
دیکھتی ہے، وہ بھی مسکراتی ہے، پھر الہام اپنی آنکھوں میں آئی ہوئی نمی

صاف کر کر ہاں میں سر ہلاتی ہے۔

=====

آہل اپنے کمرے میں داخل ہوتا ہے تو دروازہ کھولتے ہی اسے بیڈ پر اپنا چھوٹا سا چند دنوں کا لیٹا ہوا بیٹا نظر آتا ہے اور اس کے بالکل ساتھ ہی بیٹھی ہوئی الہام۔۔۔ جو اس کے ننھے ننھے ہاتھوں کو تھام کر اس سے کھیل رہی ہے۔ آہل اس منظر کو اپنے سامنے دیکھ کر چند لمحوں کے لیے ٹھٹک جاتا ہے۔ کتنا خوبصورت منظر ہے یہ اس کے لیے، ایک مکمل اور حسین دل پر نقش ہوتا ہوا منظر۔۔۔

وہ چند لمحے وہیں کھڑا رہنے کے بعد قدم اٹھاتا آگے بڑھتا ہے وہ
الہام کو مکمل طور پر نظر انداز کرتا ہے۔ جب ہی اسے الہام کی آواز
سنائی دیتی ہے۔

تم مجھے لینے کیوں نہیں آئے آہل؟
وہ بنا کسی تمہید کے سیدھا مدے پر آتی ہے۔ وہ کوئی جواب نہیں دیتا اور
اسٹک کے سہارے ڈریسنگ کی جانب بڑھتا ہے۔ جب الہام بیڈ
سے اٹھ کر اس تک آتے ہوئے اپنا سوال دہراتی ہے۔

تم ہمیں لینے کیوں نہیں آئے؟
کیونکہ میں آپ کو یہاں لانا نہیں چاہتا تھا۔!!
وہ بنا اس سے نظریں ملائے کہتا ہے۔

کیوں؟ وہ لہجے میں سختی لیے اسے گھورتے ہوئے پوچھتی ہے۔
کیونکہ مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ۔ وہ کہتا ہے، وہ اسے دیکھنے سے
مکمل طور پر اجتناب برت رہا ہے۔

اور تمہیں کیوں نہیں رہنا میرے ساتھ؟؟ وہ مسلسل اس کو گھورتے
ہوئے پوچھ رہی ہے۔

آپ یہاں موجود ہیں، اس کا مطلب وجہ آپ جان چکی ہیں۔ وہ کہتا
ہے۔

میں، تم سے سننا چاہتی ہوں۔
وہ تحمل سے کہتی ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔
کہو۔۔۔

کہو آہل۔۔!! میں سن رہی ہوں۔۔۔

وہ پھر سے کہتی ہے۔

اب کی بار اس کی آواز ذرا اونچی ہوتی ہے۔

جب پتا ہے تو کیوں سننا چاہتی ہیں مجھ سے؟؟ وہ چڑھ جاتا ہے۔

اگر تم۔۔ نہیں رہنا چاہتے میرے ساتھ، تو یہ بات مجھ سے میری

آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہو۔۔۔

کہ کیوں نہیں رہنا چاہتے تم میرے ساتھ۔۔؟؟ وہ اب غصے اور سختی

کے ساتھ انگلی کے اشارے سے ٹھہر ٹھہر کر بولتی ہے۔

الہام آپ۔۔۔ وہ کہتے کہتے رکتا ہے۔

کہو وو۔۔۔۔ وہ پھر کہتی ہے۔

چند لمحے خاموشی کی نظر ہوتے ہیں۔ وہ چپ رہتا ہے۔

مجھ سے بولنے کی ہمت نہیں ہے تم میں کہ میرے ساتھ نہیں رہنا تو
میرے بغیر رہنے کی ہمت کہاں سے لاؤ گے مسٹر آہل علی۔۔۔؟؟؟
وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولتی ہے۔ وہ لا جواب ہوتا ہے۔
تم کیا سمجھتے ہو خود کو آہل؟؟؟

تمہارا جو دل چاہے گا تم کرو گے اور میں تمہیں کرنے دوں گی؟ وہ اب
کچھ نرم پڑتی ہے۔

الہام آپ۔۔۔ سمجھ کیوں نہیں رہی، میں۔۔۔ میں ایک معذور۔۔۔ وہ
جھنجھلا کر کہنے لگتا ہے، جب وہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ
دیتی ہے۔

ایک لفظ اور مت بولنا آہل آگے۔۔۔ وہ آواز اونچی کر کے کہتی ہے۔ وہ
لمحے بھر کو اسے دیکھتا ہے۔

تم ایسا کیسے سوچ سکتے ہو آہل؟؟ وہ بھی تب جب اللہ نے ہمیں اپنی
رحمت سے نوازا ہے، ہماری خوشیوں کو بڑھایا ہے۔۔ وہ اب نم
آنکھیں لیے ایک قدم اس کی جانب بڑھاتی ہے، وہ سر جھکالیتا ہے۔
تمہیں ایک بار بھی خیال نہیں آیا اس کا۔۔؟؟ وہ اب آہل کی شرٹ کو
اس کے کالر کے پاس سے تھام کر ایک نظر اپنے بیٹے پر ڈالتے ہوئے
کہتی ہے۔

تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا میرا۔۔؟؟ وہ نم آنکھوں سے کہتی ہے، وہ
نظر اٹھا کر اپنے بیٹے کو اور پھر الہام کو دیکھتا ہے۔

تم نے کیسے سوچ لیا یہ سب آہل؟
کیسے؟؟؟؟ وہ اب اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بیچ کر اس پر چلاتی
ہے۔

کیونکہ میں نہیں رکھ سکتا آپ دونوں کا خیال۔

وہ بھی جوابن چلاتا ہوا ایک قدم پیچھے ہوتا لڑکھڑاتا ہے۔

کتنا مجبور اور لاچار ہوں میں،، دیکھ لیا تھا نا آپ نے اس دن مجھے۔۔ وہ نم آنکھیں لیے اسے دیکھ کر کہتا ہے۔

آپ کو ہاسپٹل تک نہیں۔۔۔ اس کی آواز گلے میں ہی رند جاتی ہے۔

وہ آگے کہہ نہیں پاتا۔ وہ خاموشی سے اسے سن رہی ہے، وہ چاہتی ہے کہ وہ بولے اپنے اندر چھپی ہوئی ہر بات بولے۔۔

میں نہیں رہا ہوں کسی قابل الہام۔۔

وہ التجائی آنکھوں اور نم آواز کے ساتھ اسے کہتا زمین پر نڈھال سا بیٹھ جاتا ہے۔

آپ کیوں نہیں سمجھ رہی الہام۔۔۔ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں

ہونے لگتے ہیں۔ اب وہ بھی اس کے سامنے قدم بڑھاتے ہوئے

گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتی ہے۔

آپ چلی جائیں الہام یہاں سے۔

میں آپ کا اور اپنے بیٹے کا خیال نہیں رکھ سکتا۔ وہ اپنی آنکھوں کو بے دردی کے ساتھ رگڑتے ہوئے کہتا ہے۔

تمہیں پتا ہے آہل۔۔؟؟ وہ چند لمحے کی خاموشی کے بعد اسے بولتی ہے۔

میاں بیوی سائیکل کے دو پہیوں کی طرح ہوتے ہیں اور زندگی کی سائیکل چلانے کے لیے دونوں پہیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ آرام آرام سے کہنا شروع کرتی ہے۔ وہ خاموشی سے سر جھکائے سن رہا ہے۔

اگر ایک پہیہ پنجر ہو جائے یا اس میں کوئی چھوٹی موٹی خرابی ہو جائے تو

اسے صحیح کرتے ہیں، اسے رفو کر کے ہوا ڈالتے ہیں، اسے سائیکل سے الگ کر کے نہیں رکھ دیتے۔ اس طرح تو نہ سائیکل کسی کام کی رہے گی اور نہ ہی اس کے دونوں پہیے۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر کہہ رہی ہے۔ اسی طرح ہم بھی الگ ہو کر کسی کام کے نہیں رہیں گے آہل۔۔۔!! وہ آنکھوں میں امید لیے کہتی ہے۔ وہ سراٹھا کر اسے دیکھتا ہے۔
نا تم۔۔۔ نا میں۔۔۔ اور نا ہی یہ۔۔۔!

اب وہ بیڈ کی جانب مڑ کر اپنے بیڈ کو دیکھتی ہے۔
ادھورے تم بھی رہو گے اور مکمل میں بھی نہیں ہوں گی۔۔۔
وہ مزید کہتی ہے۔ وہ ضبط سے اپنے ہونٹ بیجتا ہے۔

اور ان سب میں، اس کا کیا قصور آہل؟؟؟

یہ کیوں محرومیوں کی زندگی گزارے؟؟؟ وہ اب آنکھوں میں سوال لیے

اس سے پوچھتی ہے۔ وہ آنکھیں بند کر لیتا ہے، جیسے فرار چاہتا ہو ان سوالوں سے۔۔

میاں بیوی کے آپسی معاملات کا اثر سب سے زیادہ اگر کسی پر ہوتا ہے تو وہ اولاد ہے، اب وہ اثر چاہے اچھا ہو یا برا۔۔ سب سے زیادہ وہ آپ کی اولاد پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر کہتی ہے۔ یہ اثرات ہی اس کی شخصیت بنا اور بگاڑ سکتے ہیں آہل۔۔

تو کیا تم اپنی اولاد پر محرومیوں کے برے اثرات پڑنے دینا چاہتے ہو؟ وہ اب اس سے دو ٹوک پوچھتی ہے۔ وہ بھی نظر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہے۔

ساتھ چلنے سے، ساتھ نبھانے سے زندگی خوشگوار ہوتی ہے۔

میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس اسی لیے کہا گیا ہے آہل کہ لباس
آپ کی تمام خرابیوں کو، عیبوں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے۔ وہ کسی کی
محرومی کو دنیا کے آگے ظاہر نہیں کرتا۔ اگر ایک میں کوئی محرومی یا عیب
ہے تو دوسرا اسے ڈھانپ لیتا ہے۔ زندگی کی گاڑی اسی طرح آگے
بڑھتی ہے۔۔۔ وہ سانس لینے کے لیے رکتی ہے آہل کی آنکھوں میں نمی
اترتی ہے۔

ہم ایک دوسرے کا لباس ہیں آہل۔۔!!
اب وہ اپنے ہاتھ سے اس کا جھکا چہرہ اٹھا کر کہتی ہے۔
اور ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ اس کی تمام اچھائیوں، برائیوں،

عیبوں اور محرومیوں کو دنیا سے چھپا کر زندگی احسن طریقے سے گزارنی

ہے۔۔ اب وہ اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکا دیتی ہے۔
اور ہم گزاریں گے۔۔ وہ امید سے کہتی ہے، وہ بھی سر ہلاتا ہے۔
دونوں کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں۔۔

تب ہی کمرے میں رونے کی آواز، ان کی توجہ اپنی جانب مبذول
کرواتا ہے۔ وہ دونوں سر اٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھتے ہیں، پھر اس کی
جانب بڑھ کر اسے گود میں اٹھا کر الہام، آہل کے پاس آ کر اس کو دیتی
ہے۔ وہ اسے کپکپاتے ہاتھوں سے تھام کر اس کے سر پر بوسہ دیتا
ہے، الہام بھی آہل کے ہاتھ کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کا سہارا
اپنے بیٹے کو دیتی ہوئی مسکراتی ہے۔۔

دونوں کے چہرے پر خالص مسکراہٹ ابھرتی ہے اور ساتھ ہی ان کی
خوشیاں اور ان کی زندگی بھی ان پر مسکراتی ہے۔

ختم شد